

# تعارف علماء دیوبند

تَصْنِیفِ طَیِّف

خطیبِ پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع صاحب دہلی اور کارویں علیہ رحمۃ اللہ

چاند کتاب محل ڈسکہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور — کراچی — پاکستان

جملہ حقوق بحق پسران خطیب پاکستان محفوظ ہیں

تعارف علماء دیوبند	نام کتاب
مجدد مسلک اہلسنت مولانا محمد شفیع اودکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ	مصنف
فروری 2007ء	تاریخ اشاعت
ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور	ناشر
دو ہزار	تعداد
1Z 116	کمپیوٹر کوڈ
60/- روپے	قیمت

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:- 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2212011-2630411۔ فیکس:- 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

بہ مصطفیٰ براں خویش را کہ دیں ہمراہ دست  
اگر بہ اونہ رسیدی تمام بولہبی است  
﴿علامہ اقبال﴾



# انتساب

بحضور

امام اہل سنت

مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت

عظیم البرکت، علامہ مولانا

شاہ احمد رضا خان

صاحب (بریلوی)

قدس اللہ سرہ و نور اللہ مرقدہ

بتوسیط

مکین دیار رحمۃ للعالمین

نائب اعلیٰ حضرت، صاحب الفضیلۃ والارشاد

قبرہ مولانا

ضیاء الدین احمد القادری

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

عالم کی موت کہتے ہیں عالم کی موت ہے

اپنے کیے پہ موت پشیمان ہے آج بھی

خادم اہل سنت

بندرہ!

محرم شفیع اکابر دینی غفرلہ

# فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۳	گنگوہی صدیق و فاروق ہیں	۶	عرض ناشر
۲۴	گنگوہی صدیق و شہید صالح ہیں	۸	نگاہ اولیں
۲۴	گنگوہی جنید و شبلی اور غوث اعظم ہیں	۱۱	تصویر کا پہلا رخ
۲۴	گنگوہی شیخ اکبر اور محی الدین گیلانی ہیں	۱۱	مولوی رشید گنگوہی ربُّنی خلائق ہیں
	گنگوہی کے آگے ادبیاد کی گردنیں	۱۲	گنگوہی کی سیمائی
۲۵	ختم ہیں۔	۱۴	گنگوہی کے بندے
	امام بخاری و غزالی، خواجہ حسن بصری	۱۵	عبد معنی بندۂ عابد یا غلام
۲۵	وغیرہ گنگوہی کے دم سے زندہ تھے۔	۱۶	گنگوہی، خدایا رسول کا ثانی
	نص قرآنی سے گنگوہی ہدیت کے	۱۸	مکہ میں گنگوہی کی یاد
۲۵	پرناے تھے۔	۱۹	گنگوہی کی قبر مثل طور
	مولوی اشرف علی تھانوی کے مُردیکے	۱۹	گنگوہی حاجت روا اور شکل کشا
	خوابِ بیداری کا واقعہ (اشرف علی	۲۰	گنگوہی کا حکم خدا کے حکم سے بڑا
۲۶	رسول اللہ)	۲۰	واغ غلامی متلائے مسلمان
۲۹	دیوبندی حضرات سے سوال	۲۲	انبیاء سے تشبیہ
۳۰	ایک اور کشف (حضرت عائشہ کی توہین)	۲۲	گنگوہی حضور کی نظیر تھے۔
۳۲	ایک اور خواب (ارو و کلام)	۲۳	گنگوہی نور مجسم تھے
۳۲	ایک اور خواب (حضورِ باورچی)	۲۴	گنگوہی آفتاب ہیں

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۶	توہین و تنقیص علم رسالت	۳۳	چند اور خواب
	شیطان کا علم حضور کے علم سے	۳۳	خواب (حضور بصورت اشرف علی)
۴۷	زیادہ ہے	۳۳	خواب
	حضور کے علم کے لئے نص قطعی	۳۴	خواب
۴۷	نہیں ہے	۳۴	خواب
۴۹	دیوبندی کفر		خواب راشرف علی کی نماز جنازہ
	حضور کا عالم جانوروں پاگلوں	۳۵	حضور نے پڑھی
۵۰	کو بھی ہے۔	۳۶	خواب (حضور مقتدی)
۵۱	عبارت کفریہ اور علمائے دیوبند		مُردنی خاتون کا خواب (حضور
۵۲	نتیجہ	۳۷	عورت سے بغل گیر ہوئے)
۵۳	ایک اور توجہ	۳۹	رحمۃ للعالمین صرف حضور نہیں
۵۵	اصل عبارت اور فوٹو	۴۰	حضور سے برابری
۵۶	ایک مغالطہ		شہیدان کربلا کے مرثیہ کا جلانا
۵۷	مخلصین کا مشورہ	۴۱	ضروری ہے۔
۵۹	بدلی ہوئی عبارت		دیوبندیوں کے نزدیک ان کے
۶۱	لطیفہ	۴۱	علماء کا مقام
۶۲	حضور کے علم کی نفی	۴۴	عقیدہ کے متعلق اصول
۶۵	توہین و تنقیص علم رسالت	۴۴	حضور کی توہین کفر ہے
۶۶	مقام مصطفیٰ		کفر کے حکم کا دار و مدار
۶۶	گاؤں کا زمیندار	۴۵	ظاہر پر ہے

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۰۱	علامہ کاظمی کی عبارت	۶۷	انبیاء و رزق ناچیز سے کمتر
۱۰۲	فتوے	۶۷	نبی چار سے بھی ذلیل
۱۰۳	نانو توی کا شعر اور فتوے	۶۸	بڑا بھائی
۱۰۵	نوٹ	۶۹	بھائی
	اللہ کو زمان و مکان اور ترکیب عقلی	۷۰	حضور بے حواس ہو گئے
۱۰۶	سے پاک کہنا کیسا ہے؟	۷۱	محمد یا علی کسی چیز کا مختار نہیں
۱۰۷	جوابات		جو اللہ کی شان میں کسی کو ملائے
۱۰۸	مولوی اسماعیل دہلوی فتوے کی روشنی میں	۷۵	وہ مشرک ہے
۱۱۰	لطیفہ	۷۶	تک عشرۃ کاملہ
۱۱۱	ملائکہ اور رسول کو طاعت کہنا	۷۸	غیب کی بات کی رسول کو کیا خبر
۱۱۲	تھانوی صاحب کا ترجمہ اور فائدے	۸۰	انبیاء و اولیاء ناکارہ
۱۱۳	من دون اللہ سے مراد بت ہیں	۸۲	پکارنا، نذر و نیاز وغیرہ مشرک ہیں۔
	اللہ کو بندے کے افعال کا پہلے سے	۸۳	منتیں ماننا و نذر نیاز کرنی
۱۱۵	علم نہیں ہوتا۔	۸۷	حضور شفیع ہیں
۱۱۶	حضور پر بہتان	۹۱	اللہ کے سوا کسی کو نہ مانو
	عذاب الہی سے نجات پانا رسول	۹۳	غماز میں حضور کا خیال
۱۱۷	کا کمال ہے	۹۴	حضور آخری نبی ہیں
	ابن عبد الوہاب نجدی کے متعلق	۹۶	آخری نبی ہونے پر کوئی فضیلت نہیں
۱۱۷	گنگوہی کا فتویٰ		کسی اور نبی کے آنے سے ختم نبوت
۱۱۸	سوال و جواب بحوالہ المہند	۹۸	متاثر نہیں ہوتی



صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۲۶	دغیرہ نادُرست اور حرام ہے	۱۱۹	نجدی کے متعلق مولوی حسین احمد
۱۲۷	فاتحہ پڑھنا کھانے پر بدعت ہے	۱۲۰	مدنی کی عبارت
۱۲۷	سیوم دہم چہلم ہندوؤں کی رسمیں ہیں۔	۱۲۲	عبد الوہاب نجدی کے عقیدے
۱۲۸	عیدین میں گلے ملنا بدعت ہے	۱۲۳	صحابہ کو کافر کہنے والا اہلسنت سے خارج نہیں
۱۲۸	فتوؤں کا خلاصہ	۱۲۴	مولوی اسماعیل کو کافر کہنا خود
۱۳۰	حلال و طیب کیا ہے	۱۲۴	کافر ہونا ہے
۱۳۰	ہندوؤں کے تہواروں کا کھانا	۱۲۵	حلال و حرام
۱۳۰	مسلمان کو کھانا دُرست ہے	۱۲۵	مجلس مولود ناجائز ہے
۱۳۰	ہندو کے سودی روپیہ کی پیاد کا	۱۲۵	کوئی عرس اور مولود دُرست نہیں
۱۳۰	مسلمان کو پانی پینا درست ہے۔	۱۲۵	محفل میلاد میں شریک ہونا
۱۳۱	کوٹا کھانا ثواب ہے	۱۲۵	ناجائز ہے
۱۳۲	کوٹے کا گوشت حلال ہے	۱۲۵	کھانے وغیرہ پر فاتحہ پڑھنا
۱۳۲	پاکستانی شراب پیو	۱۲۵	بدعت ضلالت ہے
۱۳۳	اختتام	۱۲۶	رجبی شریف کو ختم قرآن و عظ،
۱۳۴	طرفہ تماشا	۱۲۶	شیرینی وغیرہ حضور کو ایصال ثواب
۱۳۷	لحم منکرہ	۱۲۶	۲۷ رجب کا روزہ سب بدعت ہے
	❖		ذکر شہادتِ امام حسین، سبیل

## عرض حال

مجدد مسکب اہل سنت خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن برس کی ظاہری زندگی میں صدیوں کا سفر کیا ہے۔ اُن کی ریاضتوں، درس و تدریس، خطابات، مناظرے، مباحثے، تصنیف و تالیف، اصلاحی تبلیغی مشاغل اور علمی و تحقیقی کام کا جائزہ لیجیے تو یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ مولانا نے اپنی مختصر زندگی میں صدیوں کا کام کیا ہے۔ دُنیا کے ہر بڑے آدمی کا یہی دتیرہ رہا ہے۔ وہ اپنے لیے کم دوسروں کے لیے زندگی زیادہ گزارتا ہے۔ مولانا کے حصے میں جتنے شب و زائے تھے وہ انھوں نے غلامانِ رسول کی نذر کر دیئے تھے۔ انھوں نے عاشقی کی زندگی گزاری تھی۔ ساری زندگی وہ اپنے رسول کا ذکر کرتے رہے۔ اور یہ ذکر حبیب کا فیض تھا کہ چہار سمت مولانا کے طلب گار تھے۔ چار دانگ عالم میں اُن کی سرمستی کی دھوم تھی ہر سُو اُن کی آواز گونجتی تھی۔ اپنے رسول کے نغمے سناتے تھے اور لوگوں کو دیوانہ کرتے تھے۔

وہ تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت، تحریک نظامِ مصطفیٰ کے ہراول دستے میں نمایاں طور پر شامل تھے۔ اٹھارہ ہزار سے زائد اجتماعات سے خطاب اُن کا ایک مثالی امتیاز ہے۔ سیکڑوں موضوعات پر تقاریر کے علاوہ دینی اور علمی مسائل پر اُن کی تصنیفات اُن گنت ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں بار بار ان کتبے رسائل کی اشاعت ہوئی۔ اندازِ خطابت اُن کا جتنا دل کش تھا۔ اندازِ تحریر بھی اتنا ہی رواں شگفتہ اور دل نشیں تھا۔

زیرِ نظر کتاب تعارفِ علمائے دیوبند اُن کی تصانیف میں مشہور ہے حضرت مولانا

نے اس میں معتبر اور مستند دلائل و براہین کے حوالے سے حقائق بیان کیے ہیں۔ وہ ہرگز فرقہ واریت کے قائل نہیں تھے۔ اُن کو اس بات کا بہت قلق رہتا کہ مسلمان کہلانے والے صرف ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو وجہ نزاع کیوں بناتے ہیں؟ وہ تو چاہتے تھے کہ ہر کلمہ گو عاشقِ رسول ہو جائے۔

رقابت گو بُری شے ہے مگر یہ حسرت ہے زمانہ مبُستلائے سید ابرار ہو جائے اس کتاب میں حضرت مولانا مرحوم و مغفور نے ذاتی اختلافات سے قطع نظر اصلاحِ عقائد و اعمال کے لیے اپنی شبانہ روز کی بہترین تحقیق پیش کی ہے، تاکہ کتاب کے مندرجات سے حقیقت واضح ہو جائے اور شکوک و شبہات کا ازالہ ہو جائے۔

کتاب کا پہلا ایڈیشن کب کا ختم ہو چکا تھا۔ مولانا کی زندگی میں دوسرے ایڈیشن کی تیاری کی جا رہی تھی۔ انھوں نے دوسرے ایڈیشن کے لیے کچھ اضافے بھی کیے تھے اور عنوانات و حوالہ جات تک کام کیا تھا کہ اُن کا بلاوا لگیا۔ پھر تو سب کچھ منتشر ہو گیا۔ دوسرے ایڈیشن میں پھر دیر ہوتی رہی۔ ادھر احباب کا اصرار شدید تھا چنانچہ یہ دوسرا ایڈیشن من و عن شائع کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں اضافہ بھی شامل کر دیا جائے گا۔

نورانی کتب خانہ، گزشتہ تقریباً پچیس برس سے حضرت خطیب پاکستان کی کتابوں کی اشاعت کر رہا ہے یہ کوئی کاروباری ادارہ نہیں۔ دین کی خدمت اس کا شعار ہے۔ اب تمام کتب ادارہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روٹ لاہور کے تعاون سے اشاعت پذیر ہو رہی ہیں۔ خدا انھیں اور توفیق دے اور حضرت قبلہ مولانا مرحوم و مغفور کے درجات بلند فرمائے اور اُن کے فیضان کو جاری و ساری رکھے۔

ایں دعاؤں میں از جملہ جہاں آمین باد  
مخلص، ایچ۔ کے۔ نورانی

## نگاہ اولیں

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلَى اٰلِهِ وَ  
اَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ يَسْمِعُ اللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ .

برادرانِ اسلام کی خدمت میں نہایت خلوص کے ساتھ گزارش ہے کہ  
اس رسالہ کو اول سے آخر تک ٹھنڈے دل سے غور کے ساتھ ضرور پڑھیں تعصب  
طرفداری اور شخصیت پرستی سے الگ ہو کر ایمانداری اور حق پرستی سے کام لیں اور  
حق و باطل میں فیصلہ کریں۔ انشاء اللہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن اور واضح  
ہو جائے گی۔

اس رسالہ کے لکھنے کی ضرورت اس لئے محسوس کی گئی کہ عوام و خواص کو  
معلوم ہو جائے کہ حلوے مانٹے کا چکر نہیں اور نہ ہی ضد یا ہٹ دھرمی ہے بلکہ  
اصل حقیقت کو واضح کرنا ہے کہ علماء اہل سنت، علماء دیوبند سے کیوں اختلاف  
رکھتے ہیں اور یہ اختلاف اصولی ہے یا فروعی؟

مجھے قوی امید ہے کہ جن مسلمانوں کے دلوں میں حضور سید عالم احمد مجتبیٰ  
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم کی سچی عقیدت و محبت ہے اور  
وہ آپ کے مرتبہ و مقام، اور آپ کی عزت و عظمت کو جانتے اور سمجھتے ہیں، وہ  
اصل حقیقت کو سمجھ جائیں گے واللہ الہادی الی سبیل الرشاد اس رسالہ میں  
تصویر کے دو رخ پیش کئے گئے ہیں پہلے رخ میں یہ بتایا گیا ہے کہ علماء دیوبند کو

خود اپنے علماء اور بزرگوں سے کتنی عقیدت و محبت ہے۔ ان کی شان میں کس قدر مبالغہ آرائی کی گئی ہے اور ان کو کس طرح حد سے بڑھایا گیا اور کیا کیا مقام ان کو دیا گیا ہے۔ دوسرے رُخ میں یہ بتایا گیا ہے کہ ان ہی علماء دیوبند نے حضور سید المرسلین رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم کی شان میں کیا کیا گستاخیاں بے ادبیاں کی ہیں اور کس قدر آپ کی توہین و تنقیص کی ہے معاذ تصویر کے دونوں رخ دیکھ کر ناظرین حضرات کا خود ضمیر ہی ان کو تباہے گا کہ علماء دیوبند اسلامی نقطہ نظر سے کون ہیں اور کس حکم میں داخل ہیں۔

مجھے کسی سے ذاتی عناد یا عداوت نہیں ہے الحب للہ وللرسول والبعض للہ وللرسول کے تحت غیرت ایمانی کا سچا اور صحیح مظاہرہ کیا ہے۔ اس رسالہ میں خود علماء دیوبند کی معتبر کتب کی عبارات و رُج کی گئی ہیں، اور جن کتابوں کے حوالے دیئے گئے ہیں وہ میرے پاس موجود ہیں اور مارکیٹ میں بھی دستیاب ہیں ہر شخص تسلی کر سکتا ہے۔

## بہت ضروری

اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے

جو لینا ہے لے لیں گے محمد کے در سے

دہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر اتر پڑا ہے مدینے میں مصطفیٰ ہو کر

یہ یا اس قسم کے ایسے اشعار جو عقیدہ و ایمان کی رُو سے سراسر غلط ہیں ان کی نسبت علماء اہل سنت (بریلوی) کی طرف کی جاتی ہے۔ حالانکہ علماء اہل سنت نے بارہا ان کی تردید کے ساتھ مطالبہ کیا ہے کہ بتاؤ یہ اشعار کس عالم اہل سنت نے کہے ہیں۔ اور کس کتاب میں ہیں؟ مگر کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ باوجود اس کے پھر بھی ان

بے سدا شعار کی نسبت ان کی طرف کی جاتی ہے۔ یہ ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟  
 ایک طرف تو یہ بے سدا اور غلط اشعار ہیں جن کا سہارا لے کر علماء اہل سنت کو  
 بدنام کیا جاتا ہے اور دوسری طرف وہ اشعار جو آئندہ صفحات میں نقل کئے گئے ہیں،  
 نہایت مستند اور علماء دیوبند کے شیخ المشائخ، امام المحدثین زبدۃ المفسرین، شیخ الہند  
 علامہ فرغ و اصول، جامع معقول و منقول حضرت مولانا محمود الحسن صاحب صدر مدرس  
 دارالعلوم دیوبند نے ارشاد فرماتے ہیں اور یہ اس اثر سے نقل کئے گئے ہیں جو انہوں نے  
 مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی وفات پر لکھا اور وہ جب سے اب تک باقاعدہ  
 چھپ رہا ہے اور فروخت ہو رہا ہے۔

اے چشمِ شعلہ بار ذرا دیکھ تو ہسی  
 یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

بندہ

مُحَمَّدُ کَافِرُہُ اَو کَافِرُہُ عَقْلُہُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## تصویر کا پہلا رخ

۱۔ دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی ساری مخلوق کو پالنے والے ہیں۔ چنانچہ

دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں۔

هذا ان کا مربی وہ مربی تھے خلاق کے

مرے مولیٰ مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی <sup>۱۲</sup> مرثیہ

اس شعر میں مولوی محمود الحسن صاحب نے مولوی رشید احمد گنگوہی کو مربی

خلاق لکھا ہے جو رب العالمین کے ہم معنی ہے۔ کیونکہ رب العالمین میں دو لفظ

ہیں۔ رب اور عالمین، اسی طرح مربی خلاق میں دو لفظ ہیں۔ مربی اور خلاق۔ مربی

رب کے معنی میں ہے، کیونکہ رب کے معنی ہیں تربیت کنندہ و پرورش کنندہ۔

اور مربی کے معنی بھی تربیت کنندہ ہیں۔ اگرچہ اردو میں سرپرست کے معنی میں بھی

آتا ہے۔ لیکن اس وقت جبکہ خلاق اور عالمین کی طرف اضافت نہ ہو اور یہاں

خلاق کی طرف اضافت ہے۔ لہذا وہی حقیقی معنی تربیت کنندہ یعنی پرورش کرنے

والا ہوتے۔ اور خلاق عالمین کے معنی میں ہے۔ کیونکہ خلاق جمع خلق بمعنی مخلوق

کی ہے۔ عالمین جمع عالم کی ہے اور اللہ کے سوا ہر شے جو موجود ہے اس کو عالم

کہتے ہیں۔ اسی طرح اللہ کے سوا ہر شے کو خلق بھی کہتے ہیں۔ یعنی جو چیز عالم ہے

وہ خلق ہے اور جو خلق ہے وہ عالم ہے۔ معلوم ہوا کہ مربی خلاق رب العالمین کے

ہم معنی ہے۔ ثابت ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی مُربیِ خلافت یعنی ساری مخلوق کو پالنے والے ہیں۔

۲۔ دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی مسیحائی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت بڑھ گئے چنانچہ دیوبندیوں کے پیشوا مولوی محمود الحسن صاحب صدر مدرس مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں۔

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

مرثیہ صفحہ ۳۳

اس شعر میں مولوی محمود الحسن صاحب نے ابن مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مولوی رشید احمد گنگوہی کی مسیحائی دکھاتے ہوئے فرمایا ہے کہ اے ابن مریم تم نے تو صرف ایک کام کیا کہ مُرنے زندہ کئے اور ہمارے رشید احمد نے دو کام کئے مُردوں کو زندہ کیا اور زندوں کو مرنے نہیں دیا، مُردوں کو زندہ کرنے میں تو تمہارے ساتھ برابری ہے مگر زندوں کو مرنے نہ دیا اس میں وہ تم سے آگے بڑھ گئے۔ اگر دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کی مسیحائی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مسیحائی سے بڑھ کر نہ جانتے تو یہ نہ کہتے

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

مرثیہ کے اس کفری قول پر پردہ ڈالنے کے لئے دیوبندیوں نے بڑا زور لگایا اور کہہ دیا کہ موت و حیات کا استعمال گمراہی اور ہدایت میں بھی ہوتا ہے لہذا شعر کا مطلب یہ ہے کہ

”گنگوہی صاحب نے گمراہوں کو ہدایت دی اور ہدایت یافتہ کو گمراہی سے بچالیا اور دوسرے مصرعہ میں یہ تمنا کی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم گنگوہی صاحب



کے اس فیض کو ملاحظہ فرمائیں اور خوش ہوں۔“

شعر کا مطلب تو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا البتہ یہ دیوبندی وہابیوں کی خوشش عقیدگی ہے کہ بالکل بے تکی اڑا ہے ہیں۔ بیشک موت و حیات کا استعمال مجازاً ہدایت و گمراہی میں ہوا ہے۔ مگر ہر جگہ موت و حیات سے گمراہی و ہدایت مراد نہیں ہوتی اور جہاں موت و حیات سے گمراہی و ہدایت مراد لیا گیا ہے وہاں ضرر قرینہ موجود ہوتا ہے۔ کیونکہ مجازی معنی مراد لینے کے لئے قرینہ شرط ہے اور اس شعر میں معنی مجازی پر قرینہ تو کجا بلکہ اس کے عدم پر قرینہ موجود ہے۔ اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تقابل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وصف مرنے زندہ کرنا جو مشہور ہے وہ مجازی معنی کے اعتبار سے ہرگز نہیں بلکہ حقیقی معنی میں ہے۔ اس لئے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تقابل ہے تو وہی حقیقی معنی مراد لئے جائیں گے لہذا شعر میں ہدایت و گمراہی مراد لینا خود گمراہی و دھوکہ بازی ہے، بلکہ وہی مارنا و جلانا مراد ہے۔ اور گنگوہی صاحب اس میں حضرت مسیح سے بڑھے ہوئے ہیں کیونکہ انہوں نے زندوں کو مرنے سے بچا لیا، اگرچہ خود مر گئے اور اگر قرینہ وغیرہ سے آنکھیں بند کر کے ہر قاعدے سے بے قید ہو کر ہدایت و گمراہی ہی مراد لی جائے تو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے گنگوہی صاحب کی ہدایت ضرور بڑھ جائے گی، جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کھلی توہین ہے۔ کیونکہ دوسرا مصرعہ

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

پکار کر کہہ رہا ہے کہ گنگوہی صاحب کی ہدایت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ گئی کیونکہ اگر محض عیسیٰ علیہ السلام کو خوش کرنا ہی ہوتا تو یوں کہا جاتا۔

اس مسیحائی سے خوش ہوں ذری ابن مریم

دیوبندی وہابی انبیاء علیہم السلام کی توہین کرتے ہیں اور جب مواخذہ کیا جاتا

ہے تو پڑھنے ڈالتے ہیں ان حکمت تاویلیں کرتے ہیں۔ سب محاورے اور قافیے بھول جاتے ہیں۔ تو کر کے کا مقام ہے کہ اس شعر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقابل کر کے دکھایا ہے اور ہر زبان کا محاورہ ہے، اردو میں بھی مستعمل ہے کہ تعریف کے موقع پر جب بولا جاتا ہے کہ ذرا اس کو دیکھیں تو تقابل علی وجہ الفوقیت ہی مراد ہوتا ہے کہ جس کو مقابلہ کر کے دکھایا جا رہا ہے اس سے بڑھا ہوا ہے۔ جیسے حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت میں کہا گیا ہے ۔

بھوکے پیاسے نے ہزاروں کو تہ تیغ کیا

اس شجاعت کو ذرا دیکھے تو رستم آکر

جس طرح اس شعر میں حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کو شجاعت میں رستم پر فوقیت ظاہر ہے اسی طرح مرثیہ کے اس شعر میں ۔  
سُروں کو زہرہ کیا زنداں کو مرنے نہ دیا

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر گنگوہی صاحب کی برتری اور فوقیت ظاہر ہے ۔

معاذ اللہ۔

۳۔ دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رستید احمد گنگوہی کے کالے کالے بندے

بھی یوسف ثانی میں چنانچہ

دیوبند کے صدر مدرس و شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں۔

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں

عبید سوہ کا ان کے لقب ہے لویف ثانی

مرثیہ صفحہ ۱۱

اس شعر میں مولوی محمود الحسن صاحب نے گنگوہی صاحب کے کالے کالے بندوں

کو یوسف ثانی کہا ہے۔ دیوبندی بڑی حیرانی اور پریشانی کے بعد اس شعر کی توجہ یہ یوں کرتے ہیں۔

کہ ”عبید عبد کی جمع ہے اور عبد کے معنی غلام اور خادم کے ہیں۔ اور یوسف ثانی سے مراد حسین و جمیل ہے۔ لہذا شعر کا مطلب یہ ہوا کہ گنگوہی صاحب کے کالے کالے خادم بھی حسین و جمیل نظر آتے تھے“ جو شخص دیوبندی مذہب سے ناواقف ہو وہ شاید دھوکہ میں آکر کہہ دے کہ یہ مطلب ہو سکتا ہے لیکن جو دیوبندی مذہب سے واقف ہے اس پر روشن ہے کہ دیوبندی کے اس شعر کا یہ مطلب قیامت تک نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ یہ مطلب تو اس بات پر موقوف ہے کہ عبد کے معنی غلام اور خادم کے ہوں اور دیوبندی وہابی مذہب میں عبد کے معنی صرف عابد ہی کے ہیں غلام اور خادم کے نہیں۔ ورنہ عبد النبی اور عبد المصطفیٰ نام رکھنا جائز ہو گا جو دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک شرک و کفر ہے۔ دیکھو بہشتی زیور اور تقویۃ الایمان۔

دیوبندیوں! جب تمہارے نزدیک عبد الرسول و عبد النبی نام رکھنا یقیناً شرک ہے تو تم کس منہ سے کہہ سکتے ہو کہ عبد کے معنی غلام اور خادم کے ہیں۔ تمہاری کتابیں پکار رہی ہیں کہ عبد کے معنی تمہارے مذہب میں بندۂ عابد کے ہیں۔

اور اگر تمہارے مذہب میں عبد کے معنی غلام اور خادم کے ہیں تو عبد النبی و عبد المصطفیٰ نام رکھنا شرک کیسے ہوا؟ کیا تمہارے مذہب میں نبی کا غلام اور خادم بننا شرک ہے۔ یہی تمہارا دین ہے، اسی پر مسلمان کا دعویٰ ہے کہ نبی اکرم کا غلام اور خادم بننا شرک و کفر ہے؟

یقیناً تمہارے مذہب میں عبد کے معنی بندۂ عابد کے ہیں تو شعر کا مطلب تمہارے مذہب کے مطابق یہی ہوا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے کالے کالے بندے

اللہ تعالیٰ کے اعلیٰ درجہ کے حسین و جمیل بندہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ثانی ہیں۔

مشاء اللہ چشم بدو ربا واقعی وہابیوں دیوبندیوں کے چہرے پر حسن و جمال کا جو منظر ہوتا ہے وہ اہل نظر سے مخفی نہیں ہے۔

مقام غور ہے کہ رشید احمد گنگوہی کے تو کالے کالے بندے یوسف ثانی ہو جاتیں اور آقائے دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی و پیارے بندے مشرک ہو جاتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت اور گنگوہی کی حمایت نہیں تو اور کیا ہے۔

۴۔ دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی بانی اسلام کے ثانی ہیں۔

چنانچہ دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں۔

زباں پر اہل اہوا کی ہے کیوں اُعلٰ ہبل شاید

اٹھاعالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی مثنیٰ ۹

اس شعر میں مولوی محمود الحسن صاحب نے مولوی رشید احمد گنگوہی کو بانی اسلام کا ثانی لکھا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اُن کی موت کے وقت اُعلٰ ہبل کے شعرے بلند ہوئے اور یہ بات بہت ہی قابل غور ہے کہ یہاں ثانی ماثل کے معنی میں ہے و دم کے معنی میں نہیں کیونکہ یہاں تعریف ہو رہی ہے اور تعریف کے مقام پر جب ثانی اور لاثانی بولا جاتا ہے تو وہاں ماثلت ہی مراد ہوتی ہے۔ اور دیوبندی مذہب میں بانی اسلام خدا تعالیٰ ہے۔ دیکھو مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے وعظ ذکر الرسول مطبع کانپور کے صفحہ ۲۲ پر لکھا ہے کہ بانی اسلام خدا تعالیٰ ہے اور تقویۃ الایمان کے صفحہ ۴۷ پر ہے۔

”یا خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انہیں کا حکم ہے اُن کا جو جی چاہتا تھا اپنی

طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات ان کی اُمت پر لازم ہو جاتی تھی، سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے۔“

ان عبارتوں میں صاف صاف تصریح ہے کہ بانی اسلام خدا تعالیٰ ہے حضور نہیں ہیں۔ تقویۃ الایمان پر ایمان رکھتے ہوئے اور تھانوی صاحب کو مانتے ہوئے دیوبندیوں کو ماننا پڑے گا کہ بانی اسلام خدا ہے ورنہ تقویۃ الایمان کا منکر اور تھانوی صاحب سے منحرف ہونا پڑے گا۔ معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی خدا کے مثل ہیں اور اگر اپنے مذہب کو چھوڑ کر تھانوی صاحب سے انحراف کر کے بانی اسلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد لیں تو گنگوہی جی کم از کم دوسے رسول ہوئے یا مثل رسول ہوئے۔ اور یہ کہنا کہ گنگوہی صاحب کی موت پر اُعلیٰ ہل اُعلیٰ ہل کے نعرے بلند ہوئے یہ سفید جھوٹ ہے۔ دُنیا جانتی ہے کہ اب نہ ہل ہے نہ اس کے پجاری مصطفائی ہدایت کے انوار نے ہل اور ہل پرستوں کو خاک میں ملادیا۔ اب دیوبندیوں کے دماغوں ہی میں اُعلیٰ و ہل کی یاد ہو تو ہو دُنیا میں کئی اس کے پکارنے والا نہیں۔

لہذا شعر کا مطلب دیوبندی مذہب کے مطابق یہی ہوا کہ جب بانی اسلام کا ثانی یعنی مثل خدا یا دوسرا خدا یا مثل رسول یا دوسرا رسول اس دُنیا سے اٹھ گیا تو پھر شرکیہ نعرے اُعلیٰ ہل بلند ہوئے معاذ اللہ۔

دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمد الحسن صاحب اپنے پیر مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کی مدح سرائی میں وہ کمال کر رہے ہیں کہ جمیع کمالات کو اُن کے لئے ثابت کر رہے ہیں۔ گنگوہی صاحب کو مرنی خلافت بنایا۔ بانی اسلام (خدا) کا ثانی کہا۔ ان کے کالے کالے بندوں کو یوسف ثانی کہا۔ اسی دھن میں تھے کہ بیت اللہ پر نظر پڑ گئی دیکھا کہ کعبہ معظمہ خانہ خدا بڑی عظمت والا گھر ہے۔ یہ عظمت

فضیلت بھلا گنگوہی صاحب کے گھر کے لئے ثابت نہ ہوئی تو بات ہی کیا ہوئی اور جب وہ مربی خلافت و بانی اسلام کے ثانی ہیں تو ان کا مکان بھی ضرور کعبۃ اللہ کی عظمت میں شریک ہوگا بلکہ دو چار ہاتھ بڑھ کر ہے گا کیونکہ کعبہ معظمہ میں تو اہل ظاہر مسلمان باادب حاضر ہوتے ہیں اور اپنے شوق کو پورا کرتے ہیں مگر جو باطنی نظر رکھتے ہیں اور جام معرفت گنگوہی پی چکے ہیں ان کی تسکین کعبہ معظمہ میں ہرگز نہیں ہوتی بلکہ کعبہ میں پہنچ کر بھی یہی چیخ و پکار ہے کہ ہائے گنگوہہ کدھر ہے بتاؤ گنگوہہ کدھر ہے لہذا معلوم ہوا کہ گنگوہہ کی عظمت و بندگی عارفان گنگوہہ کی نظر میں کعبہ شریف سے بہت بلند و بالا ہے۔ چنانچہ مولوی محمود الحسن فرماتے ہیں :-

۵۔ پھر میں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہہ کا راستہ

جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی مرثیہ ۱۱۱

مسلمان اس حقیقت کو واضح طور پر جانتے ہیں کہ بیت اللہ کی حاضری کے وقت توجہ الی اللہ ہوتی ہے اور مخصوص دعائیں پڑھی جاتی ہیں مخصوص عبادتیں ادا کی جاتی ہیں مگر عارفان گنگوہہ یعنی دیوبندیوں کی نظر میں کعبہ معظمہ تو چچتا ہی نہیں ان کی تسکین کا وہاں سامان ہی نہیں وہ تو وہاں جا کر بھی گنگوہہ کی ہی دھن میں ہیں اور چلا چلا کر پکار رہے ہیں خدا را بتاؤ گنگوہہ کدھر ہے؛ ہائے گنگوہہ۔

مسلمانو! ذرا انصاف سے کہنا کیا بیت اللہ شریف کی حاضری کا حق اسی طرح ادا ہوتا ہے جس قدر بد نصیب ہیں وہ لوگ جن کو بیت اللہ شریف پہنچ کر مدینہ منورہ کا خیال بھی نہ آئے اگر ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہوتی تو گنگوہہ کی بجائے مدینہ منورہ کا نام لیتے لیکن

ہر کسے شایانِ ایں درگاہ نیست

۶۔ دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی کی قبر مثل طور ہے

مسئلہ سے ناواقف ہوں تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ ان کے مدرسہ دیوبند کے صدر مدرس بھی ناواقف تھے اس قاعدہ کی ’رُسے‘ شعر میں عموم ہے، یعنی ہر قسم کی حاجت کے قبلہ حاجات اور ہر شکل کے مشکل کشا گنگوہی صاحب ہی ہیں۔

دیوبندیو! تمہارا مذہب تو یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی غیر سے حاجتیں طلب کرنا شرک ہے (دیکھو تقویۃ الایمان و فتاویٰ رشیدیہ وغیرہ)

اب خدا کے لئے انصاف کر کے بتاؤ کہ اگر مولوی رشید احمد صاحب کو غیر اللہ کہا جائے تو ان کو اپنی ساری حاجتوں کا حاجت زد امان کر مولوی محمود حسن صاحب مشرک مجھے یا نہیں اور تمام دیوبندی ان کو اپنا پیشوا مان کر مشرک ہوئے یا نہیں؟ اور اپنے آپ کو اور مولوی محمود الحسن صاحب کو مشرک سے بچاتے ہو تو مولوی رشید صاحب کو ضرور خدا ماننا پڑے گا۔ بولو! اپنے شیخ الہند کو مشرک کہتے ہو یا گنگوہی جی کو خدا مانتے ہو؟

الجواب ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

۸۔ دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی کا حکم خدا کے حکم سے بڑھا

ہوا ہے۔ چنانچہ مولوی محمود حسن صاحب فرماتے ہیں۔

نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا

اس کا جو حکم تھا، تھا سیفِ قضائے مہرم

مرثیہ ص ۳۱

اس شعر میں مولوی محمود حسن صاحب نے فرمایا ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کا ہر حکم قضائے مہرم کی توار ہے۔ یاد رہے کہ قضائے الہی کی دو تہیں ہیں ایک قضائے مہرم دوسری قضائے معلق۔ قضائے مہرم وہ حکم الہی ہے جو کسی کے ٹامے نہ ملے اور کسی دُعا و التجا وغیرہ سے رو نہ ہو۔ اور قضائے معلق وہ حکم الہی ہے

اور ننگو ہی صاحب خدا ہیں اور مولوی محبوب الحسن صاحب شکر دینی ہیں رحیمی نو  
کعبہ مظہر نظر میں نہیں آتا۔

ملاحظہ ہو مولوی محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں۔

توبہ بازی تربیت انور کو نے کراؤر سے تشبیہ

کہوں ہوں بار بار اونی مری دیکھی بھی نادانی مشیخ

مولوی محمود الحسن صاحب نے جب اپنے پیر کو مری بنی خالقی مانا اور اپنی اسلام  
کثانی کہا۔ ان کی قبر کو طوس سے تشبیہ فرما کر خود آری کہنے والے دوسری بے شاکہ  
ان کو خدا بنایا تو اب ضروری تھا کہ اپنی تمام حاجتیں مولوی سید احمد سے ہی  
طلب کریں۔

چنانچہ فرماتے ہیں۔

۷۔ حوائج دین دنیائے کہاں لے جائیں تہم یارب

گیا وہ قبلہ حاجات۔ روحانی و مادی مشیخ

اس شعر میں مولوی محمود الحسن صاحب اپنی ساری حاجتوں کا اعتراف کرتے ہوئے  
ساری مشکلوں کا مشکل کشا مولوی رشید احمد صاحب ہی کو بتا رہے ہیں۔ حاجتیں  
خواہ چھوٹی ہوں یا بڑی۔ دینی ہوں یا دنیاوی۔ کھلی ہوں یا چھپی جہانی ہوں یا زمینی  
سب کا مشکل کشا اور قبلہ حاجات ابھی کو کہہ رہے ہیں۔ کیونکہ شعر میں کسی قسم کی تنگی  
نہیں ہے بلکہ انتہا درجہ کی تعظیم ہے۔ حوائج جمع ہے اور وہ بھی منتهی الجملہ اس  
کی اضافت دین اور دنیا دونوں جہان کی طرف ہے۔ لہذا مطلب یہ ہوا کہ دونوں  
جہان کی جمیع حاجتیں خواہ روحانی ہوں یا جسمانی چھوٹی ہوں یا بڑی کھلی ہوں یا چھپی سب  
کے دینے والے اور پورا کرنے والے ننگو ہی صاحب ہی ہیں۔ کیونکہ معافی کا مسئلہ ہے  
کہ جمع کی اضافت استغراق کا فائدہ دیتی ہے اگر آج کل کے بعض دہوبندی اس



کہ کسی اور پر اس کی تعلیق ہو وہ حکم الہی دُعا وغیرہ سے رک جاتا ہے یعنی حکم الہی دُ  
قسم کا ہے ایک دُعا وغیرہ سے رک جاتا ہے دُوسرا نہیں رکتا اور جو حکم الہی دُعا وغیرہ  
سے نہیں رکتا اس کا نام قضائے مبرم ہے اور دیوبندیوں کے شیخ الہند فرماتے ہیں  
کہ خدا کا وہ حکم جو قضائے مبرم ہے جو دُعا و التجا وغیرہ سے نہیں رکتا رشید احمد گنگوہی کا  
کا حکم اسکی بھی تلا ہے۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ اگر کسی امر پر خدا کا حکم یوں ہو کہ یہ امر ہوگا اور شبہ  
گنگوہی کا حکم یوں ہو جائے کہ یہ امر نہیں ہوگا تو اللہ کے اس حکم کو جو کسی کے ٹالے نہیں ٹلتا۔  
رشید احمد گنگوہی کا حکم اس کی بھی تلا ہے یعنی اس کو ٹال اور کاٹ سکتا ہے۔  
فائدہ! واقعی کوئی حکم نہیں ٹلا اور ٹلتا کیسے مربیِ خلاق تھے۔ بانی اسلام کے  
ثانی تھے کوئی مذاق تھے اور عقیدت مند لوگوں نے کسی حکم کو ٹلنے بھی نہ دیا اس  
سے زیادہ عقیدت مندی اور کیا ہوگی کہ جب مولوی رشید احمد گنگوہی نے کوٹے  
کھانے کا حکم دیا تو علماء دیوبند نے یہ سمجھ کر کہ مربیِ خلاق کا حکم ہے آنکھ بند کر کے  
تسلیم کر لیا اور کوٹے کھانے لگے۔

۹۔ دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی کی غلامی کا داغ مسلمانی  
کا تمغہ ہے۔

چنانچہ مولوی محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں۔

زمانے نے دیا اسلام کو داغ اس کی فرقت کا

کہ تھا داغ غلامی جس کا تمغہ مسلمان

اس شعر میں مولوی محمود الحسن صاحب نے مولوی رشید احمد گنگوہی کی غلامی

کے داغ کو مسلمانی کا تمغہ قرار دیا ہے۔ تو جس کو ان کی غلامی کا داغ لگ گیا وہ مسلمان

ہوا اور جس کو غلامی کا داغ نہیں لگا وہ مسلمان کے تمغہ سے محروم رہا۔ لہذا دیوبندی یا تو

ساری دنیا کے مانوں کو گنگوہی صاحب کا غلام مانتے ہوں گے یا مسلمانی کے

آئندے سے محروم جانتے ہیں۔

۱۰۔

میسائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سب کو

چھپا چاہ لحد میں ولے قسمت ماہ کنعانی

مرثیہ ص ۱

اس شعر کے مصرع اول میں نور فرمائیے: میسائے زماں پہنچا فلک پر یعنی جس طرح عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھا لئے گئے اسی طرح گنگوہی صاحب جو میسائے زماں تھے وہ بھی سب کو چھوڑ کر فلک پر پہنچ گئے۔ دوسرے مصرع میں ان کو ماہ کنعانی یعنی یوسف علیہ السلام بنا کر چاہ لحد میں چھپا دیا۔ گویا پہلے مصرع میں میسائے زماں کو فلک پر پہنچا دیا اور دوسرے مصرعہ میں حضرت یوسف بنا کے لے کے کنوئیں میں بھی چھپا دیا۔

۱۱۔

وفات سرور عالم کا نقشہ آپ کی رحلت

تھی ہستی گر نظیر ہستی محبوب سبحانی

مرثیہ ص ۱

یعنی گنگوہی صاحب اللہ کے محبوب حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر تھے تو ان کی رحلت بھی آپ کی وفات کا نقشہ تھی اور اس سے بھی زیادہ حسرت ملاحظہ فرمائیے کہ مولوی عاشق الہی صاحب میرٹھی نے گنگوہی صاحب کی وفات کے بعد ان کی سوانح لکھی جس کا نام ہے تذکرۃ الشیخ۔ اس کے صفحہ پر لکھتے ہیں کہ اشنائے کتابت میں ایک صاحب دل دیندار شخص کا جن کی صورت میں نے کبھی نہیں دیکھی بسبیل ڈاک لفافہ پہنچا کہ میں نے خواب دیکھا ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح لکھی جا رہی ہے یعنی گنگوہی صاحب کی سوانح کو سادہ طور پر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح قرار دے دیا۔ گنگوہی صاحب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی کا نظیر ٹھہرایا۔ ان کی وفات کو آپ کی وفات کا نقشہ بنایا۔ ان کی سوانح کو آپ کی سوانح قرار دیا۔ بتائیے قادیانی کیوں نہ ترقی کریں جب کہ ان کو مرزا کی غلی بروزی نبوت ثابت کرنے کے لئے ایسے دلائل مل جاتے ہیں۔

۱۲۔ چھپائے جامہ فانوس کیوں کر شمع روشن کو  
تھی اس نور مجسم کے کفن میں وہ ہی عریانی

یعنی جس طرح فانوس روشن شمع کی روشنی کو نہیں چھپا سکتا بلکہ فانوس کے باوجود  
بھی شمع کی روشنی بدستور رہتی ہے۔ اسی طرح گنگوہی صاحب جو نور مجسم تھے ان کا نور  
بھی کفن کے باوجود بھی روشن اور نمایاں تھا۔ اس شعر میں صاف طور پر گنگوہی صاحب  
کو نور مجسم کہا ہے حالانکہ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مجسم ہونے کو نہیں مانتے  
اور کہتے ہیں کہ وہ ہمارے ہی جیسے بشر تھے۔

۱۳۔ ضرورت قابلیت کی تو ہر حالت میں ہے لیکن  
قرب و دور یکساں مہر کی ہے نور افشانی

یعنی گنگوہی صاحب آفتاب ہیں اور ان کی نور افشانی دور و نزدیک یکساں ہے  
یعنی ہر جگہ ہے مگر قابلیت کی ضرورت ہے جس سے اس آفتاب کے نور کو ہر جگہ  
دور و نزدیک دیکھ سکے۔

۱۴۔ وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کیسے عجب کیا ہے  
شہادت نے تہجد میں قدم بوسی کی گر ٹھانی

صدیق اور فاروق حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کے وہ مخصوص آسمانی القاب ہیں  
جو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عطا فرمائے اور امیر المؤمنین  
حضرت علی کریم اللہ وجہہ تہجد کی نماز میں شہید ہوئے تھے۔ اور دیوبند کے صدر مدرس اور  
شیخ الہند نے یہ مخصوص القاب اور حضرت علی کی شہادت کا رتبہ گنگوہی صاحب کو  
دے دیا کہ شہادت نے تہجد میں ان کی قدم بوسی کی۔

۱۵۔ شہیدِ صالح و صدیق ہیں حضرت باذن اللہ  
حیاتِ شیخ کا منکر ہو جو ہے اس کی نادانی

مرثیہ ۱۵

یعنی گنگوہی صاحب اللہ کے حکم سے صدیق و شہید اور صامح تھے مرنے پر خلافت بانی اسلام کے ثانی۔ نور مجسم ان کی وفات سرورِ عالم کی وفات کا نقشہ تھی وغیرہ وغیرہ تو پہلے آپ کا خدائی کے درجے اور نبوت کے درجے کے بعد صدیق و فارق بھی ہو گئے اب تین درجے جو نبوت کے بعد ہیں والصدیقین والشہداء والصابحین وہ بھی اس شعر میں آگئے تو ایسے درجے و مرتبے والے کو جو زندہ نہ مانے گا وہ بے شک نادان ہو گا۔ انسوس صدافنوس کہ گنگوہی صاحب کی حیات کا منکر تو نادان اور حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کا منکر ان لوگوں کے نزدیک فی اللہ چنانچہ مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں لکھا کہ حضور مکر مٹی میں مل گئے ہیں (معاذ اللہ)

۱۶- ہو سینہ جس کا مصباح نبوت کے لئے مشکوٰۃ

مرثیہ ص ۱۳

بجز مہدی نیسا بنی اس جنیں ہادی حقانی

یعنی گنگوہی صاحب کا سینہ چراغ نبوت کے لئے طاق تھا۔ ایسا ہادی حقانی سوائے امام مہدی کے میسر نہیں آ سکتا۔

۱۷- جنید و شبلی ثانی ابو مسعود انصاری

مرثیہ ص ۵

رشید ملت و دیں غوثِ اعظم قطب بانی

یعنی گنگوہی صاحب حضرت جنید بغدادی حضرت ابو بکر شبلی حضرت ابو مسعود انصاری کے ثانی اور غوثِ اعظم قطب بانی تھے۔

۱۸- محی الدین اکبر جاتے ہیں دار فنا سے بس

مرثیہ ص ۱۹

اُٹھے اُف دیر ویراں سے محی الدین گیلانی

اس شعر میں گنگوہی صاحب کو شیخ اکبر محی الدین از حضرت غوثِ اعظم محی الدین گیلانی کہہ کر کہا گیا ہے کہ وہ دنیا سے اُٹھ گئے۔

۱۹۔ رقاب اولیا کیوں حسم نہ ہوئیں آپ کے آگے  
وہ شہباز طریقت تھے محی الدین جیلانی  
مرثیہ ص ۱۱

اس شعر میں یہ صراحت ہے کہ جس طرح حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے حضور امام  
اولیائے وقت نے اپنی گردنیں ختم کی تھیں اسی طرح گنگوہی صاحب چونکہ محی الدین جیلانی  
تھے تو ان کے آگے بھی اولیاء کی گردنیں کیوں نہ ختم ہوئیں (حد ہو گئی جھوٹ کی)  
۲۰۔ فقط اک آپ کے دم سے نظر آتے تھے سب بندہ  
مرثیہ ص ۱۱

بخاری و غزالی، بصری و شبلی و شیبانی  
یعنی حضرت امام بخاری، امام غزالی، حضرت خواجہ حسن بصری، حضرت شبلی  
امام محمد شیبانی رضی اللہ عنہم فقط اک گنگوہی صاحب کے دم سے زندہ نظر آتے  
تھے اور جب گنگوہی صاحب کا دم نکل گیا تو اب یہ حضرات بھی زندہ نظر نہیں آتے  
گویا ساتھ ان کا دم بھی نکل گیا۔

۲۱۔ نہ آئے مہدی موعود اور تم بھی چلے یاں سے  
مرثیہ ص ۱۱  
کرے گا گلشن اسلام کی کون اب نگہبانی

یعنی امام مہدی بھی نہیں آئے اور گنگوہی صاحب تم بھی چلے جا رہے ہو تو  
اب گلشن اسلام کی نگہبانی کون کرے گا۔ مطلب صاف ظاہر ہے کہ جب تک امام  
مہدی دنیا میں نہیں آتے۔ دنیا میں اب گلشن اسلام کی نگہبانی کرنے والا کوئی نہیں ہے۔  
۲۲۔ ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جاگہ ہوا گمراہ  
مرثیہ ص ۱۲

وہ میزاب ہدایت تھے کہیں کیا نصّ و فت آئی  
بس فیصلہ ہو گیا کہ جس نے گنگوہی صاحب کے آستانے کو چھوڑ کر کسی اور جگہ  
ہدایت ڈھونڈی وہ گمراہ ہو گیا۔ کیونکہ گنگوہی صاحب نصّ قرآنی سے ہدایت کے پر تھے  
تھے مطلب صاف ظاہر ہے کہ کسی اور جگہ ہدایت تو ہے نہیں کہ تلاش کی جائے

اور جس نے تلاش کی اس کو سوائے گمراہی کے کچھ نہ ملا۔ ہدایت تو جیسی ملتی کہ کہیں موتی اور وہ تو کسی اور جگہ ہے ہی نہیں۔ وہ تو صرف گنگوہی صاحب کے پاس تھی۔ وہی ہدایت کہہ پرتا۔ اے تھے تو جب یہ پرنا مالہ ہی نہ رہا تو اب ہدایت کے آنے اور ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

قارئین کرام! مرثیہ کے بانیس شعر مختصر سی تشریح کے ساتھ پیش خدمت ہیں۔ ویسے تو سارا مرثیہ ہی کچھ ایسا ہے، مگر ان اشعار سے آپ کو ضرور اندازہ ہو گیا کہ کوئی مرتبہ ایسا نہیں ہے جو گنگوہی صاحب کو نہ دیا گیا ہو۔ حالانکہ اہل سنت جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچے اور واقعی اوصاف حسنہ بیان کرتے ہیں تو یہ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ جی یہ سنی لوگ تو آپ کو حد سے بڑھا دیتے ہیں۔ انوس بحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حسنہ بیان ہوں تو حد سے بڑھ جانے کا فتویٰ، مگر اپنے ایک مولوی کا مرثیہ لکھا تو سب حایں و ذیل ختم۔ ایسا بالذکر قطعاً خلاف واقع باتیں لکھ ڈالیں یہ مولوی پرستی اور لعینت رسول نہیں تو اور کیا ہے۔ آگے ملاحظہ ہو:

مولوی اشرف علی صاحب نانوی کے ایک میلے کے خواب و بیری کا واقعہ

۲۳۔ مرید نے اپنا خواب نانوی صاحب کو تحریر کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں (یعنی لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ) اسنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں۔ دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جائے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ کے نام اشرف علی نکل جاتا ہے۔ حالانکہ مجھ کو اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار

روح سے کہی کلمہ نکلتا ہے۔ وہاں بار برب ہی صورت ہوئی تو حضور (یعنی اشرف علی  
مکمل کوئی) کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے  
میں یہی یہ حالت ہو گئی کہ کھڑا کھڑا بڑا اس کے کہ وقت طاری ہو گئی زمین پر گر گیا  
اور بہایت زور کے ساتھ ایک سفید رخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی  
طاقت باقی نہیں رہی۔ اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا لیکن بدن میں بہت  
بے بسی تھی۔ وروہ اثر ناقصی بہ ستور تھا لیکن حالت خواب و بیداری میں حضور کا  
ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس کا  
کارا وہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی  
نہ ہو جائے بایں خیال بندہ بٹھ گیا اور پھر دوسری کر ڈٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی  
کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن ابھی  
یہ کہتا ہوں انھم صل علی سیدنا وعلینا و مولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب  
نہیں لیکن بے اختیار ہوں۔ عجیبوں زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا  
ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب دیا اور بھی بہت  
سے وجوہات میں جو حضور کے ساتھ ہاتھ محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔  
انتہی بلفظہ۔ (رسالہ الامداد ۳۵) مجرب ماہ صفر ۱۳۶۱ھ

تھا تو ہی صاحب کا جواب،

اس واقعہ میں تسبیح تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ  
مجمع سنت ہے۔

قاری ہی حضرات! آپ نے مزید کا خواب اور پیر کا جواب ملاحظہ فرمایا۔  
خصوصاً ان کتبہ الفاظ کو دیکھتے ہوئے غور فرمائیے کہ کسی مومن سے سوتے جاگتے  
کبھی کلمہ شریف میں ایسی غلطی یا بھول نہیں ہوتی کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی جگہ کسی اور کا نام لے۔ نام لینا تو کیا بلکہ اس کا وہم بھی نہیں ہو سکتا تو جس کے منہ سے خواب میں باوجود علم اور کوشش کے صحیح کلمہ شریف نہ نکلا۔ موت کے قوت اس کا کیا حال ہوگا؟ کیونکہ نیند موت کی بہن ہے۔ النوم اخ الموت کما فی الحدیث اور یہ بھی احادیث میں آیا ہے کہ موت کے وقت شیطان مرنے والے کے سامنے آتا ہے اور کلمہ شریف میں اپنا نام لینے کا اشارہ کرتا ہے اور اس خواب میں مولوی اشرف علی صاحب اس کے سامنے ہیں اور وہ پھر بھی کلمہ میں ان کا نام لے رہا ہے اللہ کی نافرمانی اور پھر وہ خواب سے بیدار ہو کر بیداری میں جانتے ہوئے بھی اس کے تدارک کے خیال سے درود شریف پڑھتا ہے تو بھی اس کی زبان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک نہیں نکلتا بلکہ نیتنا کہہ کر وہ اشرف علی کا نام لیتا ہے اور بہانہ یہ کرتا ہے کہ میں بے اختیار ہوں مجبور ہوں اندازہ کیجیے کہ اس مرید پر کس قدر شیطان کا اثر ہو گیا اور اس کا دل کتنا تاریک ہو گیا تھا کہ وہ بیداری میں بھی جانتے بوجھتے ہوئے کفر کا ارتکاب کر رہا ہے کیونکہ کسی غیر نبی اور غیر رسول کو نبی اور رسول اللہ کہنا صریح کفر ہے اور اس کفر پر وہ بے اختیار اور مجبور ہو گیا۔ اور پھر یہ کس قدر لرزائینے والی بات ہے کہ مرید کو تو یہ احساس بھی ہے کہ وہ غلطی پر ہے اگرچہ بے اختیاری کا بہانہ کرتا ہے مگر پیر اس کو اور پختہ اور مستحکم کرتا ہے کہ اس واقعہ میں تسلی تھی جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اطمینان رکھو گھبرانے پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یعنی مرید کے دل میں جو خطرہ تھا اس کو دوزخ نہیں کیا بلکہ خوب جمادیا اور پھر اس کو شائع بھی کر دیا۔ حالانکہ چاہیے یہ تھا کہ اس کو لکھتے کہ توبہ واستغفار کرو۔ یہ کفر یہ کلمے تمہاری زبان سے شیطان کی اثر کی وجہ سے جاری ہوتے ہیں۔ مجھے ان سے بہت تکلیف ہوئی ہے۔ خبردار ایسی بات پھر نہ ہونے پائے۔ اس میں ایمان کی ہلاکت ہے وغیرہ وغیرہ۔



ہم نے اہل اللہ کے حالات پڑھے اور سنے ہیں کہ جب مرید سے کوئی ایسی غلطی سرزد ہونے لگتی ہے جس سے اس کے ایمان کی ہلاکت کا اندیشہ ہوتا ہے تو کامل پیر روحانی تصرف کر کے اس کو ہلاکتِ ایمان سے بچا لیتا ہے اور یہاں یہ حالت ہوتی کہ پیر کے آنے سے پہلے تو وہ خواب میں ہی کلمہ کفر کہہ رہا تھا اور پیر کے آنے کے بعد وہ بیداری میں بھی کلمہ کفر کہنے لگ گیا اور پھر اس کا سارا دن ایسے ہی کچھ خیال میں گزرتا ہے۔ لاجول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

### دیوبندی حضرات سے سوال:

ایک شخص خواب میں اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے اور اس کو اس بات کا علم ہے کہ طلاق دینا بُرا ہے۔ بیدار ہونے کے بعد اس کو یہ احساس ہوتا ہے کہ اس سے غلطی ہوئی تو اس کا ارادہ ہو کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے تاکہ پھر ایسی غلطی نہ ہو جائے۔ بایں خیال وہ بیٹھ جاتا ہے اور پھر دوسری کمرٹ لیٹ کر وہ چاہتا ہے کہ اس غلطی کے تدارک میں وہ بیوی سے محبت کی باتیں کرے لیکن پھر بھی یہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو طلاق دی۔ میں نے اس کو طلاق دی حالانکہ اب وہ بیدار ہے۔ خواب میں نہیں ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ میں بے اختیار ہوں۔ مجبور ہوں۔ زبان قابو میں نہیں۔ تو کیا اُس شخص کی طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

اگر ہوگی اور ضرور ہوگی تو عجیب بات ہے کہ طلاق واقع ہونے میں تو یہ عذر مقبول نہ ہو اور مولوی اشرف علی کو اپنا نبی اور رسول اللہ کہنے میں عذر مقبول ہو جائے۔

یاد رکھیے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ بڑا نازک ہے۔ مصطفیٰ ہوشیار باش۔ علمائے کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ کلمہ کفر میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

شان میں گستاخی کے معاملے میں کسی کی نادانی و جہالت زبان کا بہکنا اور بے قابو ہو جانا۔ کسی قلق اور نشہ کی وجہ سے لاچار و مضطر ہو جانا۔ قلت نگہداشت یا بے پرواہی اور بے باکی یا نیت و ارادہ گستاخی نہ ہونا وغیرہ کے اعذار مقبول نہیں ایسا شخص کافر اور گستاخ قرار دیا جائے گا (شفاعت لہف)

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر

نفس کم کردہ می آید جنسید و بازید ایں جا

دیوبندی حضرات نے اس واقعہ مرید اور جواب کو صحیح اور درست ثابت کرنے میں بہت سے صفحات سیاہ کئے ہیں لیکن اس کو غلطی تسلیم نہیں کیا۔ تفصیل کے لئے دیکھو کتاب ”رد سیف یمانی“ مصنفہ علامہ شاہ محمد اجل صاحب علیہ الرحمۃ

## ایک اور کشف

۲۴۔ ایک ذکر صاحب کو کشف ہوا کہ احقر (اشرف علی تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا میرا (اشرف علی) کا ذہن معاً اسی طرف منتقل ہوا کہ کس عورت ہاتھ آئے گی (اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا تو حضور کا بن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں ہے (رسالہ الامداد صفحہ ۲۵)

قارئین حضرات! ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ یہ کتنی بڑی توہین اور گستاخی ہے اہل بیت نبوت ام المومنین محبوبہ سید المرسلین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی۔ ان کی وہ شان رفیع ہے کہ دنیا بھر کی مائیں اُن کے قدمِ پاک پر تثار۔ کوئی جاہل سے جاہل اور بے غیرت سے بے غیرت آدمی تمام مومنوں کی ماں

کے گھر تشریف لانے کو جو رطلے سے تعبیر نہیں کر سکتا اور پھر اس ذہن کی ذہنیت کا بھی اندازہ کر لیجئے کہ پچاس برس سے زائد عمر میں بھی معاکس طرف منتقل ہوا کہ کبسن عورت ہاتھ آئے گی۔

۲۵۔ لیجئے اور سنئے۔ از طرف شفیق احمد خادم حضور عالی خواب لکھا ہوں جس کا حضور عالی سے وعدہ کر آیا تھا۔ احقر نے خواب میں دیکھا کہ ماہ مبارک رمضان شریف ہے اور عشاء کا وقت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور عالی کے در دولت میں تشریف فرما ہیں۔ تراویح میں حضور انور کا قرآن پاک سننے کا ارادہ رکھتے ہوئے حضور کے در دولت میں صفوف کے پھانے اور پردے ڈالوانے کے اہتمام میں پھری ہیں۔ اس کے بعد احقر کی آنکھ کھل گئی۔ (اصدق الزویا ص ۵)

ذاکر صالح کا کشف تو یہ تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ تھانوی صاحب کے گھر آنے والی ہیں اور اس خادم تھانوی کے خواب نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ان کے گھر پہنچا دیا۔ نامعلوم اس کو کیسے معلوم ہو گیا کہ یہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ہیں، اس لئے کہ خواب میں تو کوئی ایسا اشارہ بھی نہیں ہے جس سے معلوم ہو۔ پھر یہ بھی عجیب بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مائی صاحبہ کو ایسی جگہ تنہا کیسے بھیج دیا جہاں صفوف اور پردے کا انتظام بھی نہ تھا کہ مائی صاحبہ کو خود پھر کر یہ اہتمام کرنا پڑا۔ اور سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے جو اس خواب کے جھوٹ ہونے پر دلالت کرتی ہے کہ کیا تھانوی صاحب نماز تراویح اپنے در دولت پر پڑھایا کرتے تھے یا مسجد میں؟ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ خادم نے یہ خواب پہلے تھانوی صاحب کو خود سنایا اور پھر تھانوی صاحب نے اس سے وعدہ لیا کہ اس کو لکھ کر بھیجنا چنانچہ اس نے وعدے کے مطابق لکھ کر بھیج دیا اور اس کو شائع کر دیا گیا یہ تحقیق ہی نہیں کی کہ ایسا خواب سچا بھی ہو سکتا ہے

یا نہیں؟ ان کو تحقیق سے کیا ان کو اپنی تعریف سے مطلب تھا اگرچہ مانی صاحبہ کی توہین لازم آجاتے۔

## ایک اور خواب

۲۶۔ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوتے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے زبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔ (براہین قاطعہ ص ۲۶)

قارئین حضرات! اس عبارت کا صاف اور واضح مفہوم یہی ہے کہ پہلے تو ہمیں اردو زبان نہیں آتی تھی جب سے مدرسہ دیوبند کے مولویوں سے ہمارا معاملہ یعنی تعلق ہوا ہمیں یہ زبان آگئی یعنی ان سے سیکھ لی۔ معاذ اللہ۔ اور اس من گھڑت خواب کو مدرسہ دیوبند کی عظمت کی سند بنایا کہ کہا سبحان اللہ! اس سے زبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔

نامعلوم دیوبند کے مولوی روضۃ النور پر جا کر حضور کو اردو پڑھاتے رہے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیوبند تشریف لا کر ان سے اردو سیکھتے رہے؟ معاذ اللہ

## ایک اور خواب

۲۷۔ ایک دن اعلیٰ حضرت (حاجی امداد اللہ صاحب) نے خواب دیکھا کہ آپ کی بھالہ آپ کے مہانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کی بھالہ سے فرمایا کہ اٹھ تو اس قابل نہیں کہ حاجی امداد اللہ کے مہانوں کا کھانا پکاتے۔ اس کے مہان علماء ہیں اس کے مہانوں کا کھانا میں پکاؤں گا۔ (تذکرۃ الرشیید جلد اول ص ۴۶)

قارئین حضرات! غور فرمائیں کہ اس خواب کے لکھنے اور شائع کرنے کا مقصد کیا ہے؟ یہی کہ علماء دیوبند کا مقام اتنا بلند ہے کہ وہ خاتون اس قابل نہیں تھی کہ دیوبند کے مولویوں کا کھانا پکائے بلکہ ان کا کھانا پکانے کے قابل حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ معاذ اللہ حضور کو باورچی بنادیا۔

## چند اور خواب

جس کتاب سے یہ خواب نقل کئے جا رہے ہیں اُس کا نام ہے ”اصدق الروایا“ حصہ دوم یعنی سب سے زیادہ سچی خوابیں۔ تو اب چند خوابیں دیکھئے جو دیوبندی حضرات کے نزدیک سب سے زیادہ سچی خوابیں ہیں۔

۲۸۔ مولوی نذیر احمد کیرانوی اپنا خواب تحریر کرتے ہیں۔

حضور آقائے نامدار سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ واتباعہم جمعین کو خواب میں حضرت مولانا تھانوی مدظلہ کی صورت میں دیکھا اور حضور سیاہ اچکن بنوں والی زیب تن فرمائے ہوئے تھے جیسا کہ مولانا تھانوی گاہے گاہے سیاہ اچکن پہنتے ہیں۔ (اصدق الروایا ص ۲)

## خواب

۲۹۔ جناب آج چند روز ہوئے کہ اُس خاکسار نے جناب اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی کہ آپ گویا ایک نہر کے کنارے سے جا رہے تھے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ جناب کی صورت کے مشابہ ہیں۔ (ص ۳)

## خواب

۳۰۔ مبارک پور میں جب میں تھا تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی صورت

۳۴

میں دیکھا فقط زیارت ہوئی، کوئی بات چیت کی دولت نہیں نصیب ہوئی۔ مولوی  
وصی اللہ صاحب اعظم گڑھی (اصدق الروایا ص ۱۵)

## خواب

۳۱۔ ملا جیون طالب علم مدرسہ امداد العلوم تھانہ بھون نے تین خواب دیکھے اور  
وہ کہتا ہے کہ:

اور تینوں خواب میں میں نے حضور کو آپ کی شکل میں دیکھا اور پھر میں  
آدمیوں سے کہتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مولانا تھانوی کی شکل میں ہیں۔  
(اصدق الروایا ص ۲۵)

## خواب

۳۲۔ ایک اور صاحب اپنا خواب لکھ کر کہتے ہیں:

اس خواب سے پہلے تین مرتبہ ۳ خواب دیکھے اور تینوں مرتبہ ہمارے مولانا  
اشرف علی صاحب کی شکل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نظر آئے۔ میں نے تینوں مرتبہ  
مصافحہ کیا مگر حضور بولے نہیں۔ (اصدق الروایا ص ۳۷)

بتائیے! ان خوابوں کے شائع کرنے کا مطلب کیا ہے؟ غالباً یہی کہ تھانوی  
صاحب درپردہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ معاذ اللہ۔ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
تھانوی صاحب کی شکل میں متشکل ہو کر اس لئے نظر آتے تھے کہ ہم گویا تھانوی  
ہی ہیں؟ معاذ اللہ۔ اصل میں مریدوں کے ذہنوں میں یہ بٹھانا مقصود ہے کہ تھانوی  
صاحب کو دیکھنا گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی دیکھنا ہے۔ چنانچہ آگے اور اس کی  
صاحت ملاحظہ فرمائیے:

۳۳۔ نور محمد میر رسالہ "صراط مستقیم" حیدرآباد دکن اپنا خواب تحریر کرتے ہیں  
حضور (اشرف علی تھانوی) سفر میں ہیں اور کسی جگہ قیام ہے جو ہمارے

قیام گاہ سے تھوڑے فاصلہ پر ہے۔ عادت یہ ہے کہ روزانہ ہم لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور حسب معمول کسی وقت کی نشست میں مفادِ صلت فیضانیہ سے مستفید ہوتے ہیں ایک روز میں نے دیکھا کہ مختلف ملکوں کے لوگ توشہ سامان سفر اپنے گاندھوں پر لے کر مختلف جہان سے آ رہے ہیں ان میں خصوصاً بلوچستان کے لوگ زیادہ ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا ہے کہ مولانا صاحب یعنی حضور کا نام مبارک لے کر کہتے ہیں تشریف لائے ہیں اس لئے ہم لوگ سفر کر کے حاضر ہوئے ہیں اس کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ نہیں ہیں درحقیقت حضور سالتماہ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی دمی و مالی دیہاتی و قومی ہیں اور اس وقت تک جتنے روز مجالس میں حضور ہی ہوتی ہے وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلسیں تھیں۔

(اصدق الروایا ص ۱۴)

خط کشیدہ الفاظ میں غور فرمائیے خصوصاً ان الفاظ میں کہ آپ نہیں ہیں حقیقت حضور سالتماہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اب تو بالکل واضح ہو گیا کہ تھانوی صاحب حقیقت میں تھانوی صاحب نہیں ہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ معاذ اللہ۔ نیز اس خواب میں تبلیغی جماعت کی ٹولیوں کا نقشہ پیش کیا گیا ہے تاکہ اس خواب سے وہ اس فریب میں آجائیں کہ جہاں ان کی مجلس ہوتی ہے وہاں حضور تشریف لاتے ہیں اور انکی مجلس حضور ہی کی مجلس ہوتی ہے چنانچہ خواب کے آخری جملے اس کی شہادت ہیں۔ ان کی مجالس میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور ان کی مجالس خصوصاً کی مجالس ہوں اور اگر اہل سنت یہ کہہ دیں کہ حضور کسی خاص محل میلاد میں تشریف فرما ہو جاتے ہیں تو پھر انہی حضرات کی طرف سے شرک کا فتویٰ۔

۳۴۔ محمود حسین از مدرسہ شاہی مراد آباد کا خواب :

آج کئی دن گزر گئے مگر میں نے ایک خواب حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھانوی کے

متعلق دیکھا تھا لیکن فوراً بوجہ مشغولیت امتحان کے اطلاع نہ دے سکا اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص رات کو مجھے کہہ رہا ہے کہ مولانا کا انتقال ہو گیا ہے اور ہمارا ملنے والا ایک آدمی ہمارے پاس آیا اور یہ کہہ رہا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دینے کے لئے جا رہا ہوں اب وہ شخص گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار شریف پر جا کر آواز دی کہ مولانا کا انتقال ہو گیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خبر سن کر فوراً قبر مبارک سے اٹھے اور آپ کے جنازہ کے لئے چلے۔ خواب کا مضمون تمام ہوا (اصدق الروایات)

۳۵۔ شہاب الدین کشمیری گیسٹ دہلی کا خواب :

یہ خواب نظر آیا کہ ایک اونچی کرسی کی سی مسجد ہے اور جمعہ کی نماز کے لئے صف بندی ہو رہی ہے اور احقر صحن مسجد میں ہے کسی شخص نے کہا کہ یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احقر کے بائیں جانب تھے احقر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا اور احقر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنا مال بچھا دیا۔ اتنے ہی میں صحن مسجد میں دو شخصوں میں کچھ جھگڑا ہو گیا۔ آں حضرت اس طرف متوجہ ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس مبارک سب سفید تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک احقر کو یاد نہ رہا اور اس مسجد میں حضرت والا نماز جمعہ یعنی آپ (اشرف علی تھا نوئی) پڑھا رہے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احقر کا بازو پکڑ کر اپنے آگے کی صف میں کر دیا تھا۔ اس خواب کی وجہ سے دن کو ایک قسم کی خوشی ایسی معلوم ہوئی کہ جس کے اظہار کو کوئی لفظ ہی سمجھ میں نہ آیا جو تحریر کروں۔ (اصدق الروایات ۲۳)

ان دونوں خوابوں میں غور فرمائیے۔ پہلے خواب سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تھا نوئی صاحب کی نماز جنازہ پڑھی۔ ظاہر ہے کہ تھا نوئی صاحب کی نماز جنازہ کسی مولوی نے پڑھائی ہوگی تو وہ مولوی امام ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقتدی



بنے اور دوسرے خواب سے صراحتہ ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نخواستہ صاحب کے پیچھے نماز جمعہ پڑھی تو تھانوی صاحب امام ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقتدی۔ ان خوابوں کی اشاعت کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ بتایا جائے کہ تھانوی صاحب کا مقام اتنا بلند ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی اقتداء کرتے ہیں۔ معاذ اللہ

۳۶۔ ایک مرید فی خاترا کا خواب بھی ملاحظہ ہو وہ کہتی ہے:

ایک جنگل میں دو تین آدمی ہیں۔ ہم سب کھڑے ہیں حضرت رسول اللہ کے انتظار میں اتنے میں بسا معلوم ہوا کہ جیسے بجلی چمکی تھوڑی دیر میں حضرت تشریف لائے اور زینہ پر چڑھ کر میسے سے بغل گیر ہوئے اور مجھ کو خوب زور سے بھینچ دیا جس سے سارا تخت ہل گیا۔ حضرت بولے کہ تجھ کو بل صراط پر چلنے کی مادہ ڈالنا ہوں صورت شکل بالکل مولانا اشرف علی صاحب کیسی ہے اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ (صفت الزیادۃ)

مریدنی کے اس خواب خصوصاً خط کشیدہ الفاظ میں غور فرمائیے پہلے تو کہا میں ہوں ایک تخت ہے۔ پھر کہا ایک میں اور دو تین آدمی ہیں نامعلوم یہ دو تین آدمی ایک دم کہاں سے آگئے؟ چلتے ہو سکتا ہے کہ سایہ پہلے نظر نہ آئے ہوں یا غیب سے ایک دم نمودار ہو گئے ہوں مگر اس کے بعد کے شرمناک الفاظ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لاکر نہ تو ان دو تین آدمیوں سے سلام کلام نہ فرمایا۔ آتے ہی ایک غیر عورت سے بغل گیر ہو گئے اور اتنا زور سے اس کو دبایا کہ سارا تخت ہل گیا وہ بھی دو تین آدمیوں کے سامنے بتائیے کوئی بزرگ یا عالم تشریف لائیں اور ان کے انتظار میں دو تین آدمی اور ایک عورت ازراہ عقیدت مندی کھڑے ہوں اور وہ بزرگ یا عالم آتے ہی اس عورت سے چمٹ جائیں اور اتنے زور سے

و باتیں اور ہل چل کریں کہ سارا تخت ہلا کر رکھ دیں نہ ان آدمیوں سے سلام نہ کلام تو ان آدمیوں پر اس کا کیا اثر ہوگا اور پھر اس بات کو شائع کر دیں تو پڑھنے والوں کی نظر میں اس بزرگ یا عالم کی حیثیت کیا ہوگی؟ ایک بزرگ اور عالم کے لئے یہ بات انتہائی نامناسب اور شرمناک تصور کی جائے گی چہ جائیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی بات کی نسبت؟ العیاذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو غیر عورتوں سے مصافحہ بھی نہیں فرماتے تھے۔ اگر آپ کہیں کہ یہ تو خواب ہے۔ تو آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس کو خواب میں ملتے ہیں تو وہ بلاشبہ آپ ہی ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ایسی حرکت نہیں فرما سکتے۔ ہاں اس خاتون نے آخر میں جو کہا ہے کہ صورت و شکل بالکل مولانا اشرف علی صاحب کی سی ہے تو اس سے مسئلہ کچھ حل ہو جاتا ہے اور یہ جو اس خاتون نے کہا کہ حضرت نے فرمایا تجھ کو پل صراط پر چلنے کی عادت ڈالتا ہوں تو یہ بھی خوب ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری ظاہری حیات میں کسی صحابی یا صحابہ کو اس طرح پل صراط پر چلنے کی عادت نہیں ڈالی نامعلوم اس خاتون کے لئے یہ طریقہ کیوں اختیار فرمایا؟ اور پھر یہ بھی قابل غور ہے کہ عادت تو اس کام کی ڈالی جاتی ہے جو ہمیشہ کرنا ہوتا ہے پل صراط پر تو ایک ہی مرتبہ چلنا ہے۔ شاید اس مریدنی کو بار بار گزرنا ہوگا۔ بلاشبہ جو کوئی ایسی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتا ہے جو آپ نے نہیں فرمائی اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

۳۷۔ محبوبانِ خدا کی شان میں گستاخی و ہمسری و برابری کرنا وہابیہ دیندہ کا شیوہ ہے۔ ہمسری و برابری کا وہ سلسلہ قائم کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام خصوصاً پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر صفت میں حصہ بانٹنے کا سہارا بننے کے لئے تیار ہیں۔ ہر خصوصیت کا انکار کر کے اس میں خود شرکت

کرتے ہیں۔ چنانچہ

## مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں

لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں لہذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے۔ فقط بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۸۱) اس عبارت میں کتنی صراحت کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص صفت رحمۃ للعالمین کا انکار ہے۔ صاف کہہ دیا ہے کہ لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں۔ اور اس میں خود شریک ہونے کے لئے کہہ دیا کہ علماء ربانیین کو بھی رحمۃ للعالمین کہنا جائز ہے۔

ہر شخص جس کو عبارت فہمی کا سلیقہ ہے وہ خوب جانتا ہے کہ فتاویٰ رشیدیہ کی مذکورہ عبارت کے تین جُز ہیں۔ دعویٰ، دلیل، تفریع، لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں۔ یہ دعویٰ ہے۔ بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں یہ دلیل ہے۔ لہذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دے تو جائز ہے۔ یہ تفریع ہے۔

یہ کلام صراحتہً لپکار رہا ہے کہ رحمۃ للعالمین حضور کی مخصوص صفت نہیں بلکہ علماء ربانیین کو بھی رحمۃ للعالمین کہنا جائز ہے۔ رہی بتاویل کی قید یہ گنگوہی صاحب نے عام لوگوں کو پھنسانے کے لئے ایک آرٹ بنائی ہے۔ ورنہ دلیل اگرچہ مثبت مدعا نہیں مگر ان کا مقصود تو صفت خاصہ ہی اڑانا ہے۔

اب دیوبندیوں سے پوچھو کہ علماء ربانین اُن کے نزدیک کون ہیں۔ کیا بریلوی ہیں؟ یا غیر مقلد ہیں۔ یا شیعہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ بریلویوں کو وہ بدعتی کہتے ہیں غیر مقلد ہیں اور شیعوں کو گمراہ کہتے ہیں اور اپنے آپ کو علماء حق اور علماء ربانین کہتے ہیں۔ تو مطلب یہی ہوا کہ ہمیں بھی رحمۃ للعالمین کہو مگر تاویل یہ کر لو کہ حضور بڑے رحمۃ للعالمین ہیں اور دیوبند کے مولوی چھوٹے رحمۃ للعالمین۔

جیسا کہ تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ حضور ہمارے بڑے بھائی ہیں۔ مسلمانو! خوب غور سے سن لو کہ دیوبندیوں کا سب سے بڑا مقصد ہی یہی ہے کہ انبیاء اولیاء خصوصاً جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام خصوصیتیں اُڑا دو اور انکار کر دو کیونکہ جب تک خصوصیت کا انکار نہیں کر دے۔ اس وقت تک برابری اور ہمہ گیری نہ ہو سکے گی ہمہ گیری اور برابری کرنے کے لئے اور مخصوص صفت رحمۃ للعالمین میں شریک ہونے کے لئے کہہ دیا کہ دوسرے پر اگر اس لفظ کو بتاویل بول دے تو جائز ہے اگرچہ جناب سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں اور کسی صفت میں اعلیٰ ہونا اسی بات کی دلیل ہے کہ اس صفت میں اور بھی شریک ہیں۔ اگرچہ وہ ادنیٰ ہیں۔ تو نتیجہ یہی نکلا کہ حضور بڑے رحمۃ للعالمین ہیں اور دیوبند کے ملاں چھوٹے رحمۃ للعالمین۔

۳۸۔ چنانچہ گنگوہی صاحب نے جب یہ فتویٰ دیا تو ان کے متعلق مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی نے یہ لکھا۔

کینہ غلامان خلیل احمد اپنے بجا و ماویٰ میزاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علی العالمین غیاث المریدین غوث المشرتین نائب رسول رب العالمین قطب زمانہ، مجتہد عصرہ داوانہ حضرت مولائی و مرشدی مولانا مولوی رشید احمد صاحب دام اللہ تلال برکاتہم علی العالمین۔

انتد کرۃ الرشید (۱۲۹)

دیکھیے اس میں گنگوہی صاحب کو میزاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علی العالمین لکھا جس کا معنی

ہے۔ سائے جہانوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے پر نالے۔ آخر میں لکھا۔ دام اللہ ظلال برکاتہم علی العالمین۔ یعنی اللہ ان کی برکتوں کے سائے سائے جہانوں پر ہمیشہ رکھے۔ ان دونوں عبارتوں کا معنی یہ ہوا رحمۃ للعالمین۔ برکات للعالمین۔ جیسا کہ نائبِ سول رب العالمین کہا تو جس طرح یہاں العالمین ہے اسی طرح دونوں عبارتوں میں العالمین ہے تو جس طرح اللہ تعالیٰ سائے جہانوں کا رب ہے اُس کی ربوبیت سے کوئی چیز خارج نہیں اسی طرح گنگوہی صاحب سائے جہانوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکات ٹھہرے۔

۳۹۔ دیوبندی مولوی کے نزدیک شہیدانِ کربلا رضی اللہ عنہم کے مرثیہ کا جلا نایا زمین میں دفن کرنا ضروری ہے۔ دیکھو فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۳۲

حضرت امام حسین علیہ السلام کے مرثیہ کے لئے تو علماء دیوبند کا یہ فتویٰ کہ جلا دینا یا زمین میں دفن کر دینا ضروری ہے مگر دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب نے گنگوہی صاحب کا مرثیہ لکھا، پڑھا، پڑھوایا، چھپوایا، شائع کیا سائے دیوبندی مولوی اس سے متفق ہیں اس کا جلا نا اور زمین میں دفن کرنا تو دُکنا کسی نے اُس کی کراہت کا بھی فتویٰ نہ دیا۔ آخر یہ گنگوہی کی عقیدت اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی عداوت نہیں تو اور کیا ہے۔

دیوبندیو! جب شہیدانِ کربلا کا مرثیہ جلا دینا اور دفن کر دینا ضروری ہوا تو گنگوہی صاحب کا مرثیہ لکھنا اور چھپوا کر شائع کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے؟

۴۰۔ دیوبندیوں کے نزدیک ان کے اپنے علماء و مشائخ کا مقام۔

(۱)۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ کا توکل میں صبرِ قناعت میں ریاضت و عبادت میں تقویٰ و طہارت میں مجاہدہ میں استقامت میں استغناء میں حب فی اللہ و بغض فی اللہ میں جس طرح کوئی مثل نہیں اسی طرح تبحر علمی میں وسعتِ نظریں

نفقہ میں تحدیث میں عدالت و ثقاہت میں حفظ و اتقان میں نہم و فراست میں او  
روایت و روایت میں بھی کوئی نظیر نہ تھا۔ (تذکرۃ الرشید ص ۳)

۲۔ نیز مرثیہ کے پہلے صفحہ پر ہے۔ مخدوم الکل مطاع العالم جناب مولانا  
رشید احمد یعنی سائے عالم کے مخدوم ہیں اور سارا عالم اُن کی اطاعت کرتا ہے۔

۳۔ واللہ العظیم مولانا تھانوی کے پاؤں دھو کر بیٹا نجات اُخروی کا سبب  
ہے۔ (تذکرۃ الرشید ص ۱۱۳)

۴۔ خوش نصیب وہی ہے جو اپنے شیخ کی جوتیوں کے طفیل میں دین حاصل  
کے۔ (تذکرۃ الرشید ص ۶)

۵۔ گنگوہی صاحب کے متعلق لکھا: ”محترم نور اور سرتاپا کمال“ ص ۲ اور دوسرے  
مقام پر لکھا: ”سرتاپا نور“ (تذکرۃ الرشید ص ۶۲)

۶۔ حاجی امداد اللہ صاحب کے متعلق لکھا۔ حاجی صاحب بے شک چاند ہیں  
کہ اُن کے نور سے ہزار ہا آدمی مستنیر ہوئے اور ہوتے ہیں اور ہوں گے۔

(امداد المشتاق ص ۱۲۹)

۷۔ مرشدوں کی محبت عین اللہ و رسول کی محبت ہے کہ اُن کے نائب ہیں۔  
(امداد المشتاق ص ۲۷)

۸۔ پیر کی مدح خدا اور رسول ہی کی مدح ہے۔ (امداد المشتاق ص ۱۳۷)  
قارئین حضرات! آپ نے ان چالیس گواہوں میں دیوبندی حضرات کی  
اپنے علماء و مشائخ کے ساتھ عقیدت و محبت جذبات و خیالات۔ انتہائی غلو و مبالغہ  
اور حد سے بڑھانے کی جھلکیاں گزشتہ صفحات میں دیکھیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے  
اور یہ حوالے اور خیالات عوام اور جاہل مریدوں کے نہیں بلکہ ان کے اکابر علماء کے  
ہیں یا اُن کے مُصدقہ ہیں۔ چنانچہ انہوں نے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو مُرتبی

خلائق بنایا۔ ان کی مسیحائی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مسیحائی سے بڑھ کر بتایا۔ ان کے کالے کالے بندوں کو یوسف ثانی کہا۔ بانی اسلام کا ثانی بنایا۔ گنگوہی کے مکان کی اتنی عظمت بڑھائی کہ اہل عرفان بیت اللہ شریف میں بھی گنگوہہ کا راستہ پوچھتے پھرتے تھے۔ ان کی قبر کو طوس سے تشبیہ دے کر ان کو خدا ٹھہرایا اور ان کی کنسے والے موسیٰ بنے۔ ان کو جمیع حاجات جسمانی و روحانی کا حاجت رد کہا۔ ان کے حکم کو قضاۓ مبرم کی تلوار کہا۔ ان کی غلامی کے داغ کو مسلمانی کا تمغہ قرار دیا۔ ان کو میسمائے زماں یعنی حضرت عیسیٰ بنا کر فلک پر پہنچایا اور ماہ کنعانی یعنی حضرت یوسف بنا کر چاہ لحد میں چھپایا ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر اور ان کی وفات کو آپ کی وفات کا نقشہ قرار دیا۔ انہی سوانح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح قرار دیا۔ نور مجسم۔ سر تا پا نور۔ سر تا پا کمال اور تمام اوصاف حسنہ علمی و عملی میں بے مثل و بے نظیر ٹھہرایا۔ ان کو تمام عالمین پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکات قرار دیا۔ آفتاب نور بنایا۔ صدیق و فاروق شہید مصالح اور مرنے کے بعد بھی زندہ کہا اور ان کی حیات کے منکر کو نادان ٹھہرایا۔ ان کے سینے کو چراغ نبوت کا طاق کہا۔ حضرت جنید شبلی۔ ابو مسعود غوث اعظم محی الدین جیلانی او شیخ اکبر کا ثانی کہا۔ اولیاء کی گردنوں کو ان کے سامنے خم بتایا۔ مریدوں اور طالبوں کا بڑا فریاد رس یعنی غوث اعظم و غیاث وغیرہ بنایا۔ انہی کے دم سے بڑے بڑے ائمہ اسلام کا زندہ نظر آنا ٹھہرایا۔ انہی کو گلشن اسلام کا نگہبان قرار دیا اور جب تک انام مہدی نہیں آتے۔ اس وقت تک گلشن کو نگہبان ٹھہرایا۔ ان کو میزبان ہدایت قرار دیا، اور جس نے ان کے سوا کسی اور جگہ سے ہدایت ڈھونڈی اس کو گمراہ بتایا۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کو خواب بیداری میں رسول اللہ اور نبی کہا گیا جس پر کوئی باز پرس تک نہ کی گئی اور ان کے گمراہ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پہنچایا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اردو زبان کے سیکھنے میں اپنا شاگرد بنایا۔ حضور کو علما

دیوبند کا کھانا پکانے والا کہا گیا۔ حضور کو تھانوی کی شکل مصوت میں بتایا اور ایک غیر عورت سے بغلیہ کر دیا۔ تھانوی صاحب کو اور ان کا جنازہ پڑھانے والے کو حضور کا امام اور حضور کو ان کا مقتدی بنایا۔ اپنے مولویوں اور پیروں کے متعلق خوش ہمتی کا یوں مظاہرہ کیا کہ دین انکی جوتیوں کے طفیل میں حاصل کرنے والا خوش نصیب ہے ان کی محبت اور مرح کو عین اللہ و رسول کی محبت اور مرح قرار دیا اور تھانوی صاحب کے پاؤں دھو کر پیٹنے کو نجاتِ آخرت کا سبب قرار دیا وغیرہ وغیرہ۔ ادھر تو یہ عالم ہے اب تصویر کا دوسرا رخ دیکھئے کہ مرزا نبیا نصیب کبریا باعثِ ارض و سما رحمۃ اللعالمین شیخ المذنبین عالم ماکان و مایکون صاحب قاب قوسین و سیئتانی الدارین صاحب لواء الحمد و مقام النبوة و سید الوجود، نبینا و حبیبنا و شفیعنا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ بارک وسلم کے متعلق ان لوگوں کے خیالات کیا ہیں؟ اس باب کو پڑھنے سے پہلے عقیدہ کے متعلق ایک ضروری اصول ملاحظہ فرمائیجئے:

## عقیدہ کے متعلق اصول

عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں بلکہ قطعی ہیں قطعاً نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں (براہین قاطعہ ص ۱۵) مصنف مولوی خلیل احمد انسپٹھوی مصدقہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی) اس عبارت سے ثابت ہوا کہ عقیدہ محض قیاس سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ نص قطعی سے ثابت ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کفر ہے

قال محمد بن سحنون اجمع العلماء علی ان شاتم النبی صلی



اللہ علیہ وسلم والمستنقص له كافر ومن شك في كفره وعذابه  
 كافر (اکفار المحدثین مؤلف مولوی انور شاہ صاحب کشمیری دیوبندی ص ۵)  
 محمد بن سحنون فرماتے ہیں کہ تمام علماء اُمت کا اس بات پر اجماع ہے کہ  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین و تنقیص کرنے والا کافر ہے اور جو  
 شخص اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

## کفر کے حکم کا دار مدار ظاہر پر ہے قصد نیت پر نہیں

المدار فی الحکم بالكفر علی الظواہر ولا نظر للمقصود و  
 النیات ولا نظر لقرائن حالہ (اکفار المحدثین ص ۳)  
 کفر کے حکم کا دار مدار ظاہر پر ہے قصد نیت اور قرائن حال پر نہیں نیز  
 اسی اکفار المحدثین کے ص ۳ پر ہے۔

وقد ذكر العلماء ان التهور في عرض الانبياء وان لم  
 يقصد السب ككفر  
 علماء نے فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی شان میں جرات و دلیری کفر  
 ہے اگرچہ توہین مقصود نہ ہو۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین  
 آمیز کلمات کہنا کفر ہے اور اس بارے میں قائل کی نیت کا اعتبار نہیں ہوگا یعنی یہ  
 نہیں دیکھا جائے گا کہ کلمہ توہین کہنے والے کی نیت توہین کی ہے یا نہیں۔ اگر  
 الفاظ عرف و محاورہ میں صریح توہین آمیز ہیں تو یقیناً اس کو کافر کہا جائے گا اور اس  
 میں کوئی تاویل قابل قبول نہ ہوگی۔ اگر باوجود صراحت کے کوئی تاویل کرے گا تو  
 وہ تاویل فاسد ہوگی اور تاویل فاسد خود بمنزکہ کفر ہے۔

قال حبیب بن ربیع ان ادعاء التأویل فی لفظ صراح لا یقبل (اکفار المحدثین ص ۳۷)۔ اس ربیع نے فرمایا کہ لفظ صریح میں تاویل کا دعویٰ قبول نہیں کیا جاتا۔ یہی علماء دیوبند کے مقتداء فرماتے ہیں التأویل الفاسد کے الکفر (اکفار ص ۶۲) کہ تاویل فاسد کفر کی طرح ہے۔

بلاشبہ یہی حق ہے ورنہ کفر و الحاد اور توہین و تنقیص کا دروازہ کھل جائے گا اور ہر دریدہ دہن اور بے ادب گستاخ جو چاہے گا کہتا پھرے گا جب گرفت ہو گی تو صاف کہہ دے گا کہ میری نیت تو یہیں کی نہ تھی اور کوئی تاویل کر دے گا۔ یاد رکھیے جس طرح لفظ صریح میں تاویل نہیں ہو سکتی ایسے ہی نیت کا عذر بھی اس میں قابل قبول نہ ہو گا۔ مثلاً کوئی شخص کسی بزرگ سے کہے گا کہ آپ بڑے لدا حرام ہیں یعنی حرام کے بچے ہیں اور پھر تاویل یہ کرے کہ لفظ حرام کے معنی فعل حرام نہیں بلکہ محترم کے ہیں جیسے المسجد الحرام۔ لہذا اولدا الحرام سے مراد ولد محترم ہے اور معنی یہ ہیں کہ آپ بڑے محترم کے بچے ہیں تو کیا کوئی اہل انصاف کسی بزرگ کے حق میں اس تاویل کی رو سے لفظ ولد الحرام بولنے کو جائز قرار دے گا؟ ہرگز نہیں بلکہ اس لفظ کو بر بنائے عرف و محاورہ اہل زبان کلمہ توہین ہی قرار دے گا۔

لہذا قارئین حضرات سے درخواست ہے کہ وہ علماء دیوبند کی توہین آمیز عبارات پڑھتے وقت اس اصول کو پیش نظر رکھیں اور یہ دیکھیں کہ ان عبارات میں توہین ہے یا نہیں۔

## توہین و تنقیص علم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ علماء دیوبند کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے ملک الموت اور شیطان کا علم زیادہ ہے اور ملک الموت اور شیطان کے علم کی زیادتی نصوص قطعیہ یعنی

قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور حضور کے علم کی زیادتی کے لئے علما دیوبند کے دیک  
کوئی نص قطعی نہیں۔ عبارت ملاحظہ ہو۔

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر  
عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسد سے ثابت کرنا شرک نہیں تو  
کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت (زیادتی) نص سے  
(قرآن وحدیث سے) ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے  
جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (براہین قاطعہ مصنفہ مولوی  
خلیل احمد انبیٹھوی و صدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی ص ۵)

اس عبارت میں ساری زمین کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو شرک کہا مگر  
اسی شرک کو ملک الموت اور شیطان کے لئے نص سے ثابت مانا۔ چنانچہ الفاظ عبارت  
میں غور فرمائیے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی یعنی شیطان  
اور ملک الموت کے وسعت علم کے لئے تو نص ہے جس سے وہ ثابت ہے اور اس  
نص سے مراد بھی نص قطعی ہے بلکہ نصوص قطعیہ ہیں چنانچہ براہین قاطعہ کے اسی صفحہ  
پر اس عبارت سے چند سطر پہلے لکھا ہے۔ ملک الموت اور شیطان کو جو یہ وسعت علم  
دی۔ اس کا حال نصوص قطعیہ سے معلوم ہوا۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی  
ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے یعنی فخر عالم حضور صلی  
اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی نہیں اگر نص ہوتی تو مانا جاتا چونکہ نص نہیں لہذا  
حضور کیلئے یہ علم ماننا شرک ہے کتنی صراحت ہے کہ جس وسعت علم کو شیطان اور  
ملک الموت کے لئے نصوص قطعیہ سے ثابت مانا اسی وسعت علم کا حضور کیلئے بوجہ نص  
نہ ہونے کے انکار کیا اور اس کو شرک بتایا اور شرک بھی وہ جس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں  
کیسی جہالت کی بات ہے اس لئے کہ یہ بات مسلمہ ہے کہ شرک میں تفریق نہیں ہو سکتی۔

جو بات مخلوق میں ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہو وہ جس کے لئے بھی ثابت کی جائے گی شرک ہی ہوگی۔ کیونکہ کوئی خدا کا شریک نہیں ہو سکتا اور اس عبادت میں جس علم کا حضورؐ کے لئے ثابت کرنا شرک خالص کہا خود اسی علم کو شیطان و ملک الموت کے لئے ثابت مانا۔ شیطان مردود سے ایسی خوش عقیدگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی عداوت۔ یہ بھی خیال نہ کیا کہ جس علم کا ثابت کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شرک ہے وہ شیطان مردود کے لئے کیسے ثابت ہو سکتا ہے وہ بھی قرآن وحدیث کی نصوص قطعیہ سے۔ معاذ اللہ۔

اس عبارت کے دو سطر کے بعد لکھا پس اعلیٰ علیتین میں روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ (براین قاطعہ ص ۵) ان دونوں عبارتوں میں کتنی صراحت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شیطان اور ملک الموت کے علم سے کم ہے۔ یہ دونوں عبارتیں صریح کفر ہیں اور ان عبارات پر علماء عرب عجم نے کفر کا فتویٰ دیا۔ جب فتویٰ لگا تو علماء دیوبند نے فوراً رخ بدلا اور اس فتوے کو غلط ثابت کرنے اور اپنے آپ کو کفر سے بچانے کے لئے کوشش کی مگر اس کوشش سے ان کا کفر اور پکا ہو گیا چنانچہ ملاحظہ ہو۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے لکھا:

ہمیشہ سے میرا اور میرے بزرگوں کا عقیدہ آپ کے فضل المخلوقات فی جمیع الکالات العلمیہ والعلمیہ ہونے کے باب میں یہ ہے۔ بعد از خدا بزرگ کوئی قصہ مخمر (لبطالبان ص ۵ سیلف میانی ص ۵)

مولوی منظور احمد صاحب سنبھلی نے لکھا:

ہمارا اور ہمارے تمام اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ

تعالے نے جس قدر علوم کمالیہ عطا فرمائے اتنے ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین کی پاک جماعت میں بھی کسی کو نہیں دیئے۔ (سیف یمانی ص ۵)

خود براہین قاطعہ کے مولف مولوی خلیل احمد انیسٹھوی نے لکھا:

میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو کافر و مرتد و ملعون جانتے ہیں جو شیطان علیہ اللعن کی کسی مخلوق کو بھی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم میں زیادہ کہے۔  
(انتم علی لسان الخصم صدق قطع التین ص ۱)

یہی انیسٹھوی صاحب المہند میں جس پر تمام دیوبندی کتبہ کی تصدیقیں ہیں، لکھتے ہیں: ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے (المہند ص ۲)

قارئین حضرات! علماء دیوبند کے پلٹا کھانے کے بعد کی ان چار عبارتوں کو دیکھیے اور دیوبندی حضرات سے سوال کیجیے کہ تمہارے نزدیک اوپر والی دو عبارتیں درست ہیں یا نیچے والی چار عبارتیں؟ اگر اوپر والی دو عبارتوں کو درست کہو تو نیچے والی چار عبارتوں کے قائل کافر و مشرک قرار پاتے ہیں اور اگر نیچے والی چار عبارتوں کو درست کہو تو اوپر کی دو عبارتوں کے قائل کافر مرتد اور ملعون قرار پاتے ہیں اور اگر دونوں کو درست کہو تو نیچے اور اوپر والے سب ہی کانٹے مرتد اور مشرک و ملعون ٹھہرتے ہیں۔ دیکھئے اوپر والوں نے کہا تھا کہ فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی فص قطعی نہیں اور عقیدہ نص قطعی سے ثابت ہوتا ہے تو نیچے والوں کو فتویٰ لگنے کے بعد کہاں سے نص قطعی ہاتھ میں آگئی کہ یہ کہا کہ ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آپ جمیع کمالات علیہ السلام میں ساری مخلوقات سے افضل اور برتر ہیں اوپر والوں نے کہا تھا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی نہیں چر جائیگا زیادہ فتویٰ لگنے کے بعد نیچے والوں نے کہا ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں (کسے باشد) کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے بہر صورت

نیچے اوپر والوں نے خود ہی اپنے حق میں کفر کی رجسٹری کر دی اب کسی طرح یہ کفر اٹھایا نہیں جاسکتا۔

عجب کچھ پھیر میں ہے سینے والا جبب داماں کا

جو یہ ٹانگا تو وہ اُدھڑا جو وہ ٹانگا تو یہ اُدھڑا

۲۔ دیوبندیوں۔ تبلیغیوں کے پیشوا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو بچوں یا گلوں اور جانوروں کے علم سے تشبیہ دی ہے جس میں حضور کی سخت توہین ہے۔ تھانوی صاحب کی عبارت یہ ہے:

پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو نذہ و عموم بلکہ ہر صبی و مجزئ بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔ چار سطر کے بعد لکھا اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خالص نہ ہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔

(حفظ الایمان ص ۸)

اس ناپاک عبارت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص بالکل ظاہر بلکہ اظہار ہے یہ عبارت کوئی جرمنی چینی یا جاپانی زبان میں نہیں ہے جس کا مطلب مراد سمجھنے میں کوئی دشواری ہو بلکہ صاف و صریح معمولی اردو ہے او ہر اردو زبان جاننے والا اس کا مطلب مراد باسانی خوب سمجھتا ہے کہ اس عبارت میں تھانوی صاحب نے علم غیب کی دو قسمیں کی ہیں بعض غیب اور کل غیب سری قسم کل غیب کو تو حضور کے لئے نقلاً و عقلاً باطل بتایا اور نہ کوئی حضور کے لئے غیر متناہی

کا قائل ہے۔ جب دوسری قسم باطل ہے، گمراہ تو صرف پہلی قسم بعض علم غیب ہی رہی۔ اسی کو حضور کے لئے ثابت مانا اور وہی واقعی نور کا علم ہے اسی کو لے کر کہا۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے یعنی کوئی تخصیص نہیں اس میں صاف صاف تخصیص کی نفی ہے۔ جب تخصیص نہ ہو گمراہ تو یہ آب کی صفت تھا کمالیہ نہ رہی اسی لئے کہا ایسا علم غیب جیسا کہ حضور کو ہے تو زید و عمرو یعنی عام آدمیوں کو بلکہ ہر صبی و مجنون یعنی تمام نابالغ بچوں اور پاگلوں کو بلکہ جمیع حیوانات و بہائم یعنی تمام حیوانوں اور تمام چوپایوں کو بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔

اس عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو بچوں پاگلوں اور تمام جانوروں کے علم سے تشبیہ دے کر حضور کی سخت توہین کی گئی ہے اور حضور کی توہین کفر ہے۔ اسی لئے عرب عجم کے سینکڑوں علماء کرام نے اس ناپاک عبارت کو کفر یہ عبارت قرار دیا اور اس کے قائل کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا (تفصیل کے لئے دیکھو کتاب الصوامع الہندیہ و دیوبندی مذہب) جب اس عبارت پر کفر کا فتویٰ لگا تو تھانوی حنا اور ان کی پارٹی نے اس عبارت کی مختلف توجہیں کرنی شروع کر دیں اور سرسوتر خوشی کی کہ کسی طرح اس کفر یہ عبارت کو درست اور ایمانی عبارت ثابت کر دیں لیکن نتیجہ بالکل اس کے برعکس نکلا مثلاً مولوی قاضی احمد صاحب دہلوی نے حفظ الایمان کی اس عبارت پر ایک کتاب لکھی تو ضیح البیان فی حفظ الایمان اس کے صفحہ ۸ پر لکھا۔ واضح ہو کہ ایسا کا لفظ فقط ماندا و مثل ہی کے معنی میں متعلق نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی اس قدر اور اتنے کئے بھی آتے ہیں جو اس جگہ متعین ہیں یعنی حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ”ایسا“ اتناؤ اس قدر کے معنی میں ہیں ماندا یا مثل کے معنی میں نہیں ہے۔

اسی کتاب کے ص ۸ پر لکھا عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ ”ایسا“ بمعنی اس قدر اور

اتنا ہے پھر تشبیہ کسی؟ یعنی حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ”ایسا“ معنی میں اتنا اور اس قدر کے ہے تشبیہ کے معنی میں نہیں۔ مولوی منظور احمد صاحب سنبھلی نے بھی درجنگی صاحب کی ہمنوائی کرتے ہوئے فرمایا حفظ الایمان کی اس عبارت میں بھی ”ایسا“ تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ وہ یہاں بدوں تشبیہ کے اتنا کے معنی میں ہے۔

(فتح بریلی کا دیکش نظارہ ص ۳۲)

اسی کتاب کے صفحہ ۴۷ پر لکھا حفظ الایمان کی عبارت میں بھی جیسے کہ میں بدائل قاہرہ ثابت کر چکا ہوں وہ (یعنی لفظ ایسا) بغیر تشبیہ کے اتنا کے معنی میں ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ ۴۸ پر ہے ”ایسا تشبیہ کے علاوہ دوسرے معنوں میں بھی متعل ہوتا ہے اور حفظ الایمان کی عبارت میں وہ بلا تشبیہ کے اتنا کے معنی میں متعل ہے“ اسی کتاب کے صفحہ ۳۵ پر ہے۔ اگر بالفرض اس عبارت کا وہ مطلب ہو جو مولوی سردار احمد صاحب بیان کر رہے ہیں جب تو ہمارے نزدیک بھی موجب کفر ہے۔

**نوٹ!** مولوی منظور احمد صاحب سنبھلی ایشیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان اسی عبارت پر بریلی شریف میں مناظرہ ہوا تھا اس میں مولانا سردار احمد صاحب قبلہ کا یہ فرمانا تھا کہ حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ”ایسا“ جو ہے وہ تشبیہ کے لئے ہے۔ مولوی منظور احمد صاحب کا یہ کہنا تھا کہ لفظ ”ایسا“ اتنا یا اس قدر کے معنی میں ہے۔ اسی کا ذکر کرتے ہوئے مولوی منظور احمد صاحب نے کہا کہ اگر اس عبارت کا وہ مطلب ہو جو مولوی سردار احمد صاحب بیان کر رہے ہیں جب تو ہمارے نزدیک بھی موجب کفر ہے۔

قارئین محترم! مولوی مرتضیٰ حسن صاحب درجنگی اور مولوی منظور احمد صاحب سنبھلی کی توجہی عبارت کا حاصل اور نتیجہ یہ ہوا کہ حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ایسا علم غیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ اتنا اور اس قدر کے معنی میں



ہے ہاں اگر تشبیہ کے لئے ہوتا تو ضرور تو بین علم نبوت ہوتی جو موجب کفر ہے اب صد دیوبند مولوی حسین احمد صاحب ٹانڈوی ثم مدنی کی سینے فرماتے ہیں:

حضرت مولانا تھانوی عبارت میں لفظ ”ایسا“ ذمہ ہے ہیں لفظ ”اتنا“ تو نہیں فرماتے ہیں۔ اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا۔ (الشہاب الثاقب ص ۱۲۱) اسی کتاب میں آگے فرماتے ہیں اس سے بھی اگر قطع نظر کر لیں تو لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے (ص ۱۲۱)

یعنی اس عبارت میں لفظ ”ایسا“ تشبیہ کے لئے ہے اگر اتنا یا اس قدر ہوتا تو البتہ یہ احتمال ہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو اور چیزوں (یعنی بچوں اور پاگلوں اور جانوروں) کے برابر کر دیا۔ معاذ اللہ

نتیجہ | تو نتیجہ اور حاصل یہ نکلا کہ مولوی مرتضیٰ حسن دہلوی اور مولوی منظور احمد صاحب سنہلی کی توجیہ اور تاویل کی بنا پر مولوی حسین احمد صاحب کافر ہو جاتے ہیں اور مولوی حسین احمد کی تاویل و توجیہ کے مطابق مولوی مرتضیٰ حسن اور مولوی منظور احمد کافر ہوتے ہیں اور آج کے دیوبندی ان سب کو اپنا پیشوا اور مقتدا مان کر کیا ہوتے؟ جواب ظاہر ہے۔

ایک اور توجیہ | حفظ الایمان کی عبارت میں ایسا علم غیب سے حضور کا علم مراد نہیں بلکہ بعض مطلق علم غیب مراد ہے۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ یہ توجیہ بھی بالکل غلط ہے کیونکہ پوری عبارت یہی شہادت دے رہی ہے کہ ایسا علم غیب سے مراد حضور ہی کا علم غیب ہے اس لئے کہ شروع میں ہے پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جاتا ہے حضور کے ذمہ یہ علم غیب کا حکم کرنے میں کلام ہے تو علم غیب بھی حضور ہی کا ہونا چاہیے جس صاحب نے

زید سے دریافت کیا تو کس کے علم غیب کو حضور ہی کے اور کہا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اس عبارت میں تھانوی صاحب نے کس کا علم پوچھا ہے؟ ظاہر ہے کہ حضور ہی کا علم غیب دریافت کیا ہے اور حضور ہی کے علم غیب کی دو قسمیں کیں بعض غیب یا کل غیب کل غیب تو خود ہی بعد میں نقلاً و عقلاً باطل کر دیا۔ تو کل غیب کس کے لئے باطل کیا حضور ہی کے لئے۔ اب رہ گیا بعض غیب تو بعض کس کا علم رہا حضور ہی کا رہا اسی کے متعلق تھانوی صاحب نے کہا اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے اس عبارت میں کس کی تخصیص کی نفی کی۔ حضور ہی کی جب تخصیص نہ رہی تو شرکت و مشابہت لازم آگئی۔ اسی لئے کہا ایسا علم غیب جیسا کہ حضور کو ہے تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ لہذا اب لفظ ایسا علم غیب سے مراد کسی اور کا علم غیب ہرگز نہیں ہو سکتا حضور ہی کا علم غیب مراد ہوا اور اسی کو بچوں، پاگلوں اور جانوروں سے تشبیہ دی۔ تو یہ تو جہیہ بھی غلط ثابت ہوئی کہ ایسا علم غیب سے مراد حضور کا علم غیب نہیں بلکہ بعض مطلق علم غیب ہے۔ اور اگر لفظ ایسا تشبیہ کے لئے نہ بھی ہو بلکہ اتنا اور اس قدر کے معنی میں ہو تو بھی یہ عبارت کفر یہی ہوگی چنانچہ ملاحظہ فرمائیں۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب یعنی اتنا اور اس قدر علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ ہر اُرد و جلنے والا سمجھتا ہے کہ اس میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح توہین ہے اس لئے کہ اب اس کا مطلب یہ ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب اتنا اور اس قدر ہے جتنا بچوں، پاگلوں اور جانوروں کا ہے۔ معاذ اللہ بلاشبہ یہ عبارت کفر یہ ہے کیونکہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ترین توہین ہے۔

تھانوی صاحب کے معتقدین کہتے ہیں کہ اس عبارت میں صریح توہین تو کیا توہین

کاشائہ تک نہیں ہے تم سمجھے نہیں ہو وہ حکیم الامت تھے ان کی بات سمجھنا کوئی معمولی بات ہے وغیرہ وغیرہ۔ ان لوگوں کی خدمت میں نہایت ادب سے التماس ہے کہ اگر واقعی آپ لوگوں کے نزدیک یہ عبارت گستاخانہ نہیں اور اس میں توہین کاشائہ تک نہیں تو ازراہ دیانت اصل عبارت اور اس کے فوٹو میں نہایت ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔

### فوتو

### اصل عبارت

پھر یہ کہ آپ کی ذات متقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات دہمائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔

اب تھانوی صاحب کے معتقدین بتائیں کہ اس عبارت میں تھانوی صاحب اور ان کے علم کی توہین ہے یا نہیں؟ اگر ہے اور واقعی ہے تو تھانوی صاحب کی بالکل بعینہ اسی قسم کی عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے علم شریف کی توہین ہے یا نہیں؟ اور آپ کی توہین کفر ہے یا نہیں؟

اگر توہین نہیں ہے تو یہی عبارت تھانوی صاحب کے متعلق چھپو کر شائع کر

دیں مگر حاشا وکلا تھانوی صاحب کے معتقدین ہرگز ایسا نہیں کریں گے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر ایسا کریں گے تو تھانوی صاحب کی شان میں بہت بڑی گستاخی ہوگی۔ رہا یہ سوال کہ پھر وہی عبارت وہی الفاظ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بہت بڑی گستاخی کیوں نہیں؟ کیا یہ تھانوی صاحب کے ساتھ عقیدت اور حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عداوت کی کھلی ہوئی دلیل نہیں کہ جو الفاظ تھانوی صاحب نے حضور کے لئے استعمال کیے ہیں بعینہ وہی الفاظ تھانوی صاحب کے لئے استعمال کرنا گستاخی ہے کیا تھانوی صاحب کی شان حضور کی شان سے بڑھی ہوئی ہے۔ معاذ اللہ

**ایک مُغالطہ** | دیوبندی حضرات کہتے ہیں کہ تھانوی صاحب نے تو لفظ عالم الغیب کے اطلاق کے متعلق کہا ہے کہ اگر زید بعض علوم غیبیہ کی وجہ سے حضور کو عالم الغیب کہتا ہے تو بعض علم غیب اگرچہ تھوڑا سا ہو تو زید و عمر و بلکہ ہر بچہ اور ہر دیوانہ بلکہ جملہ حیوانات اور چوپایوں کو بھی حاصل ہے تو پھر زید سب کو عالم الغیب کہے؟

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سے علوم غیبیہ عطا فرمائے اور آپ بے عطاء الہی غیب کے عالم ہیں اور آپ کی ذات میں اس لفظ کے معنی متحقق ہیں لیکن بعض الفاظ کی خصوصیت ہوتی ہے جیسے بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت رحم والے ہیں مہربان ہیں مگر آپ کو لفظی خصوصیت کی بناء پر ”رحم“ کہنا جائز نہیں یا جیسا کہ آپ بلاشبہ عزیز و جلیل ہیں مگر آپ کو محمد عز و جل کہنا جائز نہیں۔ اسی طرح ہم بھی یہ کہتے ہیں کہ آپ کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں مگر دیوبندی حضرات تعصب اور ضد کی پٹی آنکھوں سے اتار کر حفظ الایمان کی عبارت کے الفاظ دیکھیں پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو۔ تھانوی صاحب

تو عالم الغیب کیا آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا بھی صحیح نہیں مانتے اسی لئے کہا اگر بقول زید صحیح ہو یعنی ہم تو صحیح نہیں مانتے اگر زید کے قول کے مطابق صحیح ہو تو معلوم ہوا کہ تھانوی صاحب تو علم غیب کے حکم ہی کو رد کر رہے ہیں۔ کیا حفظ الایمان کی عبارت میں علم غیب کا حکم کیا جانا ہے یا عالم الغیب کا اطلاق کیا جانا ہے۔ عبارت میں حکم کا لفظ ہے یا اطلاق عالم الغیب کا؟ پھر یہ کہنا کہ علم غیب کے اطلاق کے متعلق کہا ہے غلط ہے یا نہیں؟

## مخلصین کا مشورہ

حفظ الایمان کی اس ناپاک اور ایمان سوز عبارت کے متعلق خود تھانوی صاحب کے بعض مخلص مریدین نے بذریعہ خط تھانوی صاحب کی خدمت میں التجا کی کہ اس عبارت میں مناسب ترمیم کر دی جائے جس سے تو بین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شبہ نہ رہے۔ چنانچہ ان کے خط میں سے کچھ عبارت بعینہ نقل کی جاتی ہے

ایسے الفاظ جن میں مماثلت علمیت غیبیہ محمدیہ کو علوم مجاہدین و بہائم سے تشبیہ دی گئی ہے جو بادی النظر میں سخت سوادہی کو مشعر ہے کیوں ایسی عبارت سے رجوع نہ کر لیا جائے جس میں مخلصین حائنین جناب والا کو حق بجانب حجب دہی میں سخت دشواری ہوتی ہے۔ وہ عبارت آسمانی اور الہامی عبارت نہیں کہ جس کی مصدر صورت اور ہیئت عبارت کا بحالہ و یا بالفاظہ باقی رکھنا ضروری ہے۔

(تفسیر العنوان ص ۱)

خط کی اس عبارت سے صاف طور پر یہ واضح ہے کہ خود تھانوی صاحب کے مریدین اور حائنین کو حسب ذیل باتوں کا اعتراف ہے۔

۱۔ کہ اس عبارت میں علوم غیبیہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم مجاہدین و بہائم

سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ۲۔ اس میں سخت بے ادبی ہے۔ ۳۔ لہذا اس سے جمع کر لینا چاہیے؟ ۴۔ اس عبارت پر بحث و مناظرہ میں ہم مخلصین و حامین مخالفین و معترضین کو کوئی حق بجانب یعنی صحیح جواب نہیں دے پاتے اور یہیں سخت دشواری پیش آتی ہے۔ ۵۔ یہ کوئی آسمانی اور الہامی عبارت تو ہے نہیں جس کا انہی الفاظ کے ساتھ باقی رکھنا ضروری ہے۔

قارئین حضرات! ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ خود تھانوی صاحب ہی کے مخلصین و حامین نے ان کو کیسا عاجزانہ و مخلصانہ اور کتنا مفید مشورہ دیا تھا جس کے مان لینے سے خود تھانوی صاحب کفر سے اور ان کے مخلصین و حامین اس دشواری اور تکلیف سے نجات پا جاتے جو سنیوں کی گرفت کے وقت ان کو ہوتی ہے۔ لیکن تھانوی صاحب نے اس خیال سے کہ اگر اس مشورہ پر عبارت بدل دی تو عبارت کے کفریہ ہونے میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہے گا اور اس سے ہماری شان مجددیت میں فرق آجائے گا ان کے اس مشورے کو قبول نہ کیا۔ لیکن پھر ان کے چند خیر خواہوں نے عرض کیا جناب! آپ کی اس عبارت کے درست اور حق ہونے میں اصلاً کوئی شبہ نہیں۔ نہ اس میں کوئی بے ادبی ہے نہ اس میں کوئی تشبیہ ہے بڑی ایمان افروز عبارت ہے واہ سبحان اللہ! لیکن حضور اللہ! لوگ چونکہ بدفہم ہیں اور وہ حضور کی بات کو سمجھ نہیں سکتے۔ اس لئے آپ اس میں ترمیم فرمادیں۔ تھانوی صاحب نے فرمایا جزاکم اللہ بہت اچھا کیا تم نے پھر آنجناب نے عبارت کو بدل لیا لیکن یہ کہہ کر کہ پہلی عبارت بھی بالکل حق اور درست ہے۔ گویا بات وہیں کی وہیں رہی اے کاش! تھانوی صاحب اس عبارت کو بدلتے وقت پہلی عبارت کے غلط ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے تو یہ کر لیتے تو نہ آپس میں مناظروں اور مجادلوں کی نوبت آتی اور نہ مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کا دامن تار تار ہوتا۔ بڑے بڑے لوگوں سے بھی

غلطیاں ہو جاتی ہیں انسان کے تو خیر میں ہی خطا و نسیان ہے اور یہ مقام بھی ضد اور ہٹ و دھرمی کا نہیں تھا سر در انبیاء حبیب کبریا باعث ارض و سما حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کے تحفظ اور اپنے ایمان و کفر کا سوال تھا مگر بد نصیبی کا کیا علاج اللہ جسے توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں۔

## بدلی ہوئی عبارت

تھانوی صاحب نے حفظ الایمان کی کفریہ عبارت کو حسب ذیل الفاظ میں بدلا۔  
اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے۔ مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں۔ (تغییر العنوان ص ۳)

پہلی عبارت جس کو بدلنے کے باوجود تھانوی صاحب حق اور درست مانتے ہیں، اس کے کفریہ ہونے پر کافی بحث ہو چکی ہے اب بدلی ہوئی عبارت ہدیہ قارئین ہے۔ اس میں انہوں نے ”ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔“ کے بجائے یوں کر دیا کہ ”مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں جس سے اضعاف و پر ثبات ہوا کہ تھانوی صاحب مطلق بعض علوم غیبیہ کا حصول انبیاء کو کیا غیر انبیاء علیہم السلام کے لئے بھی مانتے ہیں دوسری جگہ ہی تھانوی صاحب نے ”علم غیب جو بلا واسطہ (یعنی ذاتی) ہو وہ تو خاص ہے حق تعالیٰ کے ساتھ اور جو بواسطہ ہو (یعنی بذریعہ وحی وغیرہ) وہ مخلوق کے لئے ہو سکتا ہے مگر اس سے مخلوق کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں۔“ (لبط البنان ص ۲)

اس عبارت میں بھی انہوں نے علم غیب جو بواسطہ یعنی بذریعہ وحی وغیرہ عطا ہو کو مخلوق کے لئے صریح طور پر مانا ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ اس سے مخلوق کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں۔ اس کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مخلوق کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں۔

لیکن یہ تو ثابت ہو گیا کہ تھانوی صاحب مخلوق کے لئے علم غیب بلکہ علوم غیبیہ عطائی کے صریح طور پر قائل ہیں۔

لیکن اب ذرا انہی کے مسک کے علماء کے ارشادات کی روشنی میں تھانوی صاحب کے متعلق فیصلہ کیجئے کہ وہ کون ٹھہرتے ہیں۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا فتویٰ:

○ علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۱۰ فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۱۱)

○ پس اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۱۱)

○ اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۱۱)

امام الوہابیہ دیوبندیہ مولوی اسماعیل دہلوی فرماتے ہیں:

○ کسی انبیاء اولیاء امام و شہید دس کے جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ

غیب کی بات جانتے ہیں بلکہ حضرت پیغمبر کے بھی جناب میں یہ عقیدہ نہ رکھے اور نہ ان کی تعریف میں ایسی بات کہے (ورنہ مشرک ہو جائے گا) تقویۃ الایمان ص ۲۵

جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا یا کوئی امام یا کوئی بزرگ غیب کی بات جانتے تھے

اور شریعت کے ادب سے منہ سے نہ کہتے تھے سودہ بڑا جھوٹا ہے بلکہ غیب کی بات

اللہ کے سوائے کوئی جانتا ہی نہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۵)

مولوی قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:

اور جب آپ کو ہی علم غیب نہیں جو کمالات بشری کے منتہا اور خاتم ہیں تو

مخلوقات میں کون رہ جاتا ہے جس کے لئے یہ کمال ثابت کیا جائے۔

(علم غیب ص ۱۵)

قارئین حضرات! ملاحظہ فرمایا آپ نے۔ تھانوی صاحب تو فرماتے ہیں کہ مطلق



بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی نصیب ہیں اور وہ علم غیب جو بواسطہ ہر وہ مخلوق کے لئے ہو سکتا ہے اور کنگو ہی صاحب اور ہلوی صاحب اور دیوبند کے مہتمم صاحب فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لئے کسی تاویل سے بھی علم غیب ثابت کرنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ جن وحی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا صریح شرک ہے اور اللہ کے سوا کسی کے متعلق بھی یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتا ہے جو یہ عقیدہ رکھے گا وہ بڑا جھوٹا اور مشرک ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ تھاوی صاحب عبارت بدل کر بھی نہ بچ سکے بلکہ اپنوں ہی کے ارشادات سے مشرک اور بڑے جھوٹے ثابت ہو گئے۔

اس ٹھوکہ لگائی گئی ہے چراغ سے

۳۔ لطیفہ! مولوی شبیر احمد صاحب کنگو ہی لکھتے ہیں

پس اس میں ہر چار ائمہ سب جملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں ہیں۔ (مسئلہ در علم غیب ص ۱۲)

مولوی شبیر احمد صاحب بخانی زیر آیت: مَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ کے تحت رقم طراز ہیں:

خلاصہ یہ ہوا کہ عام لوگوں کو بلا واسطہ کسی غیب کی یقینی اطلاع نہیں دی جاتی انبیاء علیہم السلام کو دی جاتی ہے (ص ۵۵)

مولوی قاری محمد طیب صاحب مہتمم ارا العلوم دیوبند فرماتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ جیسے علم غیب اللہ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے جس میں کوئی غیر اللہ شریک نہیں ایسے ہی اللہ کی جانب سے غیب پر مطلع ہونا رسولوں کے ساتھ مخصوص ہے جس میں کوئی غیر رسول شریک نہیں (علم غیب ص ۳۲)

یہی قاری صاحب چند سطر آگے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

کہ ہم نے رسول کو غیب پر مطلع کر دیا ہے (علم غیب ص ۳۵)

قارئین! غور فرمائیے۔ بڑے میاں تو فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں اور دو چھوٹے میاں فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع ہیں اب ان میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا یہ اُن کے ماننے والے ہی فیصلہ کر سکتے ہیں۔

۴۔ خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں وَاللّٰهُ لَا اَدْرٰی مَا یَفْعَلُ بٰی وَلَا یُکْمِلُ

اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں (براہین قاطعہ)

اس عبارت میں براہین قاطعہ کے مصنف نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک

کی نفی میں دو روایتیں پیش کی ہیں پہلی روایت کا مفہوم اس کے نزدیک یہ ہے کہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکی قسم میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ آخرت میں

کیا معاملہ ہوگا۔ دوسری روایت کی نسبت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

کی طرف کر کے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔

معاذ اللہ۔ ان دونوں روایتوں کے متعلق گفتگو کرنے سے پہلے یہ عرض ہے کہ ثابت ہوا

کہ دیوبندی حضرات کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تو اپنی عاقبت اور نہ دوسروں کی

عاقبت کا علم ہے بلکہ آپ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ العیاذ باللہ! دیوبندیو! کیا حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ آیت نہیں اتری عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا

مَحْمُودًا اور کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا لٰکِنَّ الرَّسُوْلَ وَالَّذِیْنَ

اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ط وَاُولٰٓئِکَ لَهُمُ

الْخٰیْرٰتُ ذَا وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ

(ط) وَالشّٰیْقُوْنَ اَلَا وَاَکُوْنُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ

وَالَّذِیْنَ اَتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۝ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا

عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا

اَبَدًا ۱۰ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا  
 وَجَهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ  
 دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَائِزُوْنَ ۝ يَبَشِّرُهُمْ  
 رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ  
 مُّقِيْمٌ ۚ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ۙ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَہٗ اَجْرُ  
 عَظِيْمٌ ۝ ﴿۱۲﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنَّتٍ  
 تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِہَا اَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْہَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً  
 فِيْ جَنَّتٍ عٰدِيْنَ ۙ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۚ ذٰلِكَ هُوَ  
 الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۚ ﴿۱۳﴾ لِيَدْخُلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ  
 جَنَّتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِہَا اَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْہَا ﴿۱۴﴾ اور  
 کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات نہیں ہیں کہ ہم دنیا میں آخری ہیں لیکن  
 قیامت کے دن اول ہوں گے۔ میں قیامت کے دن ساری اولاد آدم کا سردار  
 ہوں گا۔ میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا۔ سائے نبی میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔  
 میں انگوں پچھلوں میں اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا ہوں گا۔ لوگ جب خاموش ہوں  
 گے تو میں خطیب ہوں گا۔ جب مجبوس ہوں گے میں شفاعت کرنے والا ہوں گا۔  
 جب مایوس ہوں گے میں ہمت بخش خبری دینے والا ہوں گا۔ اس دن عزت و کرامت اور  
 کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ حقیقی حلقہ پہنایا جائے گا پھر میں عرش الہی کے انیس  
 طرف کھڑا ہوں گا اور میرے سوا کوئی میرے برابر اس جگہ کھڑا ہو۔ اور میں ہی پہلا وہ ہوں جو  
 جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا اور زنجیر ہلاؤں گا تو اللہ جنت کا دروازہ کھولے گا پھر مجھے  
 اس میں داخل کرے گا اور میرے ساتھ فقرا مسکین ہوں گے۔ بہشت میں سب سے اونچا  
 درجہ میرے لئے ہوگا۔ میں قیامت کے دن سائے نبیوں کا امام خطیب اور شافع ہوں گا۔

(مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

شان رسالت کے منکر و ابتداء تھا ہے بڑے مولوی خلیل احمد نے جو فرمانِ رُسل کا مفہوم سمجھا اس پر ایمان و یقین اور عقیدہ رکھتے ہوئے تم کتنی آیات قرآنی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ٹھہرتے ہو؟ آؤ ہم اہل سنت سے سنو کہ فرمانِ اقدس کا صحیح مفہوم کیا ہے۔ لا ادری کے معنی صرف یہ ہیں کہ میں بغیر تعلیمِ خداوندی کے محض اٹکل و قیاس نہیں جانتا کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا کیونکہ ادری درایت ہے اور درایت کے معنی ہیں اٹکل و قیاس سے جانتا۔ فرمایا لا ادری میں اٹکل یا قیاس سے نہیں جانتا یعنی میرا علم قیاسی یا اٹکل و پتچو نہیں بلکہ میں تعلیمِ الہی سے جانتا ہوں۔ رہی دوسری روایت اس کے معاملے میں تو تمہارے بڑے مولوی نے بدیانتی کی انتہا کر دی کہ اس کو حضرت شیخ کی طرف نسبت کر دیا کہ شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں۔ حالانکہ حضرت شیخ نے تو اس کا رد کرنے کے لئے اس کو بطور اشکال نقل فرما کر آگے اس کا رد فرمایا ہے کہ یہ روایت بے اصل اور غلط ہے اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

ابن ہبہ اشکال می آئے کہ در بعضی روایات آمدہ است کہ گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ من بندہ امیر فیدانم آنچه در پس این دیوار است بوالش آنست کہ این سخن اصلی اندر دو روایت بدین صحیح نشدہ است۔ (مدارج النبوت ص ۹)

یعنی اس جگہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں بندہ ہوں اور نہیں جانتا ہوں کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ یہ بات بے اصل ہے اور یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

قارئین حضرات! غور فرمائیے کہ جس سبب بنیاد اور غلط روایت کو حضرت شیخ نے رد کرنے کے لئے لکھا اس کو خود شیخ کی روایت کہنا کتنی جہالت اور ظلم ہے اور ایسی سبب اصل اور غلط روایت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالِ علم کا انکار کرنا حضور

کے ساتھ عداوت نہیں تو اور کیا ہے؟  
چربے خیز مقام محمد عربی مست اللہ علیہ وسلم

## توہین و تنقیض عمل رسالت علی اللہ علیہ وسلم

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مٹی کمالات کے متعلق مختصر بحث گذر چکی کہ آپؐ نے علم شریف کو جانوروں اور پالگوں کے علم کی طرح کہا گیا اور شیطان ابنیہ کے علم سے کم کہا گیا۔ اب علمی فضیلت و کمال کے متعلق علامہ شمس موہوی نے توہم صاحب انوار کی دینی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں:

۶۔ انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علم میں ہیں بلکہ ممتاز ہوتے ہیں باقی رہائیں اس میں بسا اوقات بظاہر رافضی مادی جو جانتے ہیں علماء و بزرگ تہذیبی۔  
۱۔ سید برکات اللہ علیہ السلام

تھانوی صاحب اور گنگوہی صاحب نے علم میں کیا کیا ترقی و ترقی و ترقی و ترقی میں گھٹا دیا لہذا دونوں فضیلتیں ختم ہو گئیں۔

دیوبندی حضرات اس عداوت کے شوق سے کہیں کہیں جو ان کے لئے منہاجہ و منہاجہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اتنی کمالی ظاہر میں ہی کہ اگر برابر ہو جاتا ہے یہ بلکہ جاتا ہے حقیقت میں نہیں۔

اس کے متعلق سورن پیر کے کئی طبعی حیرت خیز حقائق بیان کیے گئے ہیں انہی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں اس لئے کہ انہی امت میں اسلام کی خصوصیات و اویان کو صرف علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں اگر ان میں کوئی امتیاز سے کوئی امتیاز نہیں بھی تو کیا علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں اگر ان میں کوئی امتیاز مانتے تو علم ہی ہرگز نہ کہتے۔ لہذا معلوم ہوا کہ انہی صاحب کے نزدیک انبیاء

علیہم السلام کا امتیاز صرف علوم ہی میں منحصر ہے۔ باقی رہا عمل اس میں انبیاء اُمت سے ممتاز نہیں ہوتے اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ ٹرھ جاتے ہیں۔

حالانکہ اہل ایمان جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سجدے کا جو درجہ و مرتبہ ہے وہ امتی کی لاکھوں نمازوں کا نہیں ہو سکتا۔ حضور سید عالم کی تو بہت ہی بڑی شان ہے حضور کے صحابہ کے عمل کی یہ شان ہے کہ وہ حضور سے جو راہ خدا میں دیں اور کوئی دوسرا اُحد پہاڑ کے برابر ہونا بھی دے کر ان کے برابر نہیں ہو سکتا۔

**توہین و تنقیص مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم**

امام ابو ہاشم والدیابہ مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی کتاب ہے ”تقویۃ الایمان“ اس کے متعلق مولوی رشید احمد گنگوہی رقم طراز ہیں:

اور کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور ردّ شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا عین اسلام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱)

دیوبندیوں کے نزدیک جس کتاب کا رکھنا اور پڑھنا عین اسلام ہے اس کتاب کی چند عبارات ملاحظہ ہوں۔

## گاؤں کا زمیندار

۶۔ جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار۔ سوان معنوں میں ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۱)

کیا ٹھکانا ہے پیغمبروں کے مرتبے کا۔ اتنا بلند، اتنا برتر اور اتنا اونچا ہے کہ

قوم کے چودھری اور گاؤں کے زمیندار سے جا ملا (استغفر اللہ)

## ذرّہ ناچیز سے کمتر

۷۔ اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے درو ایک ذرّہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔  
(تقویۃ الایمان ص ۵۴)

اللہ تعالیٰ کی شان بہت بڑی ہے اس کا کون بد بخت منکر ہے لیکن عبارت میں یہ جملہ کہ سب انبیاء و اولیاء اس کے درو ایک ذرّہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں کا صاف اور صریح مطلب یہ ہے کہ ذرّہ ناچیز اس قدر کمتر نہیں جتنے انبیاء و اولیاء کمتر ہیں معاذ اللہ

## چار سے بھی ذلیل

۸۔ ہر مخلوق بڑا (نبی) ہو یا چھوٹا (غیر نبی) وہ اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی ذلیل ہے۔  
(تقویۃ الایمان ص ۱۴)

اس عبارت میں بھی جملہ ”چار سے بھی ذلیل“ ہے۔ کس قدر گستاخانہ اور لرزائینہ والا جملہ ہے کہ چار اتنا ذلیل نہیں جس قدر اللہ کے نزدیک انبیاء و اولیاء ذلیل ہیں (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ اللہ اور اُس کے رسول اور مومنین کے لئے عزت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں فرمایا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِیْهًا كَرِهَ اللّٰهُ کے نزدیک وجیہ یعنی با عزت و با وقار ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں فرمایا وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَآٰلِ الْآٰخِرَةِ کہ وہ دنیا اور آخرت میں عزت و وقار والے ہیں۔

مہاجرین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی شان میں فرمایا وَ الَّذِیْنَ آمَنُوا

وَهَاجِرُوا وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَكْثَرُ  
دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور جہاد کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا اللہ کے نزدیک ان کا بہت بڑا درجہ ہے اور یہی لوگ فائز المرام ہیں۔ افسوس کہ دیوبندیوں کے شہید نے ان آیات اور آیتوں کو انبیاء اولیاء کی شان میں وارد ہیں سب کا انکار کر کے ان کی شان ذوق ناچیز سے بھی کم کر دی اور ان کو ہمارے بھی ذلیل بنا دیا۔ معاذ اللہ۔

## بڑا بھائی

۹۔ یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے۔ سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ بہت بندہ کی اس کو چاہیے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء انبیاء امام و امام راشد سے یہ شہید یعنی پیغمبر اللہ کے مقتدیہ بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور یہ اللہ کے بندے ہیں اور ہمارے بھائی مکران کو اللہ نے بڑائی دی ہے وہ بڑے بھائی ہوئے۔ (تفسیر الایمان ص ۱۷)

اس عبارت میں غور فرمائیے مگر ہم وہ مطلب بالکل واضح ہے کہ انبیاء اولیاء اور امام وغیرہ سب انسان ہی ہیں اور ہمارے بھائی ہیں۔ یہ تو اللہ نے بڑائی یعنی فضیلت دی تو بڑے بھائی ہیں۔ اور ان کی تعظیم ہر انسان کی ہے۔ لیکن انبیاء میں حضور علیہ السلام ہی یقیناً داخل ہیں۔ ان کا جہاد و شہادت کی تعظیم سب بھائی نصیب اور آپ کی تعظیم بھی بڑے بھائی کی ہی کی جانی چاہیے۔

جب علماء اہل مذہب نے اس عبارت کو محض ان کی ان دونوں چیزوں کی بنا پر اور گستاخ و بے ادب ہونا عوام میں مشہور ہوا انہوں نے اپنے آپ کو بچانے کے



ہے کہا کہ جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر پس اتنی ہی اہمیت ہے جتنی  
بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ  
ایمان سے خارج ہے۔ (المہندہ ص ۲۷)

اگر واقعی دیوبندیوں کا عقیدہ ائمہ کی عبادت کے مطابق ہے تو اس عقیدہ سے کی  
دوسری ان کے شہید صاحب دائرہ ایمان سے خارج ہیں اور اسے اگر دیوبندی ان کو ائمہ  
ایمان سے خارج نہ مانیں تو خود دائرہ ایمان سے خارج ہر جائیں گے۔ کیونکہ جو کافر  
کو کافر نہ مانے وہ خود کافر ہے۔

## بھائی

اگر کسی شخص پر نبی کریم علیہ السلام کی بھائی کہا تو کیا علاقہ نفس کے ہے  
یا؟ (برائین کا طرہ ص ۲۷)

اس عبارت میں مولوی غلیل احمد انبٹھوی جس کی تصدیق مولوی رشید احمد  
گنگوہی نے کی کہ سچے ہیں کہ اگر کوئی شخص حضرت علیہ السلام کو ہم علیہ السلام کی  
اولاد ہونے کی وجہ سے اپنا بھائی کہے تو بالکل ٹھیک ہے نفس کے خلاف نہیں۔  
اس کے جواب میں ایک سنی عالم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص یہ کہہ دے کہ مولوی  
اشرف علی تھانوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی محمد قاسم نانوتوی، صاحبانِ بوجہ اولاد  
آدم ہونے کے تمام فرقوں، زبان، زبان، اور مسلمانوں اور یہودیوں کے بھائی  
ہیں، تو بالکل ٹھیک ہے نفس کے خلاف نہیں، تو یہ بھی حضرت اس پر غور ہونے  
اور اس کو تسلیم کریں گے؟ اور اس کو ان حضرات کے محبوب کے خلاف نہیں سمجھیں گے؟ کتنے منافق  
ہے کہ ایسے تو ہیں وہ تجھے کہ ان حضرات میں ان علیہ السلام کے متعلق یہ مبالغہ ابھر کر  
جائیں اور غور ہو کہ نفس کا حال ایسی ہے کہ اگر کسی کو ان حضرات میں سے ایک کو بھائی  
حق میں استعمال کے جائز تو سب کو بھائی کہہ دے جو ہم نے ان لوگوں کے نزدیک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ان کے مولویوں کے برابر بھی نہیں یہی وجہ ہے کہ جہاں کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا ہوتی ہو تو ان کو اچھی نہیں لگتی فوراً اٹھ کر چل دیں گے اور جہاں ان کے مولویوں کی تعریف ہو رہی ہو وہاں بڑے خوش ہوں گے اور اٹھنے کا نام نہیں لیں گے۔ ہمارا اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان کا یہ عالم ہے کہ اگر کوئی آپ کی آواز پر اپنی آواز بلند کر دے تو اس کے عمر بھر کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلے کپڑوں کو اہانتا میلے کہہ دے اسی وقت کافر ہو جائے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات تمام مومنوں کی مائیں ہیں ان سے نکاح ابداً حرام ہے۔ کیا بڑا بھائی اگر فوت ہو جائے تو اس کی بیوہ سے نکاح حرام ہے؟ کیا بڑے کی آواز پر اپنی آواز بلند کرنے سے ساری عمر کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں؟ کیا بھائی کے کپڑوں کو اہانتا میلے کہنے سے کافر ہو جاتا ہے؟۔

از حُسنِ داخو اہم توفیقِ اب      بے ادب محروم ماند از فضلِ رب  
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد      بلکہ آتش در ہمسہ آفاق زد

بے حواس ہو گئے

۱۱۔ سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلعم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوا کے منہ سے اتنی سی بات سنتے ہی مائے دہشت کے بے حواس ہو گئے  
(تلقویۃ الایمان ص ۵)

توبہ توبہ۔ قارئین حضرات غور فرمائیں کہ اس عبارت میں کس قدر گرے ہوئے الفاظ حضور سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق استعمال کئے ہیں حالانکہ آپ کی عظمت شان وہ ہے کہ معراج کی رات عین ذاتِ خداوندی کے سامنے بھی بے حواس اور بیہوش نہ ہوئے بلکہ آنکھ بھی نہ جھپکی تو ایک جنگلی کے سامنے کس طرح بے حواس ہو سکتے ہیں۔

موسىٰ زہوش رفت یک جلوہ صفات تو عین ذات می نگری و سستی  
۱۲۔ اسی طرح ایک جگہ لکھا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا حصار نہیں۔

(تقویۃ الایمان ص ۴)

کس قدر گستاخانہ عبارت ہے۔ علاوہ ازیں یہ کہ ان کو کسی چیز کا اختیار نہیں نیز بالذات  
اور بالعطا اختیار کا بھی ذکر نہیں بلکہ مطلقاً اختیار کا انکار ہے۔ دوسری جگہ لکھا ہے جو کوئی کسی  
مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا دکیل ہی سمجھ کر اس کو مانے سواس پر شرک  
ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلے کی طاقت اس کو نہ ثابت کرے  
ان دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ عالم میں کسی کے لئے اختیار اور تصرف ماننا شرک  
ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۲)

اس کا جواب آیات قرآنی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں بلکہ خود انہیں  
سے اور انہیں کے گھرانے سے پیش کرتے ہیں۔ دیوبندیوں کے سکیم الامت مولوی اشرف علی  
صاحب تھانوی فرماتے ہیں "فقد فاقہ کی یہ حالت اس پر تھی کہ تمام دنیا کے مالک تھے لیکن  
زہد نے آپ کو دنیا سے باز رکھا باوجود اس کے کہ آپ مقدور نہ تھے۔ (نشر الطیّب ص ۱۹۲)  
دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب صدقہ دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:  
آپ اصل میں بعد خدا مالک عالم ہیں۔ جمادات و دریا و حیوانات بنی آدم ہوں یا غیر  
بنی آدم۔ اگر کوئی صاحب پوچھیں گے اور نہیں ہوں گے تو شاید ہم اس بات کو آشکارا بھی کر  
دیں۔ القصہ آپ اصل میں مالک ہیں۔" (راولہ کا ملہ ص ۹)

اور بانی دارالعلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں:  
اور اس وجہ سے اس (اللہ) کو مالک حقیقی سمجھنا چاہیے۔ دوسرے مرتبہ میں رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی مالکیت سمجھیے کیونکہ اول تو رسول اللہ متفقین کے نزدیک سبب تمام فیوض  
اور واسطہ فی العروض تمام عالم کے لئے ہیں۔ (آب حیات ص ۱۸۶)

حضرت علی کے ہاتھ میں ہے اور بادشاہوں کو بادشاہی اور امیروں کو امیری ان کے فضل یعنی فیض و کرم سے ملتی ہے اور اسی کتاب کے صفحہ پر لکھا۔

ارباب این مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال و شہادت می باشند  
و این کبار اولی الاَیْدِی وَاَلْاَبْصَارِ رَامِی رسد کہ تمامی کائنات را بسوئے خود نسبت نمایند مثلاً  
ایشان رَامِی رسد کہ بگویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ماست۔

یعنی اس بلند منصب کے لوگ عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف کرنے کا اختیار کامل رکھتے ہیں ماذون مطلق ہیں ان بڑے قدرت و علم والوں کو حق پہنچتا ہے کہ تمام کائنات کو اپنی طرف نسبت کریں مثلاً ان کو حق پہنچتا ہے کہ یہ ہیں کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔

بولو و ہابو، دیو بند یو! تمہارا امام اپنے ہی قول سے مشرک ہو یا نہیں؟ کہ ان کا تصرف تام و اختیار کامل مان رہا ہے اور یہ جملہ کہ ان کو حق ہے کہ وہ کہیں کہ فرش سے عرش تک ہماری حکومت ہے بلکہ ان دونوں عبارتوں کا ایک ایک لفظ جان مہابیت و دیوبندیت پر سخت آفت و مصیبت ہے حتیٰ حکومت ہوتی ہے۔ ان کو اختیار حاصل ہوتا ہے یا نہیں؟

۱۳۔ یعنی جو کہ اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سواس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ بلائے گو کہ کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب مثلاً یوں نہ بولے اللہ و رسول چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا کہ سارا کار و بار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ یا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلاں کے دل میں کیا ہے یا فلاں نے کی شادی کب ہوگی یا فلاں نے درخت پر کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے

کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔ (تسویۃ الایمان ص ۵۶)

موسیٰ زہوش رفت بیک جلوہ صفات تو عین ذات می نگری و رستی  
۱۲۔ اسی طرح ایک جگہ لکھا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

(تقویۃ الایمان ص ۱۷)

کس قدر گستاخانہ عبارت ہے۔ علاوہ ازیں یہ کہ ان کو کسی چیز کا اختیار نہیں نیز بالذات  
اور بالعطا اختیار کا بھی ذکر نہیں بلکہ مطلقاً اختیار کا انکار ہے۔ دوسری جگہ لکھا ہے جو کوئی کسی  
مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا دلیل ہی سمجھ کر اس کو مانے سو اس پر شرک  
ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلے کی طاقت اس کو نہ ثابت کرے  
ان دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ عالم میں کسی کے لئے اختیار اور تصرف ماننا شرک  
ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۷)

اس کا جواب آیات قرآنی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں بلکہ خود انہیں  
سے اور انہیں کے گھرانے سے پیش کرتے ہیں۔ دیوبندیوں کے سیکم الامت مولوی اشرف علی  
صاحب تھانوی فرماتے ہیں "فقروفاقد کی یہ حالت اس پر تھی کہ تمام دنیا کے مالک تھے لیکن  
زہد نے آپ کو دنیا سے باز رکھا باوجود اس کے کہ آپ مقدور سمجھے تھے۔ (نشر الطیب ص ۱۹۲)

دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:  
آپ اصل میں بعد خدا مالکِ عالم ہیں۔ جادات ہوں، یا حیوانات بنی آدم ہوں یا غیر  
بنی آدم۔ اگر کوئی صاحب پوچھیں گے اور نہیں ہوں گے تو شاید ہم اس بات کو آشکارا ہی کر  
دیں۔ القصة آپ اصل میں مالک ہیں۔ (اولیٰ کلامہ ص ۹)

اور بانی دارالعلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں:  
اور اس وجہ سے اس (اللہ) کو مالکِ حقیقی سمجھنا چاہیے۔ دوسرے رتبہ میں رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی مالکیت سمجھئے کیونکہ اول تو رسول اللہ مصنفین کے نزدیک سید تمام فیوض  
اور واسطہ فی العروض تمام عالم کے لئے ہیں۔ (آب حیات ۱۸۶)

اسی صفحہ پر ہے:

کیونکہ حکم و مساطت عروض وجود روحانی ارواح مومنین جب ملوک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں تو ثمرات ان کے یعنی حرکات ارادیہ اپنے آپ ملوک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گی۔

چند سطر کے بعد فرماتے ہیں۔

چونکہ اموال ملوک مثل اموال مالک کے ملوک ہوتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اموال مومنین و مومنات میں ہر طرح کے تصرف کا اختیار معلوم ہوتا ہے۔

اکابر علماء دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں:

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں

(گلزار معرفت)

بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی زیر آیت وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ

حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بادشاہی دی

تو ”وہ جو چاہتے تھے تصرف کرتے تھے۔ (ص ۳۱۳) اور حضرت سکندر ذوالقرنین کے

بارے میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یعنی ذوالقرنین کو ان لوگوں پر ہم نے دونوں بات

کی قدرت دی جیسا کہ ہر بادشاہ ہر حاکم کو نیک و بد کی قدرت ملتی ہے چاہے خلق

کو تسک بدرانام ہو چاہے عدل و انصاف اور نیکی اختیار کر کے اپنا ذکر خیر جاری رکھے

یا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ کافر تھے ہم نے ذوالقرنین کو اختیار دیا کہ چاہے ان کو قتل

کر دے یا پہلے اسلام کی طرف دعوت دے (ص ۳۹۲) اور حضرت سلیمان علیہ السلام

کے متعلق لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا یعنی کسی کو بخشش دینا یا بدنام کرنا (ص ۵۹۱)

وہابیوں اور دیوبندیوں کے امام تو فرماتے ہیں کہ ان کو کسی چیز کا اختیار نہیں

اور جو یہ مانے کہ وہ عالم میں تصرف کر سکتے ہیں وہ مشرک ہے اور مقتدی کنبہ کہہ رہا ہے

کہ اللہ کے بعد آپ سائے عالم کے مالک ہیں اور تمام مومنین و مومنات کی فوجوں کے اور روجوں کی حرکات ارادیہ کے بھی مالک ہیں اور مالک کو اپنے ملک کی ہر چیز پر ہر طرح کے تصرف کا اختیار ہوتا ہے اور پیر و مرشد دیوبندیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امت کا پورا جہاز ہی آپ کے اختیار میں دے دیا ہے، اب آپ چاہیں ڈبائیں یا ترائیں آپ مختار ہیں اور عثمانی صاحب نے فیصلہ کر دیا کہ دنیا کے ہر بادشاہ ہر حکم کو نیک و بد کی قدرت اور اختیار ملتا ہے جو چاہے کرے چنانچہ حضرت یوسف حضرت ذوالقرنین حضرت سلیمان علیہم السلام صاحبان قدرت و اختیار و تصرف تھے چنانچہ آج بھی بادشاہوں اور حاکموں کو اپنی اپنی مملکت میں اختیار حاصل ہے جس طرح چاہیں تصرف کریں اور کرتے ہیں نتیجہ یہ نکلا کہ وہابیوں دیوبندیوں کے گرد کے فرماؤں کے مطابق چیلے سب مشرک ہوئے اور جو ان کو مشرک نہ مانیں وہ بھی مشرک ہوئے۔

حضرت علی کریم اللہ وجہہ کبرہ علیہ السلام فرمایا: اگر یہ مقولہ صحیح ہے تو اس کی ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیے۔ اسی امام الوہابید الدین نے اپنی دوسری تصنیف صراط مستقیم کے صفحہ ۱۰۷ پر فرمایا: حضرت علی کریم اللہ وجہہ کبرہ علیہ السلام نے فرمایا: اگر یہ مقولہ صحیح ہے تو اس کی ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیے۔

قطبیت و غوثیت و ابدالیت وغیرہ اسماء از عہد کرامت مہد حضرت مرتضیٰ تالقزلیؑ و دنیا ہمہ بواسطہ ایشان ست و در سلطنت سلاطین و امارت امرار ایشان داخلے ست کہ بر سیاحین عالم ملکوت مخفی نیست۔ یعنی قطبیت، غوثیت اور ابدالیت وغیرہ تمام منسوب حضرت علی مرتضیٰ کے زمانہ مبارک سے لے کر دنیا کے اختتام تک سب انہیں کے وسیلہ و واسطہ سے ہیں اور سلاطین کی سلطنت اور امیروں کی امارت میں انہیں ایسا دخل ہے جو سیاحین عالم ملکوت پر پوشیدہ نہیں۔

قارئین حضرات ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ ایک جگہ تو یہ ہے کہ جس کا نام محمدؐ یا علیؑ ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں اور دوسری جگہ یہ کہ قطب، غوث، ابدال بنانا سب

حضرت علی کے ہاتھ میں ہے اور بادشاہوں کو بادشاہی اور امیروں کو امیری ان کے دخل یعنی فیضِ کرم سے ملتی ہے اور اسی کتاب کے صفحہ پر لکھا۔

اربابِ ایں مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرفِ عالم مثال و شہادت می باشند و ایں کبار اولی الایمانی و الالبصار رومی رسد کہ تمامی کائنات را بسوئے خود نسبت نمایند مثلاً ایشان رومی رسد کہ بگویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ماست۔

یعنی اس بلند منصب کے لوگ عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف کرنے کا اختیار کامل رکھتے ہیں ماذون مطلق ہیں ان بڑے قدرت و علم والوں کو حق پہنچتا ہے کہ تمام کائنات کو اپنی طرف نسبت کریں مثلاً ان کو حق پہنچتا ہے کہ یہ کہیں کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔

بولو دہا بیو، دیو بند یو! تمہارا امام اپنے ہی قول سے مشرک ہو یا نہیں؟ کہ ان کا تصرفِ تام و اختیارِ کامل مان رہا ہے اور یہ جملہ کہ ان کو حق ہے کہ وہ کہیں کہ فرش سے عرش تک ہماری حکومت ہے بلکہ ان دونوں عبارتوں کا ایک ایک لفظ جانِ مہابیت و دیوبندیت پر سخت آفت و مصیبت ہے جبکی حکومت ہوتی ہے۔ ان کو اختیار حاصل ہوتا ہے یا نہیں؟

۱۳۔ یعنی جو کہ اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سوا اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ بلائے گو کہ کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب مثلاً یوں نہ بولے اللہ و رسول چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا کہ سارا کارِ مبارکِ جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ یا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلاں کے دل میں کیا ہے یا فلاں کی شادی کب ہوگی یا فلاں نے درخت میں کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔ (تفسیر الامیان ص ۵۷)



اس عبارت کی تین خط کشیدہ باتوں پر مختصر تبصرہ ہدیہ قارئین ہے۔

اول! جو اللہ کی شان ہے اس میں کسی کو نہ ملانے خواہ وہ کتنا ہی بڑا اور کیسا ہی مقرب ہو اگر ملائے گا تو مشرک ہوگا اس سلسلے میں چند آیات قرآنی ملاحظہ ہوں۔

۱ اَعْلَهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ غَنَىٰ كَرِيَمًا ۝۱۱۱  
اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے۔

۲ وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ اَوْ كَرِهُوا اَوْ كَرِهُوا اس پر راضی ہو  
وَرَسُولُهُ ۝۱۱۲ وَقَالُوا احْسِبْنَا اللّٰهُ جو اللہ اور اس کے رسول نے ان کو دیا تھا  
سَيُؤْتِينَنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ ۝۱۱۳ او کہتے ہیں اللہ کافی ہے اب دے گا ہمیں  
اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول۔

۳ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيْمًا ۝۱۱۴ اور وہ (اللہ) مومنوں پر بڑا مہربان ہے  
بِالْمُؤْمِنِينَ رَعُوْا وَتَرَحُّمًا ۝۱۱۵ (اور وہ رسول) مومنوں پر بڑا مشفق اور  
مہربان ہے۔

۴ اِنَّمَا وَلِيَّكُمْ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ ۝۱۱۶ سوائے اس کے نہیں کہ تمہارا مددگار اللہ  
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور اس کا رسول اور ایمان والے ہیں۔

۵ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ ۝۱۱۷ اور عزت اللہ کے لئے اور اس کے  
لِلْمُؤْمِنِيْنَ رسول کیلئے اور مومنوں کے لئے ہے۔

۶ اَطِيعُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ ۝۱۱۸ اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی

۷ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ ۝۱۱۹ اور وہ حرام نہیں مانتے ہیں جو اللہ اور  
اس کے رسول نے حرام کیا۔

۸ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ ۝۱۲۰ عنقریب دیکھے گا اللہ اور اس کا رسول تمہارے  
رَسُولُهُ عملوں کو

۹ اِذَا فَتَىٰ اللّٰهُ وَاَمْرًا ۚ جیکے فیصلہ کرے اللہ اور اس کا ارسل

کسی امر کا۔

۲۲

۱۰ لَا تَقْدَمُوا بَيْنَ يَدَيِّ اللّٰهِ ۚ اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔

۲۳

وَقَسُوْا لِهٖ

## تک عشرۃ کاملہ

اس مضمون کی بہت سی آیات ہیں۔ سہر دست دس آیات قرآنی پیش خدمت  
 ۱۔ اس پر پوچھو نام ابو بایہ والدیابنہ سے کہ غنی کرنا۔ (۲) اپنے فضل سے دینا۔ (۳) منوں  
 پر حیم ہونا۔ (۴) مدد کا ہونا۔ (۵) عزیز ہونا۔ (۶) مطاع ہونا۔ (۷) شارع ہونا۔ (۸) لوگوں کے  
 اعلان دیکھنا۔ (۹) فیصلہ کرنا۔ (۱۰) اللہ پر تقدیم نہ کرنا۔ یہ اللہ کی شانیں ہیں یا نہیں؟ اور  
 اللہ سے ان میں خود اپنے ساتھ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ملا یا ہے یا نہیں؟  
 تو اس کے مطابق تو قرآن پاک بھی شرک سے پاک نہ ہوا اور نہ قرآن پاک پر ایمان رکھنے  
 والے شرک سے بچے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

دوم رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ العیاذ باللہ کس قدر گستاخانہ لہذا  
 ہے جس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے یہ بات کہی ہے وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَقُولُوا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ یٰہ نہ کہو جو چاہے اللہ  
 اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اول تو یہ حدیث صحیح نہیں بلکہ منقطع ہے دیکھو مشکوۃ  
 شریف۔ دوم حضور نے منع فرمایا شرک نہیں کہا اس نے شرکیات میں داخل کر دیا۔  
 سوم اس سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ ہوتا  
 ہی نہیں۔ اس حدیث کا اصل مطلب پیش کرنے سے پہلے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا  
 ارشاد گرامی پیش کرتے ہیں فرمایا لَا تَقُولُوا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فُلَانٌ وَلٰکِن



آپ کی پسند اور چاہت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے کر دیا۔ فرمایا خَوَّلَ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ تو ابھی پھیر لو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف۔ سبحان اللہ کیا شانِ محبوبیت ہے۔ اور کون نہیں جانتا کہ آپ نے درختوں کو بلایا تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے انگلی کے اشارے سے چاند دو ٹوٹ کر ٹپے ہوا۔ ڈوبا ہوا سوج واپس آیا۔

تیری مرضی پاکیا سوج پھرا لٹے قدم تیری انگلی اٹھ گئی ماہ کا کلیجہ چر گیا

ہزاروں معجزات ظہور میں آئے اور جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا وہی ہو گیا۔ حکم بن عاص آپ کی مجلس میں آتا۔ آپ کلام فرماتے تو وہ منہ مار مار کر آپ کا سانگ لگایا کرتا۔ ایک دن آپ نے اس کو فرمادیا۔ كُنْ كَذَا لَكَ ایسا ہی ہو جائیں آپ کی زبان سے کلمہ کن نکلنا تھا کہ وہ ویسا ہی ہو گیا اور مرتے دم تک منہ مارتا رہا۔ ایک شخص وحی لکھتا تھا وہ مرتد ہو گیا اور مشرکوں سے مل گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق فرمادیا ان الادرض لا تقبلہ بے شک زمین اس کو قبول نہیں کرے گی۔ جب وہ مر گیا تو اس کو دفن کیا گیا مگر زمین نے باہر پھینک دیا۔ کئی مرتبہ اس کو دفن کیا گیا مگر جب بھی دفن کر کے واپس ہوتے تو قبر باہر پھینک دیتی۔ زمین نے قبول نہ کیا۔ حضرت ابو طلحہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص قبر کے باہر ہی پڑا اگل سڑ گیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا حج ہر سال فرض ہے؟ فرمایا لا و لو قلت نعم لوجبت نہیں اور اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال ہی فرض ہو جاتا۔ بیشمار دلائل ہیں مگر لا یتستوی الاعلیٰ والبعصر۔

سوم۔ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔ معاذ اللہ۔ ذرا اس جملہ کو دیکھئے۔ رسول کو کیا خبر۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کا سینہ بغض و عداوتِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرا ہوا ہے۔ عقیدت و محبت اور ادب و احترام سے یکسر خالی۔ بے ادب بے نصیب۔ اس سلسلے میں اسی بے ادب کے گھرانے کی چند عبارات پر

اکتفا کرتا ہوں کیونکہ اس پر پہلے بھی بحث ہو چکی ہے۔ تھانوی صاحب کی عبارات گزر چکی ہیں وہ تو کہتے ہیں کہ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مخبون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے اور تھانوی صاحب کے امام دہلوی صاحب کہتے ہیں۔ رسول کو کیا خبر یعنی تھانوی صاحب تو ایرہ غیرہ اور ہر نابالغ بچے اور ہر پاگل اور تمام چوپایوں اور حیوانوں کے لئے بھی بعض علوم غیبیہ مان رہے ہیں اور یہ کہتا ہے کہ رسول کو کیا خبر اب ان کے ماننے والے ہی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا؟

اکابر علماء دیوبند کے پیروم شد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں:  
لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہے اصل میں یہ علم حق ہے  
(شما تم امدادیہ ص ۱۵۱ امداد المشتاق ص ۷)

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں:  
علوم اولین مثلاً اور ہیں اور علوم آخرین اور لیکن وہ سب علوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مجتمع ہیں (تخذیر الناس ص ۱۲)

مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی فرماتے ہیں:  
یعنی یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے یا اللہ کے اسما و صفات سے یا احکام شریعہ سے یا مذاہب کی حقیقت و بطلان سے یا جنت و دوزخ کے احوال سے یا واقعات بعد الموت سے اور ان چیزوں کے بتلانے میں ذرا بخل نہیں کرتا۔ (حاشیہ قرآن کریم زیر آیت وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ) لیجئے فیصلہ کیجئے۔ گروہی تو یہ فرما رہے ہیں رسول کو کیا خبر۔ اور گروہی کے ماننے والے کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علوم اولین و آخرین کے جامع اور ہر قسم کے

غیوب کی خبر دینے والے میں ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے غیوب جمع غریب کی ہے اور اس پر الفاظ ہر قسم کے اور آگے ماضی و مستقبل سے متعلق ہوں تو محال یہ ہوا کہ ماکان و مایکون کے ہر قسم کے غیوب کی نسبت تشبیہ تو ان کے رسول کو کوئی خبر ہی نہیں تو پھر وہ ہر قسم کے غیوب کی خبر کیسے دے سکتے ہیں کہ خود خبر نہ ہو وہ دوسرے کو کیا خبر دے گا۔ مولوی محمد اسماعیل کو ماننے والو اور اس کی کتاب تقویۃ الایمان کو صین اسلام اور ایمان جاننے والو اب بتاؤ

اگر تقویۃ الایمان صین اسلام اور ایمان ہے تو پھر اس کے خلاف علماء و بزرگوار ان کے پیروم و مشد کی عبارات ضرور کفر ہوں گی اور اگر ان کی عبارات اسلام اور ایمان کے مطابق ہیں تو پھر تقویۃ الایمان کی عبارات کفر ہوں گی۔ فیصلہ تم پر ہے۔

۱۴- یعنی اللہ سے زبردست کے ہوتے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارہ لوگوں کو ثابت کیجئے۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۹)

اس عبارت میں خط کشیدہ الفاظ کو دیکھئے۔ چونکہ اہل سنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور قبولان الہی کو پکارتے ہیں یعنی بارہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا غوث وغیرہ کہتے ہیں تو اس عبارت میں ان کو تو عاجز اور ناکارہ اور اللہ تعالیٰ کو بڑا شخص کہا ہے۔ معاذ اللہ۔ اور پکارنا بے انصافی قرار دیا ہے۔

انبیاء و اولیاء کو عاجز اور ناکارہ کہنا کتنی بڑی گستاخی اور بے ادبی ہے اور اللہ تعالیٰ کو بڑا شخص کہنا سب لوگ جانتے ہیں کہ لفظ شخص کا استعمال عام طور پر انسان اور آدمی کے لئے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو کوئی بھی شخص نہیں کہتا تو اس بے ادب نے اللہ تعالیٰ کو بھی بڑا آدمی بنا دیا۔ اس سے بڑا نبیاء و اولیاء کی بے ادبی کا ہی نتیجہ ہوتا ہے جو ان کی عظمت و شانہ و جلال پر اللہ تعالیٰ کی عظمت و شانہ کو کیا جان سکے گا۔

اس سلسلے میں بھی گروہی کے ماننے والوں کا پکارنا پیش کیا جاتا ہے تاکہ گروہی کے فرمان کے مطابق ان کے ماننے والے بے انصاف یعنی ظالم قرار پائیں۔

مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کا پکارنا:

کروڑوں جُرموں کے آگے یہ نام کا اسلام کرے گا یا نبی اللہ مجھ پہ کیسا پکار  
مدد کراے کرم احمدی کہ تیرے ہوا نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار  
(قصائد قاسمی ص ۶)

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی پکار:

يا شفيع العباد خذ بيدي انت في الاضطرار معتمدی  
اے بندوں کی شفاعت کرنے والے میری دستگیری فرمائیے۔ آپ مشکلات میں میری آخری امید گاہ ہیں۔

ليس لي ملجاء سواك اغث مسني الضر سیدی وسندی  
آپ کے سوا میرا کوئی ملجا و مددگار نہیں۔ اے میرے آقا میری فریاد سنئے۔ میں سخت تکلیف میں مبتلا ہوں۔  
(نثر الطیب)

عاجی امداد اللہ صاحب کی فریاد:

یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے اے حبیب کبریا فریاد ہے  
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل اے میرے شکل کشا فریاد ہے  
(نالہ امداد غریب ص ۲۲)

۱۵۔ یہی پکارنا اور غمیں بانی اور نذر پکار کر فی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی  
تسلیم ہی ان دشمنین عربیہ کو کفر و شرک، ظلم و ستم کوئی کمی سے یہ معاملہ کرے گو کہ  
اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو اللہ ہی اور وہ شرک میں برابر ہے۔ (تقویۃ الایمان  
صفحہ ۱) استغفر اللہ استغفر اللہ۔

قارئین حضرات! اس عبارت کو دیکھئے اس کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین عرب کا کفر و شرک پانچ باتیں تھیں وہ اپنے بتوں کو پکارتے تھے انکی فتیں مانتے تھے۔ اُن کی نذر و نیاز کرتے تھے ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھتے تھے۔ سو جو کوئی یہ معاملہ انبیاء اولیاء سے کرے گو کہ اُن کو اللہ کے برابر نہ جانے معبود نہ مانے بلکہ اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے وہ اور ابوجہل شرک میں برابر ہے گویا وہ دوسرا ابوجہل ہے۔ ظالم نے انتہا کر دی ظلم و ستم کی۔ عرب کے مشرکین اپنے بتوں کو معبود مانتے تھے اور معبودان کریم سب کچھ اُن کے لئے کرتے تھے اور کہتے کہ نبود مجھ کو اس کو پکارنا اس کی نذر و نیاز وغیرہ کرنا بلاشبہ شرک ہے مگر حاشا وکلا کوئی مسلمان، انبیاء و اولیاء کو معبود نہیں مانتا اور معبود سمجھ کر اُن کو نہیں پکارتا اور ان کی نذر و نیاز نہیں کرتا پھر اس بنیادی فرق کو جس پر ایمان و کفر کا مدار ہے۔ نظر انداز کر کے مسلمانوں کو مشرکین کے ساتھ ملا دینا اور انبیاء و اولیاء کو بتوں کے ساتھ ملا دینا کتنا بڑا ظلم ہے اور فرمان باری تعالیٰ ہے وَالظَّالِمِينَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا اور ظالموں کے واسطے دردناک عذاب تیار ہے۔

علاوہ انہیں کجا پتھروں کی مورتیاں اور کجا انبیاء اولیاء۔ پتھر کی مورتیوں کو اللہ تعالیٰ نے کوئی قدرت کوئی طاقت کوئی اختیار نہیں دیا۔ ان کو ہمارا وکیل اور سفارشی نہیں بنایا مگر انبیاء و اولیاء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بڑی قدرتیں۔ بڑی طاقتیں اور اختیارات عطا فرمائے ہیں اور ان کو ہمارا وکیل اور سفارشی بنایا ہے۔

اب ان پانچوں کے متعلق بھی گرو جی کے ماننے والوں کے ہی حوالے پیش کئے جاتے ہیں تاکہ پتہ چلے کہ ان کے ماننے والے خود انہی کے قول کے مطابق ابوجہل جیسے مشرک ہیں۔ پہلی بات پکارنا۔ اس سلسلے میں نانوتومی صاحب۔ تھانوی صاحب۔ حضرت حاجی صاحب کا پکارنا گزر چکا ہے گرو جی کے قول کے مطابق یہ تینوں حضرات تو ابوجہل کے برابر مشرک قرار پا چکے ہیں لیکن ایک ضرب اور باقی ہے جو بہت زیادہ



سخت ہے وہ بھی لگا ہی دوں۔ جناب گرو جی کے جد امجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث  
دہلوی بھی گرو جی کے فتوے سے نہیں بچے ملاحظہ ہو۔

وصلے علیک اللہ ویاخیر خلقہ

ویاخیر مامول ویاخیر واهب

اے بہترین کائنات آپ پر اللہ کا درود ہو۔ اے بہترین امیدگاہ اور بہترین  
عطا فرمانے والے:

ویاخیر من یرجی لکشف رزیتہ

ومن جودہ فناق جود السحاب

اور اے وہ بہترین جن سے سختی و مصیبت کے دفع ہونے کی امید کی جاتی ہے  
اور اے وہ کہ جن کی سخاوت برسنے والے بادلوں سے بہت زیادہ ہے۔

وانت مجیر من ہجوم مملۃ

اذا الشبت فی القلوب شر المخاب

اور آپ سختی کے حملوں سے پناہ دینے والے ہیں جبکہ بدترین مصیبتیں آئیں  
(لطیف النغم ص ۲۳)

منتیں ماننا اور نذر و نیاز کرنی۔

یہی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ میرے والد امجد  
حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد امجد  
شریف کی زیارت کے لئے قصبہ ڈاسند میں قریب ایک سو گئے۔ رات کو ایک مایہ ناز  
آیا کہ اس حالت میں فرمایا کہ مخدوم صاحب ہماری ضیافت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں  
کہ کچھ کھا کے جانا چنانچہ آپ اور آپ کے ساتھی مزار شریف پر ٹوک گئے اور باقی  
سب لوگ چلے گئے یہ دیکھ کر آپ کے ساتھی رنجیدہ و غماض ہوئے۔ اس وقت ایک

عورت سر پر طبق رکھے ہوئے جسیں چاول اور مٹھائی تھی، آئی  
 وگفت نذر کردہ بودم کہ اگر اور کہا کہ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا شوہر ایس  
 زوج من بیاید ہماں ساعتے ایں آجائے تو میں اسی وقت یہ کھانا مخدوم اللہ دیہ  
 طعام پختہ بنشیندگان درگاہ کی درگاہ پر بیٹھنے والوں کو پہنچاؤں گی۔ میرا  
 مخدوم اللہ دیہ رسام۔ دریں وقت شوہر اس وقت آیا ہے تو میں نے یہ منت  
 آمد نذریا کروم و آرزو کروم کہ پوری کی ہے۔ میری منت تھی کہ کوئی دہاں  
 کسے آں جا باشد تناول کند موجود ہو جو اس کھانے کو کھالے (چنانچہ  
 (الفاصل العاقین ص ۴۵) ان سب نے کھایا)

اور یہی شاہ صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں:  
 وشیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے دودھ چاول کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے ان  
 بقصد ایصال ثواب بروح ایشان کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے پکانے  
 پزند و بخوراند مضائقہ نیست جائز است اور کھانے میں ہرچ نہیں ہے جائز ہے اور اگر  
 و اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شود اغنیاء کسی بزرگ کے نام کی فاتحہ دی جائے تو  
 راہم خوردن جائز است۔ مالداروں کو بھی کھانا جائز ہے۔  
 (زبدۃ النصاب ص ۱۳۲)

۱۔ جناب گرو جی کے چچا بزرگ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ  
 اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت امیر و ذریت طاہرہ حضرت علی اور ان کی اولاد پاک کو تمام امتداد  
 و تمام امت بر مثال پیراں و امت بیروں مرشدوں کی طرح مانتے ہیں اور  
 مرشدان ہی پرستند و امور کو مینہ را ٹکوبینی امور کو ان حضرات کے ساتھ وابستہ جانتے  
 جائز است و البتہ میدانند و فاتحہ و درود ہیں اور نہایت دور و صدقے اور نذر و نیاز

و صدقت و نذر بنام ایشاں رائج ان کے نام کی ہمیشہ کرتے ہیں چنانچہ تمام  
و معمول گردیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اولیاء اللہ کا یہی حال ہے۔  
اللہ تعالیٰ میں معاملہ است۔ (تحفہ اشاعتیہ ص ۳۹۶)

یہی حضرت شاہ صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں:

طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت وہ کھانا جو حضرت امام حسن و حسین کی نیاز کے  
امامین نمایند بر آں فاتحہ و قل درود لئے پکایا جائے اور اس پر فاتحہ، قل شریف اور  
خواندن تبرک می شود خوردن اولیاء درود شریف پڑھا جائے وہ تبرک ہو جاتا ہے او  
خوبست (فتاویٰ عزیزیہ ص ۵۵) اس کا کھانا بہت ہی اچھا ہے۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں:

کہ بعض یاران طریقت حضرت ایشاں نے ایک مکان خرید اور بطور خود اس  
کی تعمیر کی اور حضرت ایشاں (یعنی حاجی امداد اللہ صاحب) کے نزدیک (امداد اللہ المشاق ص ۲۲)  
مولوی صادق الیقین فرماتے ہیں جب ثنوی شریف ختم ہو گئی (حاجی امداد اللہ  
صاحب نے حکم شربت بنانے کا دیا اور فرمایا اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی  
کیا وہ گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بدلتا شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا  
کہ نیاز کے دو معنی ہیں ایک بجز زندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسرے کے واسطے نہیں  
ہے بلکہ ناجائز شرک ہے اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا  
یہ جائز ہے لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے؟ (امداد اللہ المشاق ص ۹۲)  
یہی حاجی امداد اللہ صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

طریق نذر و نیاز قدیم زمانے سے جاری ہے، اس زمانے کے لوگ انھیں

کرتے ہیں۔ (امداد اللہ المشاق ص ۹۲)

مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:

بزرگوں کو جو نذر دیا جاتا ہے وہ بڑے بڑے اور دیرینہ ہے اور جو نذر تھوڑا سا دیا جاتا ہے

کی نذر ہے تو اس کے اگر یہ معنی ہیں کہ اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچے تو صدقہ ہے درست ہے۔  
(فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۱)

دروغ گوراء حافظہ نباشد کی دوسری مثال خود گرجی اپنے ہی قول سے مثل ابو جہل ہو گئے۔ ملاحظہ فرمائیے گرجی کے ارشادات:

اول طالب را باید کہ با وضو  
دور از نور نماز بنشیند و فاتحہ بنام کابر  
پہلے طالب کو چاہیے کہ با وضو دور از نور  
کے طریقے پر بیٹھے اور اس طریقہ (چشتیہ) کے  
اکابر یعنی حضرت خواجہ معین الدین بخری اور  
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما  
کے نام کی فاتحہ پڑھ کر درگاہ الہی میں ان  
بزرگوں کے وسیلہ و واسطہ سے التجا کرے  
اور انتہائی عجز و نیاز اور کمال تضرع و  
زاری کے ساتھ اپنے حل مشکل کی دعا کر کے  
دو ضربی ذکر شروع کرے۔

(صراط مستقیم ص ۱۱)

پس در خوبی اینقدر امرار امور  
مرسومہ فاتحہ با و اعراض و نذر و نیاز اموات  
شک شبہ نیست۔ (صراط مستقیم ص ۵۵)

تقویۃ الایمان میں تو لکھا کہ نسبتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی یہی ان مشرکین عرب کا  
کفر و شرک تھا اور یہاں اپنے چھوٹوں بڑوں کے ساتھ خود بھی یہ لکھا کہ اکابر بزرگوں کے  
نام کی فاتحہ پڑھے۔ اور ان بزرگوں کے وسیلہ و واسطہ سے درگاہ الہی میں التجا کرے  
اور نذر و نیاز اموات کی خوبی میں شک و شبہ بھی نہ کرے۔

وکیل اور سفارشی سمجھنا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مقربان الہی بلاشبہ  
مومنوں کے وکیل اور سفارشی ہیں اس پر بہت سی آیات اور احادیث موجود ہیں اور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو شفاعتِ کبریٰ کے مالک ہیں اور الحمد للہ مومن ان کو اپنا وکیل اور شفیع سمجھتے ہیں لیکن یہ بھی حق ہے کہ وہ کافروں، مشرکوں اور ظالموں کے وکیل اور سفارشی نہیں ہیں اور نہ ہوں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا آنتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ (۹)

اور آپ ان مشرکوں پر وکیل نہیں ہیں۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا (۱۵)

اور ہم نے آپ کو ان رنہ ماننے والوں پر وکیل بنا کر نہیں بھیجا۔

أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ ۚ أَفَأَنْتَ تَكُونُ

عَلَيْهِ وَكِيلًا ۚ (۱۹)

کیا آپ نے اس کو دیکھا جس نے اپنی خواہش نفسانی کو اپنا خدا بنالیا تو کیا آپ ہوں گے اس پر وکیل۔

ان تین آیات سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں، منکروں اور خواہش پرستوں کے وکیل نہیں آپ مومنوں اور غلاموں کے وکیل ہیں۔ اور انشاء اللہ ہوں گے۔

وَمَا لَدُنْكَ بِهِمْ بِرَبٍّ وَلَا لَشَيْءٍ رَّبٍّ  
اور ظالموں کا نہ کوئی دوست اور نہ کوئی خدا ہے۔

فَمَا تَتَّبِعُهُمْ تَفْصَاحَةً ۖ السَّافِهِينَ رِبِّهِمْ  
تو ایسا کیا تو ان سفارشچیوں کی سفارشیں لے کر نہ لے کر

پہلی آیت سے ثابت ہوا کہ ظالموں، کافروں کا کوئی دوست اور سفارشی نہیں  
ہاں مومنوں کے دوست، کار اور سفارشی ہوتے ہیں اور مومنوں کے

دوسری آیت سے ثابت ہوا کہ سفارشچیوں کے لئے ہر چیز اور ہر شے اور ہر

اور ملائکہ وغیرہ جو باذن اللہ شافع ہیں اُن کی سفارشیں کافروں کو نفع نہ دیں گی۔ ہاں  
مومنوں کو نفع دیں گی۔ اسی لئے مومن اُن کے سفارشی ہونے پر ایمان و یقین رکھتے ہیں  
اور میں نے تو تقویۃ الایمان کے ماننے والوں پر یہ ثابت کرنا ہے کہ اس کے اقوال  
کی رُسے نہ تم بچتے ہو نہ تمہارے علماء اور نہ خود تقویۃ الایمان والا۔ بلکہ سب کے  
سب مثل ابو جہل مشرک قرار پاتے ہیں۔ چنانچہ یہ غلط ہو:

سب سے پہلے خود تقویۃ الایمان والے کی سنیے۔ رقم طراز ہیں:

و نیز سالک اس سلوک را باید که	و نیز سالک اس سلوک کو چاہیے کہ انبیا اور
در ادلے حقوق انبیا و اولیا بلکہ سائر مومنین	ادلیا بلکہ تمام مومنین کے حقوق اور تعظیم کے
و تعظیم ایشان کوشش بلیغ کند کہ ہر	اداکر ان میں انتہائی کوشش کرے کہ وہ
ایشان سامعی و شافع رُسے شوند و سعی و	سب اس کے واسطے کوشش اور شفاعت
شفاعت انبیا و اولیا پر ظاہر است	کرنے والے ہیں اور انبیا و اولیا کی کوشش
(صراط مستقیم ص ۳۸)	اور شفاعت تو نہایت ظاہر ہے۔

دوسرے مقام پر اہل اللہ صاحبان مقام و صل کے تین طبقے کر کے پہلے طبقے  
کے متعلق لکھا کہ وہ اضیٰ برضا ہیں۔ دوسرے طبقے کے متعلق لکھتے ہیں:

و قوت و کج و در عرض حاجات و	اور وہ مرا طبقہ عرض حاجات و صل
استحلال شکایات و غلبہ مرغوبات است و	شکایات و طلب مرغوبات و دفع مکر و ہات
مکر و ہات و سعی و در شفاعات بنا بر استحکام عقلا	اور شفاعات میں سعی و کوشش کرنے میں بنا
و بدویت و اظہار حاجت کہ شعار بندگی است	برا سوا کام عذر و جہودیت و اظہار حاجت
و بنا بر رحمت بر اہل اضطراب و الیما جانان	کے جو بندہ ہونے کا شعار ہے و اہل اضطراب
چالاک و سرگرم و بیانش۔	اور حاجت مندوں پر رحمت و شفقت کرنے
(صراط مستقیم ص ۱۲۲)	کے لئے چست و چالاک اور سرگرم ہونا ہے۔



عطا کی گئی ہے جو تمام عالم کے واسطے فضل حساب کے لئے ہوگی اور وہ آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہے (نشر الطیّب ص ۲۱) تیسری جگہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور سب (شفاعت کرنے والوں) سے پہلا شفاعت کرنے والا ہوں گا اور سب سے اول میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ (نشر الطیّب ص ۲۱) یعنی اور بھی شفاعت کرنے والے ہوں گے مگر میں اول شفیع ہوں گا۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی دیوبندیوں کے مربی خلافت فرماتے ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لدی شریف میں قبلہ کی طرف چہرہ مبارک کئے لیٹے تصور کرے اور کہے السلام علیک یا رسول اللہ الخ اور پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دُعا کرے اور شفاعت چاہے کہے یا رسول اللہ استألك الشفاعة وانتوسل بک الى الله یا رسول اللہ میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں اور آپ کو اللہ کی طرف وسیلہ بناتا ہوں پھر حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر سلام بھیجے اور اس میں یہ کہے جُئنا کما نتوسل بکما الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیشفع لنا ویدعولنا دینا کہ ہم آپ دونوں کے پاس حاضر ہوئے اور آپ دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وسیلہ بناتے ہیں تاکہ حضور ہماری شفاعت فرمائیں اور ہمارے لئے ہمارے رب سے دُعا کریں (زبدۃ المناسک ص ۱۴) دیوبندیوں کے قاسم العلوم د الخیرات مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی فرماتے ہیں :-

کنیل ہرم اگر آپ کی شفاعت ہو تو قاسمی بھی طریقہ ہوصوفیوں میں ملے  
گناہ کیا ہے اگر کچھ گناہ کئے ہیں نے تجھے شفیع کہے کون گنہ گروں بدکار  
یہ سن کے آپ شفیع گناہ گاراں ہیں کئے ہیں میں نے اکٹھے گناہ کے انبا  
(قصائد قاسمی ص ۱)

تبلیغی جماعت کے ہیڈ مولوی محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں :



زائرین کو چاہیے کہ بہت کثرت دعا میں مانگیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ چریں اور حضور سے شفاعت چاہیں کہ حضور کی ذات اقدس ایسی ہی ہے کہ جب ان کے ذریعہ سے شفاعت چاہی جائے تو حق تعالیٰ قبول فرمائیں۔ (فضائل حج ص ۱۵۶)

لیجیے تقویۃ الایمان والے کے ساتھ ان حضرات کو بھی شامل کر لیجیے اور سب کو مس ابوہل مشرک سمجھیے۔

دہائیوں میں شرم کا کچھ بھی اثر نہیں ہے اعتراض غیروں پہ اپنی خبر نہیں

۱۶۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِيْ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ (قرآن ۱۶)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر کہ اس کو یہی حکم بھیجا کہ بے شک بات یوں ہے کہ کوئی ماننے کے لائق نہیں سوائے میرے سونددگی کرو میری۔

ف۔ یعنی جتنے پیغمبر آئے ہیں سو وہ اللہ کی طرف سے ہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانے اور اس کے سوائے کسی کو نہ مانے۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۴)

قارئین حضرات۔ آپ نے آیت قرآنی اور اس کا ترجمہ اور ترجمہ سے حاصل شدہ فائدہ جو تقویۃ الایمان کے مصنف نے لکھا ہے ملاحظہ فرمایا۔ ترجمہ کی عبارت میں خط کثیدہ الفاظ کو دیکھئے کہ کوئی ماننے کے لائق نہیں سوائے میرے۔ یہ ترجمہ کیا ہے لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا کا جو بالکل غلط ہے۔ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے میرے۔ اس کے بعد فائدہ کی عبارت میں خط کثیدہ الفاظ دیکھئے کہ اللہ کو مانے اور اس کے سوائے کسی کو نہ مانے۔ جس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ نہ رسولوں کو مانے نہ ان کے معجزات کو۔ نہ اولیا کو مانے نہ ان کی کرامات کو نہ اللہ کی کتابوں کو نہ فرشتوں کو نہ قیامت کو نہ جنت و دوزخ کو نہ تقدیر وغیرہ کو کیونکہ یہ سب اللہ کے سوا ہیں

اور سائے رسول اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ ماننے لہذا اگر مانے گا تو حکم الہی کے بھی خلاف ہوگا اور سائے رسولوں کے بھی خلاف ہوگا اور جو اللہ اور اس کے رسولوں کی مخالفت کرے وہ مؤمن نہیں۔

تیسرے۔ جب سائے رسول اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانے اور اس کے سوائے کسی کو نہ مانے تو یہ تقویۃ الایمان والا بھی تو اللہ کے سوا ہے لہذا جو اس کو مانے گا اور اس کی باتوں کو حق سمجھے گا وہ بھی حکم الہی اور سائے رسولوں کا مخالف ہوگا۔

پوری کتاب تقویۃ الایمان کفر و شرک سے بھری ہوئی ہے۔ اس کے مکمل اور مدلل رد میں لاجواب کتاب اخیب البیان رد تقویۃ الایمان مصنفہ صد الفاضل علامہ سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی علیہ الرحمۃ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۷۔ تقویۃ الایمان کے مصنف کی ایک اور سیلے۔ اس نے اپنی کتاب صراط مستقیم میں فصل قائم کی۔ فصل سوم در ذکر مخلاّت عبادت یعنی تیسری فصل عبادت میں فصل انداز چیزوں کے بیان میں اس فصل کے تحت فصل انداز چیزوں کا اجمالی و تفصیلی بیان کیا ہے اس میں لکھا ہے:

بمقتضائے ظلمات بغضاً فوق بغض از و سوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است و صرف ہمت بسوسے شیخ و امثال آں از معظمین گوجناب رسالتا بانشد پندیں مرتبہ بدتر از استغراق و صوئت گاؤں خرم و داست کہ خیال آں بالتعظیم و اجلال بسیدائے دل انسان می چسپد بخلاف خیال گاؤں و خر کہ نہ آں قدر چسپیدگی می بود نہ تعظیم بلکہ مہان و محترم بود و ایں تعظیم و اجلال غیر کہ در نماز ملحوظ مقصود می شود بشرک می کشد۔

(صراط مستقیم ص ۵۵)

یعنی بعض ظلمات بعض ظلمتوں پر فوقیت رکھتی ہیں کہ اقتضائے مطابق زمانہ کے دوسرے سے

اپنی بی بی سے صحبت کرنے کا خیال بہتر ہے اور پیر یا اس کے مثل بزرگوں کی طرف توجہ کرنا اگرچہ جنابِ سالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں بہت ہی زیادہ بدتر ہے اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے اس لئے کہ ان کا خیال تعظیم و بزرگی کے ساتھ آتا ہے اور انسان کے دل سے چٹ جاتا ہے۔ بخلاف بیل اور گدھے کے خیال کے کہ نہ اس قدر دلچسپی ہوتی ہے نہ تعظیم بلکہ حقیقہ و ذلیل ہوتا ہے اور یہ تعظیم و اجلال غیر کہ نماز میں ملحوظ و مقصود ہوتی ہے شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔ اس ناپاک عبارت میں غور کیجئے کہ زنا کے دوسرے بیوی کے ساتھ صحبت کرنے کا خیال تو بہتر ہے لیکن بزرگانِ دین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ اور خیال کرنا بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بد بہا بدتر ہے۔ اس میں بزرگانِ دین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی سخت توہین ہے۔ العیاذ باللہ۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال کو بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بد بہا بدتر اس لئے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال چونکہ تعظیم کے ساتھ آتا ہے اور نماز میں غیر کی تعظیم شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے۔ چنانچہ عبارت کے یہ الفاظ پیش نظر میں کہ خیال آں بالتعظیم و اجلال دیکھئے ان الفاظ میں خیال آں ہے کہ ان کا خیال تعظیم و اجلال کے ساتھ آتا ہے اور بیل گدھے کے خیال میں تعظیم نہیں ہوتی بلکہ تحقیر ہوتی ہے اس لئے وہ اتنا برا نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی اور ان کے ہنے والوں کی نماز کیسے ہوگی۔ اس لئے کہ نماز میں قرآن شریف پڑھنا فرض ہے اور اگر قرآن شریف کی ایسی آیات یا صورت پڑھیں گے جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توصیف یا اسم مبارک کا ذکر ہوگا تو خیال ضرور آئے گا خاص کر التحیات میں تو آپ پر سلام بھیجا جاتا ہے اور آپ کی رسالت کی شہادت دی جاتی ہے اور پھر آپ پر اور آپ کی آل پر درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ اس وقت تو آپ کا خیال ضرور آتا ہے

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کو سلام کہا جائے۔ آپ کی رسالت کی گواہی دی جائے آپ پر درود شریف پڑھا جائے اور آپ کا خیال دل میں نہ آئے؟ اب خیال کی دوسری صورتیں ہیں تعظیم کے ساتھ آنے کا یا تحقیر کے ساتھ؟ اگر تعظیم کے ساتھ آیا تو شرک کی طرف کھینچ گیا پھر نماز کہاں ہوئی اور اگر حقارت کے ساتھ آیا تو کفر ہوا پھر کسی نماز کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر یقیناً کفر ہے۔ اب اس کفر و شرک سے بچنے کے لئے تیسری صورت یہ ہے کہ التحیات ہی نہ پڑھے مگر مصیبت یہ ہے کہ اس صورت میں بھی نماز نہ ہوگی کیونکہ نماز میں التحیات پڑھنا واجب ہے اور واجب کے قصد ترک پر نماز باطوری نہیں ہوتی۔ اب بتائیے کہ ان لوگوں کی نماز کیسے ہوگی؟ یعنی التحیات پڑھیں تو بھی نہیں ہوتی نہ پڑھیں تو بھی نہیں ہوتی۔ جب ان کی اپنی ہی نماز نہ ہوئی تو ان کے پیچھے کب ہوگی؟

خلاصہ یہ ہوا کہ مولوی اسماعیل دہلوی کے اس قول کی بنا پر نماز تو کسی دیوبندی دہلوی کی ہوگی ہی نہیں ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ التحیات نہ پڑھنے کی صورت میں شاید کفر و شرک سے بچ جائیں نماز ہو یا نہ ہو۔ لاجول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا یہ وبال ہے کہ نماز ہی سے محروم ہو گئے۔

۱۸۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم شفیع معظم نور مجسم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا اور اس کے معنی معین ہیں اور وہ ہیں آخر الانبیاء اور اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام۔ تابعین تبع تابعین۔ ائمہ مجتہدین ائمہ لغت و حدیث و تفسیر اور ساری امت کا اجماع و اتفاق ہے چنانچہ مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نے اپنی تصنیف ختم نبوت کامل کے صفحہ ۷۷ پر لغات عربیہ کے حوالے پیش کرنے کے بعد فرمایا:

لغت عرب کے غیر محدود و فتریں سے چند اقوال ائمہ لغت اور بطور مشتمل نمونہ

از غروائے پیش کئے گئے ہیں جن سے انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین کو یقین ہو گیا ہوگا کہ از روئے لغت عرب آیت مذکورہ میں خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہوا اور کچھ نہیں ہو سکتے اور لفظ خاتم کے معنی آیت میں آخر اور ختم کرنے والے کے علاوہ ہرگز مراد نہیں بن سکتے۔ اس کے بعد احادیث مبارکہ پیش کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

خلاصہ یہ کہ آیت خاتم النبیین کے معنی جو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہیں بتلائے وہ یہی ہیں کہ آپ سب انبیاء میں آخری نبی اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں (صفحہ ۹)۔

اس کے بعد صحابہ و تابعین اور ائمہ امت کے تفسیری اقوال پیش کرنے کے بعد حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر پیش کرتے ہیں (ترجمہ جو خود انہوں نے کیا ہے وہی لکھا جاتا ہے)۔

خوب سمجھ لو کہ تمام امت نے خاتم النبیین کے الفاظ سے یہی سمجھا ہے کہ یہ آیت یہ بتلا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ رسول، اور اس پر بھی اجماع و اتفاق ہے کہ نہ اس آیت میں کوئی تاویل ہے اور نہ تخصیص اور جس شخص نے اس آیت میں کسی قسم کی تخصیص کے ساتھ کوئی تاویل کی اس کا کلام ایک جواہر و بیانیہ ہے اور یہ تاویل اس کے اوپر کفر کا حکم کرنے سے روک نہیں سکتی کیونکہ وہ اس نص صریح کی تکذیب کرتا ہے جس کے متعلق امت محمدیہ کا اتفاق ہے کہ اس میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں ہے (ختم نبوت کامل ص ۱۸)۔

قارئین حضرات! ایک دیوبندی مفتی اور معتبر عالم کے حوالوں سے ثابت ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ و تابعین، ائمہ لغت اور ائمہ حدیث و تفسیر وغیرہ اور ساری امت کے نزدیک بغیر کسی تاویل و تخصیص کے خاتم النبیین کے معنی صرف اور صرف آخری نبی ہیں اور جو کوئی بھی کسی قسم کی تخصیص کے ساتھ کوئی تاویل کرے اس کا کلام

جو اس ہے اور وہ بلاشبہ کافر ہے۔

اب اس کے بعد انصاف کے ساتھ شخصیت پرستی اور طرفداری سے بالاتر ہو کر مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند کی عبارات ملاحظہ فرمائیے لکھتے ہیں:

بعد حمد و صلوة کے قبل عرض جواب گذارش یہ ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے (تخذیر الناس ص ۲)

آپ سطور بالا میں ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام، تابعین ائمہ محدثین و مفسرین اور ساری امت کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہیں اور دیوبند کے بانی اس معنی کو عوام کا خیال بتا رہے ہیں اور یہاں عوام سے مراد ہیں جاہل نادان نا فہم کیونکہ اُن کے مقابلے میں اہل فہم کا ذکر ہے۔ اب انصاف کے کہتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام تابعین ائمہ حدیث و تفسیر وغیرہ سب کے سب عوام اور نا فہم ٹھہرے یا نہیں؟ ضرور ٹھہرے۔ اس کے بعد جو کہا مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ یعنی اہل فہم اور دانش مند پر روشن ہے کہ پہلے یا بعد میں آنے میں ذاتی کچھ فضیلت نہیں تو مطلب یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سارے نبیوں کے آخر میں تشریف لانا بالذات کچھ فضیلت نہیں رکھتا۔ اسی لئے اس کے بعد کہا پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا خاتم النبیین فرمانا یہ مقام مدح میں معنی آخری نبی صحیح نہیں ہے۔ (معاذ اللہ) حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا ضرور

کی ذاتی فضیلت اور مقام مدح ہے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی فضیلت اور مدح قرار دیا۔ ملاحظہ ہو فرمایا:

فضلت علی الانبیاء بست  
اعطیت جوامع الکلم  
ونصرت بالرعب واحتلی  
الغنائم وجعلت لی الارض  
مسجدا وطهورا وارسلت  
الی الخلق كافة وختم  
بی النبیون (مسلم شریف ص ۱۹۹)  
دیکھئے اس ارشاد گرامی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری نبی ہونے کو صراحتہ اپنی فضیلت قرار دیا۔ ایک ارشاد گرامی میں ہے:

ان مثلی ومثل الانبیاء  
من قبل کمثل رجل بنی  
بیتا فاحسنه واجمله الا  
موضع لبنة من ذادیه فجعل  
الناس یطوفون به ویعجبون  
له ویقونون هلا وضععت  
هذه اللبنة قال فانما اللبنة  
وانا خاتم النبیین۔

(بخاری و مسلم)  
میں ہوں اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔  
دیکھئے اس ارشاد میں بھی فرمایا کہ نبوت کے حسین و جمیل محل کی تمثیل میں میرے ساتھ

ہوئی کیونکہ میں خاتم النبیین ہوں لہذا وہ ذات پاک خاتم نبوت ہو کر قصر نبوت کی تکمیل کا باعث ہو بلاشبہ یہ تکمیل اور خاتم ہونا اس ذات پاک کی مدح ہے ایک ارشاد گرامی یوں ہوا:

انا قائد المرسلین میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور کوئی فخر  
ولا فخر وانا خاتم النبیین نہیں اور میں تمام انبیاء کا ختم کرنے والا ہوں  
ولا فخر وانا اول مشافع اور کوئی فخر نہیں اور پہلا شفاعت کرنے والا  
و مشفع ولا فخر (مشکوٰۃ) اور مقبول الشفاعت ہوں اور کوئی فخر نہیں۔

یعنی قائد المرسلین۔ خاتم النبیین اور اول شافع و مشفع ہونا ہے تو بہت بڑی فضیلت  
فخر اور مدح کا مقام لیکن میں اس پر کوئی فخر و غرور نہیں کرتا اس لئے کہ فخر و غرور کرنیوالوں  
کو اللہ تعالیٰ محبوب نہیں رکھتا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُفْرًا مُّخْتَالًا فَخُورًا  
لہذا میرا یہ کہنا کہ میں رسولوں کا قائد۔ نبیوں کا خاتم اور اول شافع و مشفع ہوں یہ فخر یہ طود  
پر نہیں بلکہ تحدیثِ نعمت کے طور پر ہے۔ کیونکہ میرے رب کا فرمان ہے واما بنعمت  
ربک فحدث ثابت ہوا کہ جس طرح آپ کے لئے رسولوں کا قائد ہونا اول شافع  
و مشفع ہونا مقامِ فضیلت و مدح ہے اسی طرح خاتم النبیین ہونا بھی مقامِ فضیلت و مدح  
ہے۔ لیکن دیوبند کے مدرسہ کے بانی کہتے ہیں کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت  
ہی نہیں اور مقامِ مدح میں خاتم النبیین فرمانا صحیح ہی نہیں ہے۔ آگے دیکھئے لکھتے ہیں بلکہ  
اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدلتا  
باقی رہتا ہے (تحدیر الاناس ص ۱۳)

اس کے بعد لکھتے ہیں:

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت  
محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی  
زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے (تحدیر الاناس ص ۲۵)



ان عبارتوں کو دیکھئے کہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں اور آپ کے زمانہ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو (نازل ہوں نہیں کہا بلکہ پیدا ہو کہا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے پیدا نہیں ہوں گے) تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا جب حضور کے زمانہ کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا خاتمیت محمدی کے منافی نہ ہو تو حضور آخری نبی کہاں ہے۔ نیز خاتمیت ذاتی لازم ہے خاتمیت زمانی کو۔ تو جب بعد زمانہ نبوی نبی نبی تجویز کیا تو لازم باطل ہوا تو ملزم کہاں پایا۔ کیونکہ بطلان لازم دلیل ہے بطلان ملزم کی۔ تو اب نہ خاتمیت ذاتی رہی نہ زمانی۔ سب کا خاتمہ ہو گیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عبارت میں لفظ ہے اگر بالفرض تو لفظ بالفرض خود اس کے محال ہونے پر دلالت کرتا ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ بات محال ہے کسی طرح ممکن نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ بالفرض پر تو ہمارا اعتراض ہی نہیں۔ ہمارا اعتراض تو اس پر ہے کہ حضور کے بعد کسی اور نبی کے پیدا ہونے سے خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ ہم کہتے ہیں کہ ضرور فرق آئے گا۔ کیونکہ اس صورت میں حضور آخری نبی نہیں ہیں گے۔ جیسے کوئی کہے کہ اگر بالفرض اللہ تعالیٰ کے بعد بھی کوئی اور خدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی توحید میں کچھ فرق نہیں آئے گا تو بتائیے کہ آئے گا یا نہیں؟ ہم کہتے ہیں اور ہر عقل مند کہے گا کہ ضرور فرق آئے گا۔ اس لئے کہ دوسرا خدا ہونے سے خدا تعالیٰ کا ایک ہونا ختم ہو جائے گا۔ یا کوئی کہے کہ اگر بالفرض کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کے الٰہی بن جائے ہونے کے بعد بھی کسی اور کو الٰہ (معبود) مانے تو اس کے عقیدہ توحید میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ تو بتائیے کہ آئے گا یا نہیں آئے گا؟ تو ہم کہتے ہیں کہ ضرور آئے گا۔ کیونکہ اس صورت میں اس کا عقیدہ توحید ختم ہو جائے گا اور وہ مشرک قرار پائے گا۔ یا کوئی کہے کہ اگر بالفرض کسی کی دونوں آنکھیں نکال لی جائیں تو اس کی بنیائی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ تو بتائیے کہ آئے گا یا نہیں آئے گا؟ تو ہم کہتے ہیں کہ ضرور آئے گا۔ اسی طرح اگر کوئی کہے کہ اگر

بالفرض کوئی مسلمان زنا کرے تو اس کی پاکدامنی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ تو بتائیے آئیگا یا نہیں آئے گا؟ تو ہم کہتے ہیں کہ ضرور آئے گا۔ اسی طرح اگر بالفرض حصوے کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں بھی ضرور فرق آئے گا تو ہمارا اعتراض اس پر ہے کہ خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ تو جو لوگ بالفرض کا سہارا لے کر نانوتوی صاحب کی ان عبارات کو صحیح اور بے غبار ثابت کرنا چاہتے ہیں ان سے صرف اتنی گزارش ہے کہ ذیل کی ان چار عبارتوں پر وہ اپنے موجودہ اکابر علماء سے دستخط کروادیں کہ یہ عبارات بالکل صحیح ہیں اور واقعی کچھ فرق نہ آئے گا کیونکہ ان کے ساتھ بھی لفظ بالفرض ہے۔ انشاء اللہ حق واضح ہو جائے گا۔

۱۔ اگر بالفرض اللہ تعالیٰ کے بعد بھی کوئی اور خدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی توحید میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

۲۔ اگر بالفرض کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کے الہ ہونے کے بعد بھی کسی اور کو الہ مانے تو اس کے عقیدہ توحید میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

۳۔ اگر بالفرض کسی کی دونوں آنکھیں نکال لی جائیں تو اس کی بینائی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

۴۔ اگر بالفرض کوئی مسلمان زنا کرے تو اس کی پاکدامنی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔  
بات اصل میں یوں معلوم ہوتی ہے کہ ان حضرات نے میدان تو ہموار کیا تھا اپنے لئے جیسا کہ گذشتہ صفحات میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں مگر دعویٰ کر دیا مرزا قادیانی نے یہی وجہ ہے کہ قادیانی جب بھی کوئی پمفلٹ وغیرہ شائع کیا کرتے تھے تو اپنی تائید میں وہ ان حضرات کے حوالے پیش کرتے اور ان کی وجہ سے قادیانیوں کو بڑی ترقی ہوتی۔

چنانچہ مولوی محمد ادریس صاحب کا ندھلوی کو رسالہ لکھنا پڑا حضرت مولانا محمد قاسم صاحب پرمرزائیوں کا بہتان و افتراء جس کو جامعہ شرفیہ نیلا گنبد لاہور کی طرف سے شائع کیا گیا

اب جو یہ حضرات قادیانیوں کے پیچھے زیادہ پڑے بہتے ہیں تو اس کی دو جہیں معلوم ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ میدان تو ہموار کیا تھا انھوں نے اپنے لئے اور کوڈ پڑامز قادیانی تو یہ اس کے پیچھے پڑ گئے کہ تو کیوں کووا اور تو نے ہمارا حق کیوں چھینا۔ دوسری یہ کہ لوگ یہ نہ جان لیں کہ ختم نبوت کی مخالفت کی ابتدا ہم سے ہوئی بلکہ ہم ہر وقت ختم نبوت کا لغو بلند کرتے رہیں تاکہ پردہ پڑ جائے اور لوگوں پر یہ تاثر قائم ہو جائے کہ اگر ہم ختم نبوت کے مخالف ہوتے تو ہم اس سلسلے میں اتنی محنت، کوشش اور تبلیغ و اشاعت وغیرہ کیوں کرتے؟ بلاشبہ سیدی و سندی و استاد ذی غزالی و دراز علامہ زماں استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر مولانا سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ العالی نے بالکل حق فرمایا کہ

عرب عجم کے علماء اہل سنت نے جو علماء دیوبند کی توہین آمیز عبارات پر تکفیر فرمائی اگر آپ سچ پوچھیں تو مفتیان دیوبند کے نزدیک بھی وہ تکفیر حق ہے اور علماء دیوبند ابھی طرح جانتے ہیں کہ ان عبارات میں کفر صریح موجود ہے لیکن محض اس لئے کہ وہ ان کے اپنے مقتداؤں اور پیشواؤں کی عبارات ہیں تکفیر نہیں کرتے اور اگر مفتیان دیوبند سے انہی کے پیشواؤں کی کسی ایسی عبارت کو لکھ کر فتویٰ طلب کیا جائے جس کے متعلق انھیں یہ علم نہ ہو کہ یہ ہمارے بڑوں کی عبارت ہے تو وہ اس عبارت کے لکھنے والے پر بے دھڑلے کفر کا فتویٰ صادر فرما دیتے ہیں پھر جب انہیں بتایا جائے کہ جس عبارت پر آپ نے کفر کا فتویٰ دیا یہ آپ کے فلاں دیوبندی مقتدا کا قول ہے تو پھر بجز ذلت آمیز سکوت کے کوئی جواب نہیں بن پڑتا۔ اس کی بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں مگر سہم ایک تازہ مثال ناظرین کرام کی ضیافت طبع کے لئے پیش کرتے ہیں اور وہ یہ کہ ایک دیوبندی العقیدہ مولوی صاحب نے جو مؤودیت کا شکار ہو چکے ہیں مؤودی صاحب کو دیوبندیوں کے حامد کردہ الزامات توہین سے بری الذمہ ثابت کرنے کے لئے مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدسہ دیوبند کی ایک عبارت ان کی کتاب ”تصفیۃ العقائد“ سے نقل کر کے دیوبند بھیجی اور اس پر فتویٰ طلب کیا مگر یہ نہ بتایا کہ یہ عبارت کس کی ہے تو دیوبند کے مفتی صاحب نے

اس عبارت پر بے دھڑک کفر کا فتویٰ صادر فرمادیا۔

ملاحظہ فرمائیے:- اشتہار بعنوان ”دارالعلوم دیوبند کے مفتی کا مولانا محمد قاسم نانوتوی کو فتویٰ کفر“ یہ فتویٰ دیوبندیوں کے گلے میں مچھلی کے کانٹے کی طرح پھنس کر رہ گیا مولوی محمد قاسم صاحب بانی دارالعلوم دیوبند کی عبارت (جس کو لکھ کر فتویٰ طلب کیا گیا) یہ ہے:

۱۹۔ دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے۔ جن میں ہر ایک کا حکم یکساں نہیں ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں بلکہ علی العموم کذب کو منافی نشان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں۔

فتویٰ ۸۶۶، الجواب:

انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں ان کو مرتکب معاصی سمجھنا العیاذ باللہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ نہیں اس کی وہ تحریر خطرناک بھی ہے اور عام مسلمانوں کو ایسی تحریات کا پڑھنا جائز بھی نہیں فقط۔ واللہ اعلم سید احمد سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔

جواب صحیح ہے ایسے عقیدے والا کافر ہے۔ جب تک وہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح نہ کرے۔ اس سے قطع تعلق کر لیں۔ مسعود احمد عفی اللہ عنہ مہر دارالافتاء فی دیوبند الہند

المشہر: محمد علی نقشبندی ناظم مکتبہ اسلامی لودھراں۔ ضلع ملتان

قارئین کرام غور فرمائیں کہ دیوبند سے مولوی قاسم صاحب پر یہ فتویٰ کفر منکوحہ اشتہار میں چھاپنے والا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اور اکابر علماء دیوبند کا معتقد اور ان کو اپنا مقتدر و پیشوا ماننے والا ہے مگر مودودی ہونے کی وجہ سے اس نے مودودی صاحب کے مخالفین علماء دیوبند کو نیچا دکھانے کے لئے اور مودودی صاحب پر علماء دیوبند کے صاۃ کئے ہوئے فتوؤں کو غلط ثابت کرنے کے لئے یہ چال چلی۔ اگرچہ مشہر دیوبندی العقیدہ ہونے کی وجہ سے مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدسہ دیوبند پر مفتی دیوبند کے اس فتویٰ کفر کو صحیح تسلیم نہیں کرتا۔ لیکن ہمارے قارئین کرام پر اس فتویٰ کو پڑھ کر حقیقت

بخوبی واضح ہو گئی ہوگی کہ مفتیان دیوبند کی نظر میں علماء دیوبند کی عبارات کفریہ یقیناً کفریہ ہیں لیکن چونکہ وہ اپنے مقتدار اور پیشوا ہیں اس لئے ان کی عبارات کے سامنے خدا اور رسول کے احکام کی کچھ وقعت نہیں۔ اہل سنت پر بیرہستی کا الزام لگانے والے ذرا اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ اس سے بڑھ کر بھی کوئی بیرہستی ہو سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اپنے پیروں اور پیشواؤں کو بڑھا دیا جائے۔ اہل انصاف کے نزدیک فی زمانہ یہی لوگ آیہ کریمہ اِتَّخَذُوا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ کے صحیح مصداق ہیں یعنی وہ لوگ جنہوں نے اپنے احبار و رہبان (عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا ہے اور وہ اس طرح کہ ایک بات کوئی دوسرا کہے تو اسے کافر بنا ڈالیں اور وہی بات ان کے علماء اور پیشوا کہیں تو پکے مومن رہیں۔ العیاذ باللہ والی اللہ المشتکی (الحقی المبین ص ۲۴)

مثال نمبر ۲۔ سوال ۱۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک میلاد خواں نے مندرجہ ذیل شعر محفل مولود میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں پڑھا شعر جو چھو بھی دیوے لگ کوچہ ترا اس کی نعش تو پھر حنبلہ میں ابلیس کا بنائیں قرار

ن: یہ شعر مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کا ہے دیکھو قصائد کا مگر مذکورہ طریقہ سے پوچھا گیا۔ اب علماء دیوبند کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

## الجواب

۱۔ یہ شعر پڑھنا حرام اور کفر ہے اگر یہ سمجھ کر پڑھے کہ اس کا اعتقاد اور پڑھنا کفر ہے تب تو اس کا ایمان باقی نہ رہا اور اگر یہ علم نہ ہو تو اس کا پڑھنا اور اعتقاد کفر ہے۔ شخص فاسق اور سخت گنہگار ہے۔ اس کو تا بہ مقدور اس حرکت سے روکنا شرعاً لازم ہے۔

احمد حسن ۱۵ شوال ۱۳۵۹ھ سنبل

۲۔ اس شعر کا مفہوم کفر ہے لکھنے والا (یعنی شاعر) اور عقیدہ سے پڑھنے والا خارج از ایمان ہے۔ ایسے صریح الفاظ میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ ظہور الدین سنہل

۳۔ کسی بیہودہ اور جاہل آدمی کا شعر ہے بیوقوف اور بیہودہ لوگ ہی ایسے مضمون سے محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر یہ اس کا عقیدہ ہے تو کفر ہے۔ دیندار آدمی کو اس کے سننے سے بھی احتیاط چاہیے۔ فقط۔ سعید احمد سنہل

۴۔ اس شعر کا نعت میں پڑھنا اور لکھنا دونوں کفر ہے۔ وارث علی عفی عنہ سنہلی۔

۵۔ تینوں حضرات دام ظلہم العالی کے جوابات کی میں بالکل موافقت کرتا ہوں

محمد ابراہیم عفی عنہ مدرسۃ الشریعہ سنہل

۶۔ شعر مذکور اگرچہ نعت میں ہے لیکن حد شریعت سے باہر ہے ایسا شعر نہ کہنے والے کو کہنا اور نہ پڑھنے والے کو پڑھنا جائز ہے۔ یہ غلو اور قبیح ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

۷۔ نمبر ۱۲۱۔ الف نمبر فتویٰ

مذکورہ شعر اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں شاعر نے کہا ہے لیکن اتنا ضرور کہ شاعر شرعی اصول سے واقف نہیں ہے شعر میں حد درجہ کا غلو ہے۔ جو اسلامی اصول کے کسی طرح مناسب نہیں ہے شاعر کا فراس وجہ سے نہیں ہو سکتا کہ شعر کا پہلا مصرع شرط ہے (جو معنی میں اگر کے ہے اور محال چیز کو فرض کر رکھا ہے۔ شرط کا وجود محال ہے اس لئے دوسرا مصرع بطور جزا کے ہے اس کا مترتب ہونا بھی محال ہے مگر شعر نعت رسول سے بہت گرا ہوا اور رکیک ہے۔ ایسے غلو سے شاعر کو بچنا فرض اور ضروری ہے ایسے اشعار سے آپ کی تعظیم نہیں ہوتی بلکہ توہین کا پہلو نمایاں ہو جاتا ہے۔ یہ صحیح ہے قرآن کے حکم مطابق ابلیس جنت میں نہیں جائے گا۔ مگر اس کے قائل کو کافر نہیں کہہ سکتے اس میں محال کو فرض کر رکھا ہے جب تک توجیہ اس کے کلام کی ہو سکتی ہے اس وقت

تک اس کے قائل کو کافر کہنا جائز نہیں۔ ایسے اشعار مولود میں پڑھنا نہیں چاہیے۔ واللہ اعلم  
کتبہ سید مہدی حسن صد مفتی دارالعلوم، دیوبند ۱۳ ۱/۲ ھ جمعہ۔

نمبر ۱۲۹ فتویٰ۔ شاعر کا مقصد بظاہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ہے اور وہ فرط عقیدت میں سب کو چہ نبی کو بھی ابلیس سے بھی برتر ثابت کرنا چاہتا ہے اس کا مقصد ابلیس کو جنتی کہنا نہیں ہے جو ان نصوص کا انکار بھی نہیں اور نہ ابلیس کے جنتی ہونے کا مدعی ہے۔ اس لئے شاعر کو کافر نہ کہا جائے گا۔ البتہ اس شعر سے چونکہ اس قسم کا ایہام ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ دوسرا فرق کہتا ہے اور ایہام کفر سے بھی بچنا واجب ہے اس لئے اس شعر کو ہرگز نہ پڑھا جائے اور توبہ کی جائے مگر دوسرے لوگوں کو بھی اس کے کافر کہنے میں احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ التزام کفر اور لزوم کفر میں فرق ہے اور جب کسی قول میں احتمال ادنیٰ کفر بھی ہو سکتا ہے اگرچہ بتاویل ہو قائل کو کافر نہ کہا جائے گا۔

واللہ اعلم سعید احمد غفرلہ۔ مفتی مظاہر العلوم سہارنپور ۱۵ صفر ۱۳۸۷ ھ  
خوٹے : ایک ہی سوال کے جواب میں قارئین نے بھانت بھانت کی بولی ملاحظہ فرمائی۔ یہ وہ اونٹ ہے جس کی کوئی کل سیدھی نہیں۔ کوئی تو مولوی قاسم نانوتوی کو جاہل اور بیہودہ کہہ رہا ہے کوئی کافر اور فاسق۔ کوئی التزام کفر اور لزوم کفر کی بحث میں الجھا ہے غرضیکہ ان کے یہاں فتویٰ نویسی کا کوئی معیار ہی نہیں اور یہ سارے فتوے اس بنیاد پر ہیں کہ کسی کو بھی اس کی خبر نہیں کہ تیرے نشانے پر کون ہیں۔ اگر یہ معلوم ہوتا کہ بانی دارالعلوم دیوبند کا شعر ہے تو پھر اس شعر میں لغت نبی کے وہ وہ گوشے نکالے جاتے کہ عالمگیری و شامی کے بجائے دیوان غالب فوق کے صفحات اُلٹے جاتے اور دوشاعری میں اس شعر کو ایک نئے مفہوم کا اضافہ کہا جاتا۔ یہ بھی ایک رہی کفر کے فتوے خود دیوبند سے دیئے جانے اور بدنام بریلی کو کیا جائے۔ آج بلند بانگ نعروں سے یہ کہا جاتا ہے کہ کافر کو کافر نہ کہو حالانکہ یہ کہہ کر خود آں بدلت نے کافر کہہ دیا یعنی کافر توبہ مگر کافر

مست کبوتر۔  
 خون کے آنسو مصنفہ علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی رحمہ اللہ  
 مثال نمبر ۲۔ مولوی اسماعیل صاحب نے اپنی کتاب ایضاح الحق مطبع فاروقی دہلی  
 ۱۲۹۵ھ صفحہ ۲۵-۳۶ میں لکھا ہے۔

تزیہ اول تعالیٰ از زمان و مکان و جہت و اشبات و ریت بلا جہت و محاذات (الی  
 قولہ) ہمہ از قبیل بدعات حقیقہ است اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد  
 دینیہ می شمارد۔ مخصاً۔ اس میں صاف تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان و جہت  
 سے پاک جاننے اور اس کا دیدار بلا کیف ماننے کا عقیدہ بدعت و ضلالت ہے۔ حالانکہ  
 تمام ائمہ کرام اور پیشوایان اسلام کا یہی عقیدہ ہے تو مولوی اسماعیل کے قول کچھ مطابق وہ سب  
 کے سب معاذ اللہ بدعتی و گمراہ ٹھہرے۔

چنانچہ ایک صاحب نے یہی عبارت بغیر نام، کتاب لکھ کر علماء و ہمایہ دیوبندیہ  
 سے سوال کیا تو انہوں نے بے دھڑک کفر کے فتوے دیئے۔ سوال و جوابات  
 ملاحظہ ہوں:

سوال: کیا ارشاد ہے علماء دین کا اس شخص کے بارے میں جو یہ کہے کہ جناب باری تعالیٰ  
 عز و کرم کو زمان اور مکان اور ترکیب عقلی سے پاک کہتا اور اس کا دیدار بے جہت و بے محاذات  
 حق جانتا بدعت ہے۔ یہ قول کیسا ہے بینوا تو جبروا۔

دیکھئے یہ وہی قول ہے جو مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا مگر سوال میں اس کا نام  
 نہ لیا بلکہ ایک شخص کہا اب گرم جوش فتوے دیکھئے

## الجواب

۱۔ یہ شخص عقائد اہل سنت و الجماعت سے جا بل او بے بہرہ ہے اور یہ اعتقاد اور  
 مقولہ جو دج سوال ہے کفر ہے۔ نعوذ باللہ حضرات سلف صالحین اور ائمہ دین کا یہ نام نہ  
 اور یہی احادیث صحیحہ و کلام اللہ شریف کی آیات صریحہ سے ثابت ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ



زمان اور مکان وجہت سے پاک ہے اور دیدار اس کا بہشت میں مسلمانوں کو نصیب ہوگا۔ چنانچہ کتب عقائد اس سے مشن ہیں فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ شید احمد گنگوہی۔

رشید  
احمد

۲۔ الجواب صحیح۔ اشرف علی عفی عنہ

۳۔ اگر حق تعالیٰ کو زمان و مکان سے اور ترکیب سے پاک نہ مانا جائے گا تو حق تعالیٰ کا محتاج ہونا اور صفات حادث کے ساتھ متصف ہونا لازم آئے گا۔ حالانکہ حق تبارک و تعالیٰ احتیاج سے منزہ صمدیت ازلیہ کے ساتھ متصف ہے لہٰذا لایزال اس کی صفت ہے۔ زمان و مکان حادث و مخلوق ہیں کان اللہ ولم یکن معہ شیئ قال تعالیٰ کل شیئ ہالک الا وجہہ وقال تعالیٰ لیس کمثلہ شیئ وهو السميع البصیر الغرض حق تعالیٰ کو زمان اور مکان سے اور ترکیب عقلی سے منزہ جاننا عقیدہ اہل حق اور اہل ایمان کا ہے اس کا انکار الحاد اور زندقہ ہے اور دیدار حق تعالیٰ جو آخرت میں ہوگا۔ مومنین کو وہ بے کیف اور بے جہت ہوگا۔ مخالف اس عقیدہ کا بد دین و ملحد ہے۔ اس کی صحبت سے اہل اسلام کو احتراز لازم ہے۔

قال فی شرح العقائد النسفیہ ولا یتمکن فی مکان ولا یجری علیہ زمان ولا یشبہہ شیئ الی ان قال فیہری لا فی مکان ولا علی جہۃ مقابله واتصال شعاع او ثبوت مسافۃ بین الرائی و بین اللہ تعالیٰ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ و توکل علی العزیز الرحمن مفتی مدرسہ دیوبند

۴۔ الجواب صحیح۔ بندہ محمود عفی عنہ مدرسہ اول مدرسہ دیوبند

۵۔ الجواب صحیح۔ محمود حسن عفی عنہ

۶۔ الجواب صحیح۔ غلام رسول۔ عفی عنہ

۷۔ زمان و مکان اور ترکیب یہ سب علامات حدیث و خواص امکان ہیں۔ واجب تعالیٰ سبحانہ ان سب سے بری ہے۔ چنانچہ شرح عقائد نفی میں ہے (آگے عبارت لکھی ہے) اللہ جل شانہ کا دیدار بے جہت بے محاذ عقلاً و نقلاً و لون و طرح ثابت ہے چنانچہ شرح عقائد میں موجود ہے (آگے عبارت لکھی ہے) پس معلوم ہوا کہ جو شخص دیدار الہی کا منکر اور اس کے لئے ترکیب عقلی ثابت کرنے والا ہے وہ ہرگز اہل سنت میں سے نہیں۔ اس کو اختیار ہے کہ دوسروں کو بدعتی بنائے اور یہ بدعت کہہ دینا اس کا ایسے موقع پر غالباً اپنی محترعات کی اشاعت کے لئے ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ المسکین محمد عبدالحق عفی عنہ

۸۔ الجواب صواب۔ محمود حسن مدرس دوم مدرسہ شاہی مراد آباد۔

۹۔ ایسے عقیدہ کو بدعت کہنے والا دین سے ناواقف ہے۔

۱۳۱۵

شأن اللہ المحدث

ابوالوفاء شاعر اللہ کفاه اللہ

قارئین حضرات! فتوے ملاحظہ فرمائے آپ نے؟

کہ وہ شخص اہل سنت کے عقائد سے جاہل۔ بے بہرہ ہے۔ یہ اعتقاد اور مقولہ جو سوال میں درج ہے کفر ہے وہ ملحد۔ بدین زندقہ ہے وہ ہرگز اہل سنت میں سے نہیں دین سے ناواقف ہے وغیرہ۔

اب ان مفتیوں سے کہیے کہ جناب وہ شخص جس پر آپ نے یہ فتوے صادر کیے ہیں وہ آپ کا شہید مولوی اسماعیل دہلوی ہی ہے۔ ابھی ابھی دیکھیے اٹھے پاؤں پلٹ جائیں گے۔ واضح طور پر ثابت ہوا کہ ان حضرات کی نگاہ میں جو قد مولوی اسماعیل کی ہے وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی نہیں اللہ تعالیٰ کی شان الوہیت میں چاہے کتنا ہی بڑے لگے مگر مولوی اسماعیل کی ذات پر کوئی حرف نہ آئے۔ یہ ہے ان کا ایمان ان کو مولوی اسماعیل

اللہ تعالیٰ واحد قہار سے زیادہ عزیز ہے۔ اب بھی آپ اس کے ماننے والوں سے درج ذیل سوالات کر کے آزما سکتے ہیں۔

۱۔ کیا مولوی اسماعیل عقائد اہل سنت و جماعت سے جاہل اور بے بہرہ ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ حالانکہ آپ کے مفتی صاحبان خود ہی حکم لگا چکے ہیں۔

۲۔ آپ کے مفتی صاحبان نے کہا۔ حضرات سلف صالحین اور ائمہ دین کا یہی مذہب ہے اور مولوی اسماعیل نے اسی کو حقیقی بدعت کہا تو اس نے سلف صالحین اور ائمہ دین کو حقیقی بدعتی بنایا یا نہیں؟

۳۔ آپ کے مفتی صاحبان نے کہا یہی احادیث صحیحہ و کلام اللہ شریف کی آیات صریحہ سے ثابت ہے۔ لہذا مولوی اسماعیل آپ کے مفتی صاحبان ہی کے فتوے سے قرآن و حدیث کا منکر ہوا یا نہیں؟ اور جو منکر قرآن و حدیث کو اپنا امام مانیں وہ کون ہوئے؟

۴۔ آپ کے مفتی صاحبان نے کہا یہ اعتقاد اور مقولہ جو مرجع ہے کفر ہے اور وہ مقولہ اور اعتقاد مولوی اسماعیل کا ہے تو بتائیے یہ حکم شریعت اور قانون اسلام اس پر بھی جاری ہو گا یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ صرف اس لئے کہ وہ تہارا امام ہے۔ نیز جو کفر یہ قول کرنے والے کو اپنا امام مانیں وہ کون ہوئے؟

۵۔ آپ کے مفتی صاحبان نے کہا۔ اس قول کی بنا پر اللہ تعالیٰ کا محتاج ہونا اور صفات حادث کے ساتھ متصف ہونا لازم آئے گا تو مولوی اسماعیل نے اللہ تعالیٰ کو محتاج اور صفات حادث کے ساتھ متصف ٹھہرایا یا نہیں؟ اور جو اللہ تعالیٰ کو محتاج وغیرہ ٹھہرائے وہ کون ہوا؟ اور اُس کے ماننے والے کون ہوئے؟

۶۔ آپ کے مفتی صاحبان نے کہا یہ عقیدہ اہل حق اور اہل ایمان کا ہے مولوی اسماعیل نے اسی عقیدہ کو حقیقی بدعت کہا۔ تو جو اہل حق اور اہل ایمان کے عقیدہ کو حقیقی

بدعت کہے وہ اہل حق اور اہل ایمان کا دشمن ہے یا نہیں؟

۷۔ آپ کے مفتی صاحبان نے کہا اس کا انکار الحاد و زندقہ ہے۔ مخالف اس عقیدہ کا بدین و ملحد ہے۔ کہیے آپ کے مفتی صاحبان کے فتوے سے مولوی اسماعیل ملحق بدین

اور زندیق ہوایا نہیں؟ اور ملحد بدین اور زندیق کو اپنا امام ماننے والے کون ہوتے؟

۸۔ غیر مقلدین کے مولوی ثناء اللہ صاحب ام تسری نے بہت ہلکا فتویٰ لگایا کہ دین سے ناواقف ہے تو غیر مقلد! بتاؤ کہ جو دین سے ناواقف ہو اس کو کم از کم جاہل تو کہو گے یا نہیں؟

**لطیفہ!** مولوی اسماعیل کی عبارت پر پہلا فتویٰ جو درج ہے وہ مولوی رشید احمد گنگوہی کا ہے اس میں یہ ہے کہ یہ اعتقاد اور مقولہ جو درج سوال ہے کفر ہے۔ نیز یہی سلف صالحین اور ائمہ دین کا مذہب ہے اور یہی احادیث صحیحہ و کلام اللہ شریف کی آیات صریحہ سے ثابت ہے۔ اس فتوے کی رے سے مولوی اسماعیل صاحب کافر اور سلف صالحین اور ائمہ دین کے مذہب اور کلام اللہ شریف کی آیات صریحہ اور احادیث صحیحہ کے منکر ٹھہرے اور جو قرآن کی آیات صریحہ کا منکر ہو وہ بلاشبہ کافر ہے۔ تو گنگوہی صاحب کے فتوے سے مولوی اسماعیل صاحب کافر قرار پائے۔ اور انہی گنگوہی صاحب کا فتویٰ ہے کہ جو مولوی اسماعیل کو کافر کہے خود کافر ہے۔ عبارت یہ ہے (مولوی اسماعیل) ایسے مقبول کو کافر کہنا خود کافر ہونا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ۱/۱۱۱)

نتیجہ یہ نکلا کہ دونوں کافر ٹھہرے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ مثال نمبر ۳ کی پوری بحث و تفصیل کے لئے دیکھو رسالہ (دیوبندی مولویوں کا ایمان) شائع کردہ حضرت مولانا مولوی محمد معین الدین صاحب شافعی قادری رضوی منظرہ۔ لائل پوری)

۲۰۔ مولوی غلام خاں صاحب جو آج کل غلام اللہ خاں صاحب کہلاتے ہیں کے استاد مولوی حسین علی صاحب شاگرد مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی آیت کریمہ

فَمَنْ يَكْفُرُ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنُ بِاللَّهِ كِ تفسیر میں فرماتے ہیں:  
اور طاغوت کا معنی کلمہ عبد من دون اللہ فہو الطاغوت۔ اس معنی جو  
طاغوت جن اور ملائکہ اور رسول کو بولنا جائز ہوگا۔ یا مراء خاص شیطان ہے۔

(ملقۃ الحیران فی ربط آیات القرآن)

اس لرزادینے والی ناپاک عبارت جس میں فرشتوں اور رسولوں کی انتہائی توہین  
ہے کی تشریح کرنے سے پہلے قارئین حضرات کی خدمت میں پوری آیت مع ترجمہ  
پیش کی جاتی ہے۔

فَمَنْ يَكْفُرُ بِالطَّاغُوتِ وَ  
يُؤْمِنُ بِاللَّهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ  
بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ  
لَهَا ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝  
اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا  
يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ  
إِلَى النُّورِ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا  
أُولَٰئِكَهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم  
مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ ۗ  
أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ

سو جو شخص شیطان سے بداعتقاد ہو اور اللہ  
تعالیٰ کے ساتھ خوش اعتقاد ہو تو اُس نے بڑا  
مضبوط حلقہ تھام لیا جس کو کسی طرح شکست کی نہیں  
اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والے ہیں اور خوب  
جاننے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ساتھی ہے ان  
لوگوں کا جو ایمان لائے ان کو تاریکیوں سے  
نکال کر یا بچا کر نور کی طرف لاتا ہے اور جو  
لوگ کافر ہیں ان کے ساتھی شیاطین ہیں  
وہ ان کو نور سے نکال کر یا بچا کر تاریکیوں کی  
طرف لے جاتے ہیں ایسے لوگ دوزخ میں رہنے

لے یا مراء خاص شیطان ہے یہ بھی ایک شق ہے اس سے فرشتوں اور رسولوں کو طاغوت  
کہنے کے جائز ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ غایت مافی الباب یہ کہ رسولوں اور فرشتوں کو بھی طاغوت  
کہنا جائز ہے اور شیطان کو بھی۔ (ماخوذ)

فِيهَا خَلْدٌ ۝  
 والے ہیں یہ لوگ اس میں ہمیشہ ہمیشہ کو ہیں  
 پارہ ۳ رکوع ۲ گے۔ (ترجمہ تھانوی صاحب)

دیوبندی حضرات کے بہت بڑے عالم مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے ترجمہ سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوئے:

۱۔ کفر کا معنی بد اعتقادی اور ایمان کا معنی خوش اعتقادی۔ ثابت ہوا کہ ایمان نام ہے خوش اعتقادی کا اور کفر نام ہے بد اعتقادی کا۔ لہذا بد عقیدہ کافر ہے اور خوش عقیدہ مومن ہے۔

۲۔ طاغوت کا معنی شیطان ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا ساتھی اور طاغوت کافروں کے ساتھی۔  
 ۴۔ اللہ تعالیٰ کا کام ہے ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لانا اور طاغوت کا کام ہے نور سے نکال کر ظلمتوں کی طرف لے جانا۔ تو اگر معاذ اللہ فرشتوں اور رسولوں کو طاغوت کہنا جائز ہو تو یہ جائز اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ وہ طاغوت ہوں اور اگر وہ طاغوت ہوں تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کے مخالف بلکہ دشمن اور کافروں کے ساتھی اور نور سے نکال کر ظلمتوں کی طرف لے جانے والے قرار پائیں گے۔ العیاذ باللہ۔ اور پھر ان کے ساتھ کفر کرنا یعنی بد اعتقاد ہونا لازم و ضروری ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو طاغوت کے ساتھ کفر کرے اور اللہ پر ایمان لائے الخ

حالانکہ ان پر ایمان لانا لازم و ضروری ہے۔ قرآن کریم میں فرمایا:

كُلُّ آٰمَنٍ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ  
 یعنی رسول اور تمام مومنین یہ سب ایمان رکھتے  
 ہیں اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی  
 کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔  
 (پارہ ۳ رکوع ۸)

ثابت ہوا کہ فرشتوں اور رسولوں کو طاغوت کہنا گویا ان کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ شیطان بنانا ہے تو خدا را انصاف سے کہیے کہ یہ فرشتوں اور رسولوں کی کتنی بڑی توہین

گستاخی اور ظلم ہے۔ وَ سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا إِلَىٰ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔  
 نیز لفظ ”طاغوت“ ایک ایسا لفظ ہے جس کی نسبت اللہ کے معصوم اور نورانی بند  
 ملائکہ اور رسولوں کی طرف کرنا ایک جاہل مسلمان کے تصویس بھی نہیں آسکتا چہ جائیکہ کوئی عالم  
 دین کہلانے والا ایسی جہارت کا مرتکب ہو کیونکہ لفظ ”طاغوت“ طغیان سے مشتق ہے اور  
 مبالغہ کے لئے آتا ہے۔ طغیان کے اصل معنی ہیں ظلم اور معاصی میں حد سے گزر جانا۔ تو  
 طاغوت کے معنی ہوں گے ظلم و سرکشی اور معاصی میں حد سے گزرنے والا۔ تو یہ صفت بلاشبہ  
 شیطان کی صفت تو ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے معصوم اور مقدس فرشتے اور رسول علیہم السلام  
 تو اس ناپاک صفت سے بالکل پاک ہیں۔ سچ پوچھیے تو یہ ان مقدس اور نورانی حضرات  
 کے لئے ایک گالی ہے۔ العیاذ باللہ۔ حالانکہ اس انتہائی گستاخی کے مرتکب کا نام  
 سرورق پریوں لکھا ہوا ہے۔

از زبدۃ المفسرین۔ عمدۃ المحدثین۔ رئیس الفقہاء۔ الصوفی الصافی مولانا حسین علی عم  
 فیضہ وغیرہ۔

تو غور کیجئے کہ جب دیوبندیوں کے زبدۃ المفسرین اور عمدۃ المحدثین اور رئیس الفقہاء کی  
 گستاخی بے ادبی اور بے سمجھی میں یہ حالت ہے تو ان کے جہلا کا کیا حال ہوگا؟  
 اب رہا یہ سوال کہ کما بعد من دون اللہ فہو الطاغوت جس کے معنی بموجب اس نے  
 فرشتوں اور رسولوں کو طاغوت کہنا جائز لکھا ہے۔ اس کا معنی اور صحیح مفہوم کیا ہے؟ تو  
 اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ عبارت کما بعد من دون اللہ فہو الطاغوت کا معنی یہ ہے کہ ”اللہ کے  
 سوا ہر وہ جسکی عبادت کی گئی وہ طاغوت ہے“ تو اس زبدۃ المفسرین کے خیال کے مطابق چونکہ کفار  
 و مشرکین نے فرشتوں اور رسولوں کو بھی معبود بنایا اور انکی عبادت بھی کی گئی لہذا وہ بھی طاغوت ہوئے (معاذ اللہ)  
 اصل میں ”من دون اللہ“ کو نہ سمجھنا ہی ان کی بے ادبی اور نصیبی کا باعث ہوا ہے  
 گویا من دون اللہ ان کو بھی اپنے ساتھ لے ڈبے۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ ”من دون اللہ“ سے مراد بت ہیں اور کفار و مشرکین بتوں کی عبادت کرتے تھے اور کرتے ہیں جیسا کہ آج کل عیسائیوں کے گرجوں میں ہی جا کر دیکھ لیجئے کہ انہوں نے بت بنائے ہوئے ہیں اور کسی بت کا نام انہوں نے معاذ اللہ علیہ (علیہ السلام) اور کسی بت کا نام مریم (علیہا السلام) اور کسی بت کا نام جبریل (علیہ السلام) رکھا ہوا ہے اور ان کی وہ پوجا کرتے ہیں۔ حالانکہ معمولی عقل رکھنے والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ ان بتوں سے ان مقدس حضرات کو کیا تعلق اور کیا نسبت۔ اگر کسی بت کا نام علی رکھ دیا جائے تو کیا وہ بت حضرت علی علیہ السلام بن جائے گا؟ جیسے کہ اگر کوئی مشرک یا مسلمان کسی بت کا نام ”اللہ“ رکھ کر اس کی پوجا کیا کرے تو کیا وہ بت معاذ اللہ اللہ ہو جائے گا اور اس کی پوجا اللہ کی پوجا ہوگی۔ ہرگز نہیں بلکہ بت کی پوجا ہوگی جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا: مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفْرًا كَثِيرًا ۚ قَدْ جَاءَ الْبَشَرُ نَجْدًا ۚ تَلْوَحُّ أَعْيُنُهُمْ إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ لَنُفِثَ بِهِمْ ۚ سَنُلْهِكُمُ لَهُمْ جَنَّاتٍ زَاهِيَاتٍ ۚ ثُمَّ يَنفَكُونَ مِنْهَا ۚ يَنفِكُونَ مِنْهَا طَائِفَةً أُخْرَىٰ ۚ إِنَّهُمْ كَافِرُونَ ۚ (۱۲)

وَابَاؤُكُمْ (۱۳) لئے ہیں۔

ثابت ہوا کہ من دون اللہ سے مراد بت ہیں۔ نبی ولی یا فرشتے نہیں۔ اگرچہ نام کچھ بھی ہو یہی وجہ ہے کہ عبارت کُلِّ مَا عَبَدَ میں ما کا لفظ ہے جو غیر ذوی العقول کے لئے ہے۔ اور ذوی العقول کے لئے من آتا ہے اور بت بلاشبہ غیر ذوی العقول ہیں اور فرشتے اور رسول علیہم السلام تو کامل عقل ہوتے ہیں، اگر اس عبارت میں وہ مراد ہوتے تو ما عبد کی بجائے من عبد ہوتا۔

نیز اگر ما عبد من دون اللہ میں ملائکہ اور رسل کو شامل کیا جائے تو وہ معاذ اللہ جہنم کا ایندھن قرار پاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۚ (۱۴) بیشک (اے مشرک) تم اور جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا (سب) جہنم کا ایندھن



ہیں۔

ماننا پڑے گا کہ ماعبد من دون اللہ سے مروبت ہی میں جن کی کفار و مشرکین عبادت کرتے تھے۔ اور وہ بُت اور ان کے بجا ری دونوں یقیناً جہنم کا ایندھن ہوں گے لکھا قال اللہ تعالیٰ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ۝ نیز فرمایا قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ قَالُوا اللَّهُ إِنَّ كُنتَ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ اِذْ نَسَوِيَ كُمْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۱۹ چنانچہ ان آیات کی تفسیر میں خود دیوبندیوں کے شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی فرماتے ہیں یعنی بت اور بُت پرست اور ابلیس کا سارا لشکر سب کو دوزخ میں اوندھے منہ گرا دیا جائے گا وہاں پہنچ کر آپس میں جھگڑائیں گے ایک دوسرے کو الزام دیں گے اور آخر کار اپنی گمراہی کا اعتراف کریں گے کہ واقعی ہم سے بڑی سخت غلطی ہوئی کہ تم کو رب یعنی بتوں کو یا دوسری چیزوں کو جنہیں خدائی کے حقوق و اختیارات دے رکھے تھے رب العالمین کے برابر کر دیا کیا کہیں غلطی ہم سے ان بڑے شیطانوں نے کرائی اب ہم اس مصیبت میں گرفتار ہیں نہ کوئی بت کام دیتا ہے نہ شیطان مدد کو پہنچتا ہے :

الحمد للہ ہمارا دعویٰ دلائل حقہ سے ثابت ہو گیا اور ہمارے قارئین پر واضح ہو گیا۔ ماعبد من دون اللہ سے مراد بُت ہیں اور ان میں ملائکہ اور رسولوں کو شامل کر کے ان کو طاغوت کہنا ان کی انتہائی توہین اور پرلے دجے کی گستاخی ہے۔ ۲۱۔ انہی مولوی حسین علی صاحب نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے کاموں کا علم پہلے سے نہیں ہوتا بلکہ بندوں کے کرنے کے بعد اللہ کو ان کے کاموں کا علم ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو: اور انسان خود مختار ہے اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ کو پہلے سے کوئی علم بھی نہیں ہوتا کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہو گا اور آیات

قرآنہ جیسا کہ ویلعلم الذین وغیرہ بھی اور احادیث کے الفاظ بھی اس مذہب پر منطبق ہیں۔  
(تفسیر بلغة الحیران ص ۱۵)

حالانکہ اہل سنت کے نزدیک ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے دیکھئے شرح فقہ اکبر ص ۲۰۱

من اعتقد ان الله لا يعلم الاشياء قبل وقوعها فهو كافر  
وان عد قائله من اهل البدعة یعنی جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ اللہ تعالیٰ اشیاء کو ان کے واقع ہونے سے پہلے نہیں جانتا وہ کافر ہے اگرچہ اس کا قائل اہل بدعت سے شمار کیا گیا ہو۔

اور یہ کہنا کہ انہوں نے اپنا مذہب بیان نہیں کیا بلکہ معتزلہ کا مذہب بیان کیا ہے درست نہیں اس لئے کہ جب انھوں نے قرآن کی آیات اور احادیث کو اس مذہب پر منطبق مان لیا تو اس کی حقانیت کو تسلیم کر لیا خواہ وہ معتزلہ کا مذہب ہو یا کسی اور کا۔ کیونکہ قرآن وحدیث جس پر منطبق ہے اس کا انکار کیونکر ہو سکتا ہے۔  
۲۲۔ انہی مولوی حسین علی صاحب نے لکھا ہے:

اور قبل الدخول طلاق و تو اس عورت پر عدت لازم نہ ہوگی جیسا کہ زینبؓ طلاق قبل الدخول دی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلا عدت نکاح کر لیا (بلغة الحیران ص ۲۶)  
معاذ اللہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت بڑا افترا اور بہتان ہے کہ آپ نے حضرت زینبؓ رضی اللہ عنہا سے عدت گزرنے سے پہلے نکاح کر لیا۔ حالانکہ تمام مفسرین نے لکھا ہے کہ انہوں نے عدت گزاری اور عدت گزرنے کے بعد نکاح ہوا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عدت گزرنے سے پہلے نکاح کا پیغام تک نہیں بھیجا۔ چنانچہ صحیح مسلم شریف میں ہے۔

لما انقضت عدة زینب قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لذي

(صحیح مسلم شریف ص ۴۲)

فاذکرها علی

یعنی جب (حضرت) زینب (رضی اللہ عنہا) کی عدت پوری ہو گئی تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت) زید سے فرمایا کہ تم میری طرف سے زینب کو پیغمبر کا نکاح دو۔ لہذا یہ کہنا کہ حضور نے بلا عدت نکاح کر لیا حضور پر بہت بڑا افترا ہے اور یہ آپ کی سخت توہین اور بدترین گستاخی ہے۔ نیز یہ کہنا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو قبل النخل طلاق دی گئی اور ان پر عدت لازم نہ تھی یہ بھی غلط ہے۔ اس لئے کہ خلوت صحیحہ سے بھی عدت لازم ہو جاتی ہے۔ دخول ہو یا نہ ہو اور حضرت زینب تقریباً ایک سال تک حضرت زید سے ہم صحبت رہی ہیں۔

۲۳۔ انہی مولوی حسین علی صاحب نے لکھا ہے:

اور رسولوں کا کمال عذاب الہی سے نجات پالینا ہی ہے (بلغۃ الحیران ص ۲۴۲)  
جب رسولوں کا کمال صرف عذاب الہی سے نجات پالینا ہی ہوا تو جو غیر رسول ہیں وہ تو عذاب الہی سے کبھی نجات نہیں پاسکیں گے کیونکہ ان کو تو رسالت کا کمال حاصل نہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

تفسیر بلغۃ الحیران کی مذکورہ بالا عبارات پر خود علماء دیوبند وغیرہ نے بھی گمراہی اور کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ ملاحظہ ہو اشتہار ”تفسیر بلغۃ الحیران علماء دیوبند کی نظر میں“۔  
شائع کردہ دارالعلوم رحمانیہ۔ ہری پور ہزارہ

۲۴۔ ابن عبد الوہاب نجدی کے متعلق گنگوہی صاحب کا فتویٰ:

محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں اُن کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا جنسبلی تھا البتہ مزاج میں شدت تھی۔ مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آگیا اور عقائد سب کے متحد ہیں اعمال میں فرق حنفی شافعی۔ مالکی۔ جنسبلی کا ہے۔ رشید احمد گنگوہی (فتاویٰ رشیدیہ)

قارئین حضرات! ابن عبد الوہاب نجدی کے متعلق گنگوہی صاحب کا فتویٰ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اب خود علماء دیوبند کی عبارات ابن عبد الوہاب نجدی کے متعلق ملاحظہ

فرمائیں اور فیصلہ فرمائیں کہ ان میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔  
 علماء دیوبند کے عقائد کی کتاب ”المہند“ صفحہ ۱۲ میں ہے:

۲۵۔ بارہواں سوال۔ محمد بن عبد الوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اور ان کے مال و آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا اس کے بائے میں تمہاری کیا رائے ہے اور کیا سلف اور اہل قبلہ کی تکفیر کو تم جائز سمجھتے ہو یا کیا مشرب ہے۔

جواب: ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے اور خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں آگے فرماتے ہیں ان کا حکم باغیوں کا ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ ہم ان کی تکفیر صرف اس لئے نہیں کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے اگرچہ باطل ہی سہی اور علامہ شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبد الوہاب کے تابعین سے سُرُود ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی شوکت توڑ دی۔

فتاویٰ رشیدیہ کی عبارت میں ہے کہ ان کے عقائد عمدہ تھے اور المہند کی عبارت میں ہے کہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور ان کے عقیدہ کے خلاف اہل سنت تھے اسی لئے ان کے نزدیک اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح تھا۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک

تمام اہل سنت کو مشرک سمجھا اور ان کا قتل جائز اور حلال جاننا یہ عمدہ عقیدہ ہے نیز گنگوہی صاحب کہتے ہیں کہ وہ اور ان کے متقدمی اچھے ہیں اور دیگر سب علماء دیوبند کہتے ہیں کہ وہ خارجی اور باغی تھے معلوم ہوا کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک خارجی اور باغی اچھے ہوتے ہیں۔

۲۶۔ اور سنیہ: مولوی حسین احمد صاحب مدنی صدر مدرس دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:- صاحبو! محمد ابن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرھویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت و الجماعت سے قتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا ہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حریم کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اوسے ادبی کے الفاظ استعمال کئے بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خوشخوار فاسق شخص تھا۔

(الشہاب الثاقب ص ۴۲)

گنگوہی صاحب کہتے ہیں: ان کے عقائد عمدہ تھے وہ اور ان کے متقدمی اچھے ہیں اور مولوی حسین احمد صاحب کہتے ہیں کہ اس کے خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ تھے۔ وہ اہل سنت کے قتل کو باعث ثواب و رحمت اور ان کے اموال کو مال غنیمت اور حلال سمجھتا تھا۔ اس نے اہل حریم اور اہل حجاز کو سخت تکالیف پہنچائیں۔ یہاں تک کہ ان کو ہجرت کرنی پڑی۔ سلف صالحین اور ان کے متبعین کا بے ادب اور نہایت گستاخ تھا ہزاروں مسلمانوں کا قاتل اور ظالم، باغی، خوشخوار اور فاسق تھا۔

اب اگر گنگوہی صاحب سچے ہیں تو یہ دوسرے جھوٹے اور اگر یہ سچے ہیں تو گنگوہی

صاحب جھوٹے فیصلہ مننے والوں پر ہے۔

۲۷۔ گنگوہی صاحب کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور دیوبند کے صدورس مولوی حسین احمد صاحب نے نمبر وار بطور نمونہ ان کے چند عقیدے لکھے ہیں وہ ملاحظہ ہوں:

۱۔ محمد ابن عبدالوہاب کا عقیدہ یہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمانان دینا و مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور عزت بلکہ واجب ہے۔ (الشہاب الثاقب ص ۲۳)

۲۔ نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں (ص ۴۵)

۳۔ زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و حضوری آستانہ شریفہ و ملاحظہ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت حرام وغیرہ لکھتا ہے اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظوظ و ممنوع جانتا ہے لا تشد الرجال الا الى ثلثة مساجد ان کا متدل ہے بعض ان میں کے سفر زیارت کو معاذ اللہ زنا کے درجہ کو پہنچاتے ہیں (ص ۴۵)

۴۔ شان نبوت اور حضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں مہابہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں..... ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے توسل دُعائیں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔ ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ معاذ اللہ نقل کفر نباشہ کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے

والی ہے ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ (۴۷)

۵۔ وہابیہ اشغال باطنیہ و اعمال صوفیہ مراقبہ ذکر و فکر و ارادت و مشیت و ربط القلب بالشیخ و فنا و بقا و خلوت وغیرہ اعمال کو فضول و لغو و بدعت و ضلالت شمار کرتے ہیں۔ ۵۹

۶۔ وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالہ جانتے ہیں اور ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کی شان میں الفاظ و اہیہ خبیثہ استعمال کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے مسائل میں وہ گروہ اہل سنت و الجماعت کے مخالف ہو گئے چنانچہ غیر مقلدین ہند اسی طائفہ شیعہ کے پیرو ہیں۔ وہابیہ نجد عرب اگرچہ بوقت اظہار دعویٰ ضلعی ہونے کا اقرار کرتے ہیں، لیکن عمل درآمد ان کا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے (الشہاب الثاقب ص ۶۲)

۷۔ مثلاً الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰی وغیرہ آیات میں طائفہ وہابیہ استواءِ ظاہری اور جہاں وغیرہ ثابت کرتا ہے جس کی وجہ سے ثبوت جسمیت وغیرہ لازم آتا ہے (۶۳)

۸۔ وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل عربین پر سخت نفرین اس نذا اور خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔ (۶۵)

۹۔ وہابیہ خبیثہ کثرت صلوٰۃ و سلام درود بر خیر الانام علیہ السلام اور قرأت لائل الخیر و قصیدہ بردہ و قصیدہ ہمزید وغیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے و ورد بنانے کو سخت قبیح و مکروہ جانتے ہیں اور بعض اشعار کو قصیدہ بردہ میں شرک وغیرہ کی طرف نسبت کرتے ہیں مثلاً

یا اشرف المخلوق مالمی من الودیہ سواک عند حلول الحوادث لعم

اے افضل مخلوقات میرا کوئی نہیں جس کی پسند پھر ٹوں بجز تیرے بوقت

حوادث - (ص ۶۶)

۱۰۔ دہابیہ سوائے علم احکام الشرائع جملہ علوم اسرار و حقانی وغیرہ سے ذاتِ سرور کائنات خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خالی جانتے ہیں۔ (ص ۶۷)

۱۱۔ دہابیہ نفس ذکر و ولادت حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبیح و بدعت کہتے ہیں۔ (ص ۶۷)

تاریخین حضرات! یہ گیارہ عقیدے بطور نوٹہ ابن عبد الوہاب نجدی اور ان کے اتباع کے خود دیوبند کے صد مدرس مولوی حسین احمد صاحب نے لکھے ہیں جو گنگوہی صاحب کے نزدیک عمدہ عقیدے ہیں۔ معلوم ہوا کہ انتہائی گندے فبیث اور کفریہ عقیدے ان کے نزدیک عمدہ ہوتے ہیں اور پاکیزہ اور اسلامی عقیدے ان کے نزدیک کفر و شرک و بدعت ہوتے ہیں۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

۲۸۔ گنگوہی صاحب کے نزدیک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی

صحابی کو کافر کہنے والا اہل سنت و جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ ملاحظہ ہو:

جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے ایسے شخص کو امام محمد

بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۱)

غور فرمائیے کہ صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے۔ اس میں حضرت ابو بکر صدیق

رضی اللہ عنہ سے لے کر آخری صحابی تک سب آگئے۔ حالانکہ فقہاء اور ائمہ اہل سنت نے

تصریح فرمائی ہے کہ ایسا شخص اہل سنت سے خارج ہے بلکہ حضرات ابو بکر صدیق اور عمر

فاروق رضی اللہ عنہما کی شان میں تبرک کرنے والا بلاشبہ کافر ہے مگر گنگوہی صاحب کے



نزدیک کسی بھی صحابی کو کافر کہنے والا کافر تو کیا سنت جماعت سے بھی خارج نہیں ہوتا۔ ان کے بعض عقیدت مندان کی ناجائز قدری کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ کاتب کی غلطی ہے۔ ہوگا کی جگہ نہ ہوگا لکھ دیا ہے۔ مگر یہ محض غلط ہے اس لئے کہ فتاویٰ رشیدیہ کی بآ چھاپا ہے مختلف مطبعوں میں طبع ہوا ہے اگر کاتب کی غلطی ہوتی تو ایک چھاپہ میں ہوتی دو میں ہوتی ہر کتاب اور ہر چھاپہ میں یہی عبارت ہے حالانکہ پہلی بار چھپنے پر ہی اس پر مواخذہ شروع ہو گیا تھا۔ علاوہ ازیں اس عبارت میں ہے کہ وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ مطلق گناہ کبیرہ سے آدمی اہل سنت سے خارج نہیں ہوتا۔ رہا یہ کہ انہوں نے ملعون کہا ہے تو یہ ملعون کہنا بھی سنت جماعت سے خارج ہونے پر قرینہ نہیں کیونکہ قرآن پاک میں جھوٹوں پر لعنت فرمائی گئی ہے اور حدیث شریف میں تارک سنت پر لعنت وار ہے تو کیا جھوٹا اور تارک سنت، اہل سنت و جماعت سے خارج ہے؟

دوسرا رخ دیکھئے! انہی گنگوہی صاحب کے اسی فتاویٰ رشیدیہ میں ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان کو کافر کہنا خود کافر ہونا ہے (ص ۱۳۱) دوسرے تھا پیسے: علماء کی توہین و تحقیر کو چونکہ علماء نے کفر لکھا ہے جو بوجہ امر علم کے اور دین کے ہو (ص ۵)

لے خود گنگوہی صاحب نے اپنے فتوے میں اس کی تصریح کر دی ہے، ملاحظہ ہو شیعہ کے ذہن و کفن کی بابت استفسار فرمایا ہے سو جو لوگ شیعہ کو کافر کہتے ہیں ان کے نزدیک تو اس کی لعنت کو دیے ہی کپڑے میں پیسٹ کر داب دینا چاہیے اور جو لوگ فاسق کہتے ہیں۔ ان کے نزدیک ان کی تجہیز و تکفین حسب قاعدہ ہونی چاہیے۔ اور بندہ بھی ان کی تکفیر نہیں کرتا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۵)

غور فرمائیے! گنگوہی صاحب کے نزدیک مولوی اسماعیل دہلوی کو کافر کہنے والا اور علماء کی توہین اور تحقیر کرنے والا تو کافر ہے مگر صحابہ کرام کو کافر کہنے والا کافر تو کیا سنت جماعت سے بھی خارج نہیں ہوتا۔ فیاللعجب۔

ثابت ہوا کہ ان حضرات کے نزدیک اپنے علماء کی جتنی قدر ہے صحابہ کرام کی اتنی قدر نہیں ہے۔

## حلال و حرام

۲۹۔ سوال: انعقاد مجلس میلاد بدین قیام برائیات صحیح درست ہے یا نہیں؟

جواب: انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے۔ تداعی امر مندوب کے واسطے

منع ہے۔ فقط۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۱)

غور فرمائیے! اسائل سوال کو رہا ہے کہ مجلس میلاد شریف جس میں قیام بھی نہ ہو یعنی کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام نہ پڑھا جائے اور روایات بھی صحیح بیان کی جائیں تو ایسی مجلس میلاد درست ہے یا نہیں؟ گنگوہی صاحب فرماتے ہیں مجلس میلاد ہر حال میں ناجائز ہے اور وجہ اس کی تداعی ہے۔ اس گنگوہی فتویٰ پر حیرت اور سخت تعجب ہے کہ مجلس میلاد شریف کو تو تداعی کی وجہ سے ناجائز قرار دے دیا اور خود یوں بند یوں کچے سروں میں دستار بندی کے جلسے ہوتے ہیں اور جگہ جگہ تبلیغی کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں ان میں تداعی اہتمامات۔ قیودات مجلس میلاد سے بھی زیادہ ہوتی ہیں۔ تاریخ۔ وقت کا تقرر۔ مقام کا تعین۔ اشتہار۔ بذریعہ اخبارات اعلان۔ بذریعہ خطوط وغیرہ مولویوں کو بلانا۔ فرش پچھانا۔ اسٹیج سجانا۔ پنڈال سجانا۔ روشنی وغیرہ تداعی اہتمامات و قیودات کس زور شور کے ہیں مگر یہاں کرامت کا فتویٰ بھی نہیں اور میلاد شریف کے لئے حکم مارشل لا نافذ ہے کہ بدعت ہے حرام ہے ناجائز ہے۔ معاذ اللہ۔

پھر لطف یہ کہ مجالس میلاد شریف میں شرکت بھی کی جاتی ہے۔ دیوبندی مولویا جب مجالس میلاد شریف ناجائز اور حرام ہے تو اس میں کیوں شریک ہوتے ہو کیوں نذرانے وصول کرتے ہو؟ کیا تمہارے بٹے بٹے مولوی ہر سال کراچی اور پاکستان کے بٹے بٹے شہروں میں میلاد کے جلسوں میں شریک نہیں ہوتے۔ تقاریر نہیں کرتے؟ ضرور شریک ہوتے اور تقریریں کرتے ہیں! بندہ کے پاس بطور ثبوت سینکڑوں اخباری تراشے اور فوٹو موجود ہیں۔ یہ مذہب ہے یا حکم پُری۔ یہ دین ہے یا مسلمانوں کو بچانے کی ترکیب؟

**سوال:** جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جائے اور تقسیم شیرینی ہو

شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب:** کسی عرس اور مولود شریف میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی ساعرُس اور مولود درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ  
(فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۴)

۳۱۔ مسئلہ: محفل میلاد جس میں روایات صحیحہ پڑھی جاویں اور لاف و گزاف اور روایات موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے؟

**الجواب:** ناجائز ہے۔ بسبب اور وجوہ کے۔ فقط، رشید احمد

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۵)

۳۲۔ مسئلہ: فاتحہ کا پڑھنا کھانے پر یا شیرینی پر بروز جمعرات کے درست

ہے یا نہیں؟

**الجواب:** فاتحہ کھانے یا شیرینی پر پڑھنا بدعت ضلالت ہے ہرگز نہ

کرنا چاہیے۔ فقط رشید احمد۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۴

۳۳۔ سوال ۱: رجب کے مہینے میں تبارک الذی چالیں دفعہ پڑھ کر

مُرفے کی رُوح کو ثواب پہنچاتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ سوال ۲: جو کہ مدینہ شریف

میں رچی ہوتی ہے سو وہاں کی طرح یہاں پر ہندوستان میں بھی بہت سے لوگ ۲۶ رجب ۲۷ کی شب کو محفل مولود یا ختم قرآن شریف یا فقط و عظ یا کچھ کھانا پکا کر یا کچھ شیرینی تقسیم کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ارواح مبارک کو ثواب پہنچانا جائز ہے یا نہیں؟ او ۲۷ تا ۲۸ کو روزہ رکھنا کیسا ہے؟

**الجواب :** ان دونوں امر کا التزام نادرست اور بدعت ہے اور وجوہ ان کے ناجواز کے اصلاح الرسوم - براہین قاطعہ - اور اریحہ میں درج ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۳)

۳۴۔ سوال : محرم میں عشرہ وغیرہ کے روز شہادت کا بیان کرنا مع اشعار برداشت صحیحہ یا بعض ضعیفہ بھی و نیز سبیل لگانا اور چندہ دینا اور شربت دودھ بچوں کو پلانا درست ہے یا نہیں؟

**الجواب :** محرم میں ذکر شہادت حسین علیہما السلام کرنا اگرچہ بروایت صحیحہ ہو یا سبیل لگانا، شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ و افتض کی وجہ سے حرام ہیں۔ فقط رشید احمد۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۳)

۳۵۔ مسئلہ کتاب ترجمہ سر الشہادتین (مولفہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی) یا دیگر کتب شہادت خاص رات کو پڑھنا کیسا ہے حسب خواہش مازیان مسجد یا کسی کے مکان؟

**الجواب :** ایام محرم میں سر الشہادتین کا پڑھنا منع ہے۔ حسب مشابہت مجلس روافض کے۔ فقط رشید احمد (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۳)

۳۶۔ مسئلہ کھانا سامنے رکھ کر اس پر بیچ آیت پڑھنا کیسا ہے جس کو عرف عام میں فاتحہ کہتے ہیں۔ زید کہتا ہے کہ کھانے پر فاتحہ پڑھنا درست ہے اس لئے کہ حاجی امداد اللہ صاحب سلمہ نے اپنے فتاویٰ میں جائز لکھا ہے بجز کہتا ہے کہ حاجی صاحب موصوف اگرچہ میرے پیروم رشد ہیں یعنی میرے پیرو طریقت ہیں پیرو شریعت نہیں ہیں کہ

میں ان کے کہنے پر عمل کروں۔ یہ کہنا بکر کا کیسا ہے اور طریقت اور شریعت ایک ہیں یا دو ہیں۔ لہذا ان مسئلوں کو زیر قلم فرما کر مزین بہر فرماویں۔

الجواب: یہ سب امور بدعت ہیں۔ مسائل اربعین دیکھ لو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۴)

۳۷۔ سوال: طعام المیت میت القلب وطعام المریض القلب حدیث ہے یا قول طعام ایصال ثواب مثل یازدہم غوث الاعظم یا برسی و ششماہی وغیرہ کہ ہندوستان میں رائج ہے یا بلاقیہ و دیوم وغیرہ طعام ایصال ثواب کے واسطے تیار کیا جائے تو اس کا کھانا حرام ہے یا مکروہ تحریم یا تنزیہاً یا جائز خصوصاً ذکرین شاعلیں کے حق میں کیا حکم ہے۔

الجواب: یہ قول ہے اور یازدہم (یعنی گیارہویں) کا طعام بھی ایسا ہی ہے سب صدقہ ہے اور سب کا کھانا موجب امانت قلب ہے (یعنی دل کے مُردہ ہونے کا موجب ہے) فقط رشید احمد (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۴)

۳۸۔ اور سیوم، دہم و چہلم جملہ رسوم ہنود کی ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۹)  
۳۹۔ سوم و دہم و چہلم وغیرہ ہمہ بدعت و مانوذا زکفار ہنود است و آنکہ طعام روبرو نہادہ چینی می خوانند ایں طریقہ ہنود است ترک چنین رسوم واجب است کہ من تشبہ بقوم فهو منهم الخ (فتاویٰ اشرفیہ ص ۵۶)

یعنی سوم و دہم و چہلم وغیرہ سب بدعات اور کفار ہنود سے اخذ کی ہوئی رسمیں ہیں کہ وہ کھانا روبرو رکھ کر کوئی چیز پڑھتے ہیں یہ طریقہ ہندوؤں کا ہے ان رسوم کا چھوڑنا واجب ہے کہ (فرمایا) جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔

۴۰۔ مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ عیدین میں معافقہ

کرنا اور بنگیر ہونا کیسا ہے؟

الجواب: عیدین میں معافقہ کرنا بدعت ہے۔ فقط واللہ اعلم بندہ رشید احمد گنگوہی۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۴)

قارئین حضرات! آپ نے مذکورہ بالا فتوے ملاحظہ فرمائے ہیں۔ عبارات کا مفہوم بالکل واضح ہے۔ تشریح کی چنداں ضرورت نہیں غلاصہ یہ ہے کہ دیوبندیوں کے مرنے خلائی جناب گنگوہی صاحب کے نزدیک محفل میلاد شریف جس میں صحیح روایات بیان ہوں اور کوئی خلاف شریع بات نہ ہو اور جس میں صرف مستان خوانی ہو اور شیرینی تقسیم ہو اور کوئی بات نہ ہو۔ کھانے یا شیرینی پر فاتحہ پڑھنا، شب معراج میں محفل میلاد شریف ختم قرآن شریف۔ وعظ۔ کھانا یا شیرینی برائے ایصال ثواب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کرنا۔ ۲۷ رجب کو روزہ رکھنا۔ آیام محرم شریف میں ذکر شہادت امین کریمین صحیح روایات کے ساتھ کرنا۔ سیل لگانا۔ شربت دودھ پنچوں وغیرہ کو پلانا اور عیدین میں گلے ملنا سب ناجائز۔ حرام۔ بدعت اور گمراہی ہے۔ نیز گیارھویں شریف کے کھانے کا دیوبندیوں کے مڑوہ ہونے کا باعث ہونا اور میت کا سوئم۔ دہم اور چہلم سب بدعت اور کافروں ہندؤں کی رسمیں ہیں۔ وہ کھانا سامنے رکھ کر کوئی چیز پڑھتے ہیں۔ لہذا مسلمان جو سامنے کھانا رکھ کر اس پر درود و فاتحہ پڑھتے ہیں۔ اس میں ہندوؤں کے ساتھ مشابہت ہے تو ان کی مشابہت اختیار کرنے والے انہی میں سے ہوں گے۔ حالانکہ سب مسلمان جانتے ہیں کہ ہندؤں کا کھانا سامنے رکھ کر اس پر کبھی درود و فاتحہ نہیں پڑھتے۔ وہ درود و فاتحہ کو تاتے ہی نہیں اور نہ ان کو درود و فاتحہ خوانی آتی ہے وہ پڑھیں گے کیا۔ پھر ان کے ساتھ مشابہت کیسی درود و فاتحہ پڑھنے کو ہندوؤں کے کافرانہ کلام گیتا وغیرہ سے تشبیہ دینا کس قدر انصافی اور ظلم ہے۔ کلام میں تو تشبیہ نہ ہوئی البتہ کھانا آگے رکھنے میں ضرورت تشبیہ ہے اور دنیا میں جتنے بھی کھانے والے ہیں کفار، مشرکین، جانور، چوپائے، درندے، چرندے، پرندے سب کھانے کی چیزوں کو آگے ہی رکھتے ہیں اور کھاتے ہیں تو دیوبندیوں کو ان سب کی

مشابہت سے پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ کھانا کبھی آگے نہ رکھا کریں بلکہ پیچھے رکھ لیا کریں اور نہ اس پر کوئی چیز یعنی بسم اللہ وغیرہ پڑھا کریں کیونکہ ان کے حکیم الامت کے فتوے کی عبارت یہ ہے وآنکہ طعام رو برو نہادہ چیزے می خوانند این طریقہ ہندو است کہ وہ کھانا آگے رکھ کر کوئی چیز پڑھتے ہیں یہ طریقہ ہندوؤں کا ہے تو کھانا رکھ کر کوئی چیز پڑھنا اس میں تو بسم اللہ شریف کا پڑھنا بھی آجاتا ہے۔ کیونکہ بسم اللہ شریف بھی کوئی چیز ہے یا دیوبندیوں کے نزدیک کوئی چیز نہیں؟ معاذ اللہ۔ دیوبندیو! اگر کھانے پر قرآن کریم کی آیت کے پڑھنے کو ہندوؤں کے کلام گیتا وغیرہ سے تشبیہ دینے لگو گے تو پھر یہ بتاؤ کہ ہندو بھی گنگا جنتا کا پانی بطور تبرک عقیدت و محبت سے لاتے ہیں۔ اور مسلمان بھی زم زم شریف لاتے ہیں پانی میں تو بہت فرق ہے بطور تبرک عقیدت و محبت سے لانے میں تو تشبیہ ہے۔ ہندو بھی پتھروں کو چمکتے ہیں اور مسلمان بھی عجم اسود کو چومتے ہیں پتھر کی موتیوں اور حجر اسود میں تو بہت فرق ہے۔ چومنے میں تو تشبیہ ہے۔ کفار ملک گیری وغیرہ کی ہوس میں برائے جنگ میدان میں آتے ہیں۔ مسلمان راہِ حُسنِ امیں کلمہ حق کو بلند کرنے کے لئے برائے جنگ میدان میں آتے ہیں۔ دونوں کی نیتوں اور مقاصد میں تو بڑا فرق ہے مگر میدان میں آنے اور جنگ کرنے میں تو تشبیہ ہے۔

ظالمو! امور خیر کو ناجائز و حرام کرنے اور عوام کو روکنے کے لئے بہانے بناتے ہو تشبیہ کی تہمتیں تراشتے ہو۔ کیا ہندو کفار وغیرہ بہت سے کار خیر نہیں کرتے؟ اور کیا کسی کار خیر کے کرنے سے وہ ان کا شعار ہو جائے گا؟ اور جو مسلمان بھی وہ کار خیر کرے گا وہ حرام کا مرتکب ہو گا۔ شعار کا کوئی معیار بھی ہے یا نہیں؟ کم از کم وہ فعل ان کے ساتھ مختص ہو ان کی مذہبی علامت ہو تو کیا میت کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے نیاز فاتحہ وغیرہ کرنا یہ مسلمانوں کی مذہبی علامت ہے یا ہندوؤں کی۔ درود و فاتحہ خوانی مسلمانوں کے ساتھ مختص ہے یا ہندوؤں کے ساتھ۔ کھانا سامنے رکھنا تو صرف مالی عبادات اور بدنی عبادات کو جمع کرنا ہے۔ کیونکہ دونوں کا ثواب پہنچانا مقصود ہوتا ہے۔ بہر صورت

ان فتوؤں کے مطابق مذکورہ بالا امور کے کرنے والے سب مسلمان بدعتی۔ گمراہ۔ ناجائز اور حرام کاموں کے کرنے والے اور مردہ دل ٹھہرے اور میت کا سوتم، دہم اور چہلم کرنے والے سب مسلمان ہندوؤں۔ کافروں میں سے ہونے والے قرار پائے العیاذ باللہ اب سنیے کہ انہی اکابر علماء دیوبند کے نزدیک جائز اور حلال و طیب کیا ہے

۴۱۔ مسئلہ۔ ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلے یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ درست ہے۔ فقط۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۲۳)

۴۲۔ سوال۔ ہندو جو پیاد پانی کی لگاتے ہیں۔ سودی روپیہ صرف کر کے مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اس پیاد سے پانی پینا مضائقہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۲۴)

قارئین حضرات۔ خوب غور فرمائیے! یہ وہی گنگوہی صاحب ہیں جن کے نزدیک محرم کی سبیل کا پانی۔ شربت اور دودھ وغیرہ سب حرام ہے اور گیارھویں شریف کا کھانا دلوں کو مردہ کرتا ہے۔ لیکن ہولی، دیوالی کا ہر کھانا جائز اور درست ہے۔ شاید وہ دیوبندی حضرات کے دلوں کو زندہ کرتا ہوگا۔ نیز ہندو جو مشرک ہے اور مشرک پلید ہے انما المشرکون نجس اور سودو جو صریح حرام ہے تو پلید ہندو صریح حرام کا روپیہ خرچ کر کے سبیل لگائے تو اس کا پانی پینا مسلمانوں کے لئے جائز ہے اور شہداء کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایصال ثواب کا پانی شربت دودھ وغیرہ سب حرام یہ ہندوؤں کے ساتھ خاص تعلق، عقیدت اور حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ کے ساتھ عداوت نہیں تو اور کیا ہے؟



ایک طرف تو تشبہ بالردافض کی آڑ لے کر حرام کہا جائے اور دوسری طرف تشبہ بالہندوسے آنکھیں بند کر کے ہندوؤں کے مشرکانہ تہوار ہولی، دیوالی کے کھانوں کو حلال اور جائز قرار دیا جائے۔ جس چیز کی نسبت حضرت امام اور دیگر مقررین الہی کی طرف ہو جائے وہ تو نادرست اور حرام ہو جائے اور جس کی نسبت ہولی، دیوالی کی طرف اور ہندوؤں پلیدوں کی طرف ہو جائے وہ درست اور جائز و حلال ہی رہے۔

یہ کانگریسی ملّا میں تم کو بتاؤں کیا ہیں

گاندھی کی پالیسی کے عربی میں ترجمہ ہیں (اکبر الہ آبادی)

۴۳۔ مسئلہ: جس جگہ زناغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کو کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا؟ یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب؟

الجواب: ثواب ہوگا۔ فقط رشید احمد۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳)

۴۴۔ مسئلہ: چوہڑے چار کے گھر کی روٹی میں حرج نہیں ہے اگر پاک

ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳)

لیجے گنگوہی صاحب نے کو آجودار اور نجاست کھاتا ہے اس کا کھانا ثواب

قرار دے دیا اور چوہڑے چار کے گھر روٹی بھی حلال کر دی۔ جیسا منہ ویسی غذا جن لوگوں کے دلوں کو سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ایصال ثواب کا کھانا مردہ کرے اور جن کے لئے محرم کا شربت حرام ہو ان کے لئے کو آ اور چوہڑے چار کے گھروں کی روٹیاں ہی مناسب ہیں تاکہ ان کے قلوب زہرہ رہیں۔ دیوبندی حضرات کو چاہیے کہ خوب کوٹے کھایا کریں اور اپنے علماء کی دعوت بھی کوٹے پکا کر ہی کیا کریں کیونکہ مرغ تو صرف میباح ہے جس کے کھانے پر نہ ثواب ہے نہ عذاب لیکن کوٹے کھانے پر تو ثواب بھی ہے یعنی ہم فرماؤ ہم ثواب دونوں باتیں حاصل ہوں گی۔ چنانچہ چند دیوبندی حضرات

نے پچھلے دنوں اس پر عمل بھی کیا۔ ملاحظہ ہو:

۴۵۔ کتے کا گوشت حلال ہے۔

سلاں والی ۹ راکست محمد اکبر نامہ نگار (یہاں جمعیتۃ العلماء اسلام ہزاروی گردپ سے تعلق رکھنے والے مقتدر علماء کرام نے کتے کے گوشت کو حلال قرار دیا اور اپنے فتوے پر عمل کرتے ہوئے کتوں کے گوشت سے اپنے کام و دہن کی توضیح بھی کی۔ یہ علماء کرام مدرسہ جامعہ حسینیہ ضفیہ میں جمع تھے جس میں جمعیتۃ العلماء اسلام ہزاروی سرگودھا کے صدر محکم شریف الدین۔ قاری فتح محمد کراچی والے۔ قاری محمد صدیق جھنگ والے اور حافظ محمد ادیس سلاں والی شامل تھے۔ ان علماء کا متفقہ فیصلہ تھا کہ کتے کا گوشت حلال ہے اور کتے کا ذبیحہ کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ انہوں نے اپنے اس فتوے پر اس طرح عمل کیا کہ کتے کے گوشت کی ایک دعوت میں اس سے لطف اندوز ہوئے۔ (روزنامہ اخبار نوائے وقت لاہور، راکست ۱۹۶۷ء صفحہ ۲) کالم ٹیک ہے کارِ ثواب میں شرم کس بات کی۔ سب دیوبندیوں کو علی الاعلان کواکھانا چاہیے نامعلوم بعض دیوبندی حضرات اس ثواب سے کیوں محروم ہیں۔  
خوف: اہل سنت کے نزدیک کواکھانا حرام ہے؛

۴۶۔ پاکستانی شراب پیو۔ (مولوی غلام غوث ہزاروی دیوبندی کا اعلان) میر پور خاص (۱۰ ستمبر)۔ نائندہ جنگ) جمعیتۃ العلماء اسلام کے ناظم اور صوبائی اسمبلی کے ممبر مولوی غلام غوث ہزاروی نے ۹ ستمبر کی رات کو جمعیتۃ العلماء اسلام میر پور خاص کے زیر اہتمام ایک جلسہ عام کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستانیوں کو اگر شراب پینی ہی ہے تو وہ غیر ملکی شراب کی بجائے ملکی شراب یعنی پاکستان میں تیار شدہ شراب استعمال کریں۔ غیر ملکی شراب کا استعمال ترک کرنے اور ملکی شراب پینے سے زر مبادلہ کی بچت ہوگی۔ موصوف نے کہا یہ بات میں اسمبلی

۱۳۳

میں بھی کہہ چکا ہوں اور اس جلسہ عام میں بھی برملا کہتا ہوں -  
 ناپاک جسے کہتی تھی مشرق کی شریعت  
 مغرب کے فقیہوں کا یہ فتویٰ ہے کہ ہے پاک  
 (اقبال)



بندہ! محمد شفیع الخطیب الاوکارٹوی غفرلہ  
 کراچی (پاکستان)

## طُفَ تماشَا

زیر نظر کتاب طباعت کے لئے تقریباً تیار ہی تھی کہ دارالعلوم دیوبند (بھارت) کے ”صد سالہ جشن“ کی دھوم مچی، حیرت ہوئی کہ اپنے مفادات کے لئے یار لوگ کچھ بھی کر لیتے ہیں جو دوسروں کے لئے ہرگز روا نہیں جانتے، سچ ہے کہ حقیقت اپنا آپ بہر حال منوالیتی ہے۔

دارالعلوم دیوبند کو بہت بڑی مذہبی درس گاہ کہا جاتا ہے۔ اس درس گاہ سے تعلق رکھنے والے اکابر علماء کا ذکر کتاب ہذا میں تفصیلاً موجود ہے۔ پوری کوشش کی گئی ہے کہ ان کے عقائد و نظریات کو پوری طرح پیش کیا جاسکے۔ کتاب کے مندرجات سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا۔

اسے کیا کہیے! کہ مسلمانوں کی اکثریت کو مشرک و بدعتی بنانے والی درس گاہ کے صد سالہ جشن کا افتتاح ایک عورت اور وہ بھی مشرک کے ہاتھوں ہوا، بھارت کی وزیر اعظم کی تقریر کے متن سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آپس کے سیاسی نظریات وغیرہ میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے، مزید تفصیلات معلوم کی جائیں تو بہت کچھ سامنے آئے گا۔

بُت پرستوں کی تعظیم و توقیر یا اُن کی مدح از رُفے شرع کیا حکم رکھتی ہے علماء دیوبند سے یہ پوشیدہ نہیں۔

مے بلرز و عرش از مدح شقی

علمائے دیوبند کے اس فعل کے سلسلے میں خود کوئی تبصرہ کرنے کی بجائے مشہور دیوبندی عالم مولانا احتشام الحق تھانوی کا اخباری بیان اور وہ خبر جس میں یہ اعلان تھا کہ مسز اندرا گاندھی دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ تقریبات کا افتتاح کریں گی، بدیہہ قارئین ہے۔

۱۳۵

(جنگ کراچی) نئی دہلی۔ ۱۹ مارچ (ریڈیو رپورٹ) بھارت کی وزیر اعظم مندر اگانڈھی جمعہ ۲۱ مارچ کو دیوبند میں دارالعلوم کی صد سالہ تقریبات کا افتتاح کریں گی۔ صد سالہ تقریبات کے موقع پر بھارت کے محکمہ ڈاک نے ۲۰ پیسے کا ایک خصوصی ٹکٹ جاری کیا ہے جس پر دارالعلوم کی مرکزی عمارت کی تصویر ہے بھارتی حکومت نے دارالعلوم کی تقریبات کے لئے ۸ سو پاکستانیوں کو دیوبند آنے کی اجازت دے دی ہے، پاکستانیوں کی سہولت کے لئے ایک خصوصی ٹرین چلائی جا رہی ہے۔

کراچی۔ ۲۲ مارچ (پ ر) ممتاز عالم دین مولانا احتشام الحق تھانوی نے دارالعلوم دیوبند ضلع سہارن پور کے مہتمم کے نام ایک تار بھیجا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ دارالعلوم دیوبند کا صد سالہ اجلاس جو بھارت اور پاکستان کے علاوہ دنیا کے دوسرے ممالک کے ہزاروں فاسخ التحصیل مذہبی پیشوا اور علماء و مشائخ کا خالص مذہبی اور عالمی اجتماع ہے اس کا افتتاح ایک خاتون کے ہاتھ سے کرنا نہ صرف مسلمانوں کی مذہبی روایات کے خلاف ہے بلکہ دین اسلام کی برگزیدہ مذہبی شخصیتوں کے تقدس کے بھی منافی ہے جو اپنے حلقے اور علاقوں میں اسلام کی اتھارٹی اور ترجمان ہونے کی حیثیت سے اجتماع میں شریک ہوئے ہیں اگر بھارتی وزیر اعظم مندر اگانڈھی کو مسلمانوں کے ساتھ ان کی خیر سگالی اور بہداری پر فراج تحسین پیش کرنا تھا جس کی وہ بجا طور پر مستحق ہیں تو وہ مذہبی پیشواؤں کے خالص مذہبی اجتماع کی حیثیت کو مجروح کئے بغیر کسی دوسرے طریقے پر بھی پیش کیا جاسکتا تھا ایشیاء کی دینی درس گاہ کے اس خالص مذہبی صدارہ اجلاس کو ملکی سالمیت کیلئے استعمال کرنا رباب دارالعلوم کی جانب سے تقدس مذہبی شخصیتوں کا بدترین استحصال اور اسلاف کے نام پر بدترین مہتمم کی استخوان فروشی ہے

۱۳۶

ہم ارباب دارالعلوم کے اس غیر شرعی اقدام پر اپنے دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہیں اور مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس شرمناک حرکت کو مسک دیوبند کی ترجمانی تصور نہ کریں بلکہ اس کی ذمہ داری تنہا دارالعلوم دیوبند کے مہتمم پر ہے جنہوں نے دارالعلوم کی صد سالہ روشن تاریخ کے چہرے پر کلنگ کا ٹیکہ لگا دیا۔  
(روزنامہ جنگ، کراچی)

کراچی ۲۰ مارچ ۲۰۱۷ء (پ) ر غازی پور کے ممتاز عالم دین شاہ محمد احمد غفری نے مہتمم دارالعلوم دیوبند کو ایک تار ارسال کیا ہے جس میں انہوں نے دارالعلوم دیوبند کے جشن صیالہ کا افتتاح بھارت کی وزیر عظیم مسز اندرا گاندھی کے ہاتھوں کرنے پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دارالعلوم جیسے علم کے سحر بیکراں کے یوم صد سالہ کو جشن و میلہ جیسی تقریب بنایا گیا جس کے لئے کوئی عالم دین نہ مل سکا کہ اس کے ہاتھوں افتتاح ہو سکتا۔  
(روزنامہ جنگ، کراچی)

(نامشر)

## لمحہ فکریہ

یک محرم الحرام ۱۴۲۰ھ کو مکہ مکرمہ میں جو سانحہ رونما ہوا وہ دنیا کو معلوم ہے جو کچھ ہوا، بہت بُرا ہوا۔ جس جگہ کے لئے قرآن کریم میں فرمایا گیا کہ ”جو وہاں آگیا وہ امن میں آگیا“ وہاں جس شیطنیت کا مظاہرہ ہوا ہے اس نے فوٹے کر ڈسے زائد مسلمانوں کو چیلنج کیا ہے کہ یہ حض انہی غفلت اور عدم اتحاد کا نتیجہ ہے۔

مسلم دنیا نے کعبہ معظمہ پر قابض ہونے والے گردہ کو مرتدین کہا ہے اور کسی نے اختلاف نہیں کیا، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خانہ خدا جو بہر حال معظم و مکرم ہے کی توہین اور بے ادبی کا مرتکب مرتد قرار دیا گیا ہے، اور حدیث نبوی کے مطابق مرد مومن کی عزت و حرمت عند اللہ کعبہ معظمہ سے کہیں زیادہ ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور سید و کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ مخلوق خدا میں کوئی افضل و برتر نہیں۔

دیکھنا یہ ہے کہ مسلم دنیا نے سعودی حکومت کے مخالفین اور کعبے کی بے ادبی اور اہانت کرنے والوں کو مرتدین کہا ہے، تو کیا رحمت عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی اور توہین کرنے والے بدترین مرتدین نہیں ہیں؟

افسوس! کہ کعبے کے کچھ گستاخ تو اپنے انجام کو پہنچ گئے مگر گستاخان رسول و آل و اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ و بارک وسلم کو ہر سمت کھلی آزادی ہے، ان کی تحریر و تقریر پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ یہ ہماری ایمانی بے حسی اور بے غیرتی نہیں تو کیا ہے؟

بارہا احکام کی توجہ اس جانب دلائی گئی کہ حضور سید عالم، اہل بیت رسول، اصحاب رسول اور اولیائے امت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک وسلم کی

ناموس و تقدیس کے تحفظ کا احساس کیا جائے مگر رسمی وعدوں کے سوا کوئی قابل ذکر کاروائی نہیں کی گئی۔

میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ان ہستیوں سے لاپرواہی اور بے اعتنائی ہی ہماری تباہی و بربادی کا موجب ہے۔ امن و آشتی، عزت و وقار، استحکام و سالمیت کا حصول ان ہستیوں سے کامل وابستگی میں ہی ممکن ہے۔ ان کی سیرت و تعلیمات کو رہنمائے اور اپنائے بغیر ہم ہرگز کوئی ترقی نہیں کر سکتے۔

(ناشر)



قرآن کتابِ ہدایت ہے۔  
 قرآن مکمل ضابطہ حیات ہے۔  
 قرآن ہماری دنیوی اور اخروی کامیابی کا ضامن ہے۔  
 قرآن کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔  
 پیر محمد کرم شاہ ضامنہری کی معرکہ آرا تفسیر

خوبصورت ترجمہ • بہترین تفسیر

# ضیاء القرآن

فہم قرآن کا بہترین ذیلیعہ ہے

تجوید: جن کے ہر لفظ سے اعجازِ قرآن کا حسن نظر آتا ہے  
 تفسیر: اہل دل کے لیے دردِ سوز کا ارمغان

ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

## خوشخبری

معروف محدث و مفسر حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم شاہکار

## تفسیر مظہری

جلد 10

جس کا جدید، عام فہم، سلیس اور مکمل اردو ترجمہ ”ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف“

نے اپنے نامور فضلاء جناب الاستاذ مولانا ملک محمد بوستان صاحب

جناب الاستاذ سید محمد اقبال شاہ صاحب اور جناب الاستاذ محمد انور مگھالوی صاحب

سے اپنی نگرانی میں کروایا ہے۔ چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہے۔ آج ہی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی۔ پاکستان

فون:- 7220479- 042-7221953 فیکس:- 042-7238010

042-7247350-7225085

021-2212011-2630411